خالق بحر و بر بلند کئے بہار نے پشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکہ موصوف بلبلا کر بکاری کہ بمقتضائے نظم

یارب ترے انس و جن ہین تسبیح
ہر بو مین جو لطف ہے وہ تو ہے
غائب قدرت سے تیری موجود
ہو ہست سے نیست نیست سے ہست
مولا میرے مجھ پہ تو کرم کر

ہین انس کی جنس ساری رسمین
تو چشمۂ چشم انس و جان ہے
نابود ہو بود و بود نابود
گویا ہین لب ملاء اعلےٰ
دشمن کو تو مرگ سے بہم کر

ہر نخل مین گل ہر گل مین بو ہے
چشمہ ترے فیض کا روان ہے
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
سبحانک شانہ تعالےٰ

یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی وہ اسطرح کہ جب عمرو کو چھڑانے براق آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جو گئی تو قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی اس فکر مین ایک طرف اپنے طلسم کے مجلس کے سمجھانے سے روانہ ہوئی کہ کسی طرح برج غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لون چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا کہ قلعہ مین اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب مین گیا اور بصد ادب عرض پیرا ہوا کہ ختم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکہ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان دام اقبالہا چند روز سے قلعہ مین تشریف فرما نہین ہین جانب طلسم ہوشربا گئی تھین مراجعت فرما نہین ہوئین ارکان دولت و اعیان مملکت نے لشکر مہرخ مین بھی ڈھونڈھا وہان بھی پتہ نہ ملا وہ طلسم تمام پر آشوب ہے لڑائی شاہ سے اس طلسم کے پڑی ہے غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کنیزان ملکہ گردون احتشام کو اس بادشاہ ناکام نے کسی آفت مین نہ پھنسایا اور دشمنون کو زندان مصیبت مین نہ ڈالا ہو خاک در دہان من باد ملکہ عالم کا بول بالا ہے میرا اندیشہ سراسر بیجا ہو کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسی کو خبر لینے بھیجتا ہون تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر جا نہ سکے گا مثل دریائے نور و ظلمات وغیرہ پس مین خود جاون اور اگر مرات و قعہ سے خبر دریافت کردن اور مبادا دشمن ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤن تو لامحالہ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اس سے مناسب ہے کہ ابھی جاؤن یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور طلسم ہوشربا مین آیا پہلے لشکر حیرت مین اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہرخ مصیبت مین گھری ہے وہ ساحرین لاکھ کے لشکر سے آمادہ قتل اسلامیان ہین وہ بیچارے مصروف دعا بصد گریہ و بکا ہین یہ دیکھکر اسنے اپنے تئین زمین پر اُتارا وہ وقت تھا کہ مقراض تا نیچ ہاتھ مین لیکر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اسنے قریب بحر سحر ہو نعرہ کیا کہ بانش او قحبہ مقراض اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تابان منور و روشن ہے مجکو للکارتا ہے یہ ہنستی ہوئی قریب آئی کہا اجل گرفتہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے جا اپنے کام مین مصروف ہو نہین جانتا کہ ہم سے لڑکر کوئی زندہ نہین بچا شاہ موصوف نے سحر پڑھکر کہا کہ بجا آپکا ارشاد ہے میری لیاقت نہین جو آپ سے مقابلہ کرون مین تو تماشا دیکھنے آیا ہون سنا ہے کہ آپ اور ساحر جو دریا مین ناؤ پر سوار ہے خوب باہم مقابلہ کرتے ہین یہ کلمات سحر آگین ایسے تھے کہ مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اسنے کہا اچھا بلا اسکو ناؤ پر سے شاہ نے پکارا کہ ارے اوبے اسیمند چیز لطفہ نا تحقیق ادھر آ وہ ساحر بھی ناؤ کنارے پر لے آیا اور زمین پر اُترا شاہ نے کہا تم دونون آپس مین لڑو ہم تماشا دیکھنے کے مستعد پرزم پیکار ہوا اسوقت بادشاہ ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہان سے مثل شہاب ثاقب ان شیاطین پر لوٹا اور زمین پر آکر ٹھہر

ظاہر ہوا اب ان دونوں نے دیکھا کہ بادشاہ پر شوکت وجاہ ہے زیور الماس میں سراپا غرق ہے تاج شہریاری برسر
چارقب شہنشاہی دربر اُنھوں نے جھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ لڑو آپس میں دیر نہ کرو مقراض نے وہی
نارنج چرخ دیکر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اسنے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ اس سے جانبر نہو نگا پہلے میں اپنا وار کرون
لیکن یہ نارنج لگایا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے لپٹ جاؤں یہ سوچ کر نارنج وہ لگانے نہ پائی تھی کہ یہ
دوڑ کر لپٹ گیا اسنے ہاتھوں سے اسے روکا اور کہا او کمبخت مجھ ایسی حسینہ وجمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تو نے
اپنے جسم سے مس کیا میرا حُسن گندہ ہو گیا آبرو میں بٹا لگایا بادشاہان طلسمات میرے عشق میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں ٹھوکر
کھاتے ہیں اب میں کسی کو کیا منھ دکھاؤں لو اپنی جان دیے دیتی ہوں یہ کہہ کر کارد سحر کمر سے کھینچکر اپنے پیٹ میں آپ
مارلی لیکن اس سے پہلے جب سمندر آمادۂ حرب ہوا تھا تو لشکر تین لاکھ کا حربہ سحر سے کر لینا ایسا کہہ کر چلا تھا
اس وقت شاہ ہاتھ اونچا کرکے اشارہ فرما ہوا کہ اے لشکریان مقراض آدھے ایک طرف ہو جاؤ اور آدھے
ایک سمت اور آپسمیں لڑو کہ ہم تماشا دیکھیں ازبسکہ یہ بادشاہ بھی ہے اور ہم مکتب شاہ جادوان بھی ہے
سوائے افراسیاب کوئی اسکا ہم نبرد نہیں وہ رد اسکے سحر کا کر سکتا ہے اور دوسرا اس سے نہیں لڑ سکتا
ہاں وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ماہی زمرد رنگ وآفات چہار دست وتاریک صفت رگمش
وغیرہ جو شاہ طلسم ہوشربا پر غالب آتے ہیں وہی اسپر بھی غالب آسکتے ہیں حاصل مرام لشکر نصف نصف ہو کر
سرگرم پیکار ہوا اور ادھر مقراض نے کارد مار کر کام اپنا تمام کیا غل وشور برپا ہوا تاریکی چھا گئی صدا آئی
مارا مقراض دوزبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کرکے پکارا کہ افسوس ایسی
صاحب حسن وجمال ماہ پیکر مہر تمثال مرجائے اور میں زندہ رہوں شاہ کوکب نے کہا شرط وفاداری یہی ہے
کہ تم بھی اسکا ساتھ تابہ جہنم دو ہاں دیکھیں تو کہ تم کیونکر مرتے ہو یہ سُنکر اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا
شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی تھی اور زندہ رہتی تھی لیں اُسنے وہی نارنج یاقوت نگار
جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ ایک تحفہ طلسمی تھا جو اسکے مرنے سے غائب نہ ہوا تھا اُٹھا کر اُس کے
پیٹ پر مارا ایک صدائے مہیب آئی اور ہزاروں شیر وگرگ صحرا سے پیدا ہو کر نعش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے
لگے اور ہزاروں پتلے اور مار واژدر وعقرب وغیرہ پیدا ہو کر لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اسپر گرے ادھر سمند کے مرنے سے
غوغائے عظیم بلند ہوا اور وہ بحر زخار سحر دفعۃً روغن کی طرح اُڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی اہل اسلام
کی بن آئی تیغ بُرّاں کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے ازبسکہ وہ فوج تو باہم لڑ رہی تھی دم بھر میں مثل باغ
خزان دیدہ کے قلم ہو گئی بہار اس لشکر کی صیادان گلچینیان گلزار جرات نے لوٹ لی فصل مہرگان میں جس طرح
گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشہ اس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سالخوردہ تیشۂ شمشیر سے کٹا تھا کوئی بر رنگ
قبائے گل گریبان چاک نظر آتا کسی کا سبزہ روش عظیم پامال تھا کہیں نقد جان کو لبان سوسن کہ ہم رنگ مسی آلودہ
نسبہ جانان بھی دھڑی دھڑی کرکے لوٹا تھا صرصر قہر وآفت تلواروں کے پھیلنے سے چلتی تھی خنجر جب گلا کاٹتے تھے

طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون مین گھر کیا تھا گویا عشق شاہدان کی طرح دل مین گھر کیا خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا ایک بھی اُن لشکریون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ

**نظم**

نشست از بر تازی اسپ سیاہ
نباید کہ گیرند مارا زبون
ہمہ جسم دشمن بشاید زدن
گرفتند شان یکسر اندر میان
ندیدست ہر کس چنین رزمگاہ

فرو ریخت از دیدہ خون ابر تیما
بباید کہ خوانند بر ما فسون
ز ہر سو چو ایشان بگیرند راہ
سواران مہرخ چو شیر ژیان

چو بشنید مہرخ خروش سپاہ
یکے بانگ زد تند بر لشکرش
کنون نیزہ و گرز باید زدن
کنون گرد بر کہ کشد تیغ ماہ
یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ

جب وہ لشکر نابکار واصل دار البوار ہوچکا شاہ **کوکب** کے نعرہ کی صدا آئی کہ منم شہنشاہ طلسم **نور افشان شاہ کوکب** عالیشان **مہرخ** تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ اے بادشاہ تشریف لایئے میرے حال پر کرم فرمایئے آواز آئی کہ یہ کون سا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور مین ہم شبیہ شاہ **کوکب** ہون اصل مین **کوکب** نہین ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہوگیا یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیک اختر کی تلاش مین روانہ ہوا اور ملکہ **حیرت** نے جب حال بربادی لشکر **مقراض** سُنا تھا تو مقابلہ **کوکب** مین جانا بہتر نہ جانا اب ماجرائے قتل لشکر سُن کر غمگین ہوئی اور جملہ کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پُتلے کو دیکر شاہ **افراسیاب** کے پاس روانہ کیا اس طرف ملکہ **مہرخ** طبل فتح و ظفر بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے پڑاو پر پہونچ کر کمر کھولی ہر طرف قہقہے اور چہچہے اُڑنے لگے سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتب ہوا ہر جگہ عشرت و نشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ قید ہونے خواجہ **عمرو** کے چندان انبساط کا جلسہ نہ تھا اور ملکہ **بہار** نے **مہرخ** سے کہا کہ اس فتح ہونے سے مفر ہم کو نہین ہے ابھی جنگ ہونا باقی ہے یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہے اگر شاہ **کوکب** یا ہم شبیہ اُسکا نہ آتا تو اسی وقت ہمارا خاتمہ تھا بس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور حلہ کھینچ کر سحر تیار کرکے آؤنگی کیونکہ بے بسی سے جان نہ دونگی ہاتھ پانون ہلا کر مرونگی یہ کہہ کر تخت سحر تیار کرکے مع اپنی خواصون کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو یہ خیال ہوا کہ شہنشاہ طلسم جب **عمرو** کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی پڑیگی چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا اُن سب کو تو اس حال مین رکھیئے مگر شمہ حال خجستہ مآل رہائی خواجہ **عمرو** کا سُنیئے

## داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بُلانا ناظمان طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ بُرّان شمشیر زن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت سے لشکر ہائے عظیم کا اور توڑنا بُرّان کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑانا عمرو کو اور لڑنا مجلس کا ملکہ کج ابروئے خنجر زن سے

## اور چھڑانا رعد و برق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا بُران شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا بُران کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا بُران کو افراسیاب کا زندان ظلمات مین اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے

### لمولفہ

کدھر ہے غمگسار بادہ خواران
کہان ہے ساقی غمخوار یاران
تو ہی ہے بادہ خوارون کا مسیحا
دل مردہ کو تو کرتا ہے زندہ
ہوا ہون ان دنون بیمار ساقی
تپ ہجران سے ہون ناچار ساقی
طلسم جسم کا دل ہے شہنشاہ
وہ ہے ناراض مجھ سے ان دنون آہ
حصار تن مرا برج غضب ہے
مقید اس کمین جان زار اب ہے
دماغ ایسا ہوا ہے گرم میرا
کہ جلتا ہے صدا قندیل آسا
بڑھا ہے ضعف جسم ناتوان مین
جدائی کو عجب کیا جسم و جان مین
تڑپتا جس طرح ہے عاشق زار
تڑپتا یون ہی دل اپنا ہے ہر بار
دل بیتاب یون رہتا ہے بیتاب
تڑپتی جیسے ہے ماہی بے آب
گھٹی طاقت بڑھا ہے ضعف ایسا
بڑھا ہو حوصلہ عاشق کا جیسا
نہ کر پرہیز ساقی ہم سے اتنا
ترے دم کا رہے اُن کو سہارا
وہ دارو اب پلا دے ہم کو ساقی
کہ درد دل نہ کچھ رہ جائے باقی
مجھے یہ میکدہ دار الشفا ہے
یہ دارو درد کی میرے دوا ہے
نہ کر تاخیر اب درمان مین میرے
کہ جان آئے تن بیجان مین میرے
تو ہی ہے چارہ ساز بیقراران
مداوا اے دل اُمیدواران
جو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے
قدم یون آکے پھر پیر مغان کے
غنیمت ہے بہار زندگانی
کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی
یہ قصہ عمر کا جب ہو گیا طے
نہ پھر ساقی نہ جلسہ یارون کا ہے
دل محزون بہلتا ہی نہین ہے
خدا را ساقیا مے بھی کہین ہے
جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہے
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہے
سحاب رحمت افضال باری
وہ چھایا ابر گئی وہ بیقراری
اُٹھا لا جام اور منھ سے لگا دے
مزاج شوق تا تجھکو دعا دے
ہوس پھر دے ساغر تاکتی ہے
ہے در پردہ جو لذت جھانکتی ہے
زبان سے جوش دل یہ کہ رہا ہے
کہ ہان اظہار وقت مدعا ہے
پلا وہ مے کہ دُنیا ہو فراموش
فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش
بیا اے ہمنشین افسانہ بشنو
بیان جاہ لے جانانہ بشنو
سخن سنجان این رنگین حکایت
گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد و الم و مداوا پردازان بیماری ظلم و ستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر ناصبور محصوران حصور رنج و جفا اسیر حلقہ روزگار سلسلۂ عہد و وفا عارضہ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اس طرح قوت و شفا پاتے ہین اور چھڑا درد و الم سے محصوران زندان غم کو یون چھڑاتے ہین کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیجکر

جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اس کوہ پرشکوہ پر پہونچا یہ پہاڑ صانع بحر و بر نے فیروزہ کا بنایا تھا نقشہ اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز ہمرنگ فلک اخضر تھی گویا دیوان کدۂ بہار کی دختر تھی درخت پہاڑ پر سرسبز و شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے طلسمی حالت سے ابر زنگاری سر کوہ پر چھایا زمین فیروزہ رنگ پر گلہاے سرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت منشی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا ہونا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضہ رضوان کا لبھاتی تھی درخت ایک لخت لبسان حلہ پوشان جنان سبز پوش نہرون کے دلون مین جوش پھول اپنا رنگ سجاتے گل لٹتے ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش پر پہونچا ہوا **نظم**

معطر ہے زبس خاک گلستان
صبا سیار سی ہے عنبر افشان
سراپا سرو مین قد کی لچک ہے
مگر زلفون کی سنبل مین مہک ہے
جہان دیکھو تو وان گلہاے خودرو
نظر جس جا پڑے سبزہ ہے او رجو
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست
کہ بہکے بولتے ہین مرغ یکدست

بادشاہ اُس کوہ فرحت آگین پر پہونچکر افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پر بہار پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اُترے اور قلعۂ فیروزہ نگار جو دامن کوہ مین آباد ہے وہان پہونچے حاکم اس قلعہ کا **فیروزشاہ تاجدار جادو** سریر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا کہ طائرون نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سنکر بہ تعجیل تمام مع ارکان دولت کے اُٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان مین آیا سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اس کے سکونت کی بطور سیرگاہ تعمیر تھی اُسکو فرش و مسند و شیشہ آلات سے کار پردازون نے بہت جلد آراستہ کیا سامان عیش و عشرت مہیا کیا بادشاہ لب نہر ایک بنگلہ مین آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان نے اُسوقت فرمایا کہ تمھارے ذمے اے **فیروزشاہ** ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہے مین **عمرو** کو قتل کرنا چاہتا ہون تمھین لازم ہے کہ تمام طلسم مین منادی کردو کہ دوست ہمارے آکر تماشا اُسکے قتل ہونے کا دیکھین اور خوشی کرین اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم مین جل جل مرین اور نقارچی یہ بھی پکاردے کہ فلان روز بادشاہ طلسم اس ناعیار کو قتل کریگا جس کسی کو دعوی ہووے آکر چھڑا لے قتل و غارت سے اُسکے کشور جان و جسد کو بچائے یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر **فیروزشاہ** نے دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان ہم غلامون کی یہ مجال نہین جو میدان عدول حکمی مین قدم رکھین اور حکم معلے سے سر پھیرین بموجب **بیت**

خادمان را بر سر خود حکم نیست
انچہ فرمان تو باشد آن کنند

قتل عمرو بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیئے آئندہ جو راے اقدس و اعلیٰ بادشاہ نے یہ عذر سُن کر حساب کیا تو عمرو کو قید ہوئے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری طلب کی اور حسب دستور نذر وغیرہ دیکر کھولی حال عمرو کے قتل کرنے کا دیکھا کہ اُسکو کب ہلاک کرنا چاہیئے کتاب مین یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے درمیان مین قتل نہو سکیگا اور راے بادشاہ لشکر ماہرخ تجکو غارت

کرنا چاہیئے عمرو کسی زمانہ اور کسی وقت مین قتل نہوگا کیونکہ وہ قاتل ساحران ہے مقتول ساحران نہین ہے یہ ماجرا کتاب سے دیکھ کر بغصہ کتاب کو بند کیا اور سر اُٹھا کر کہا اے فیروز جب دن بُرے آتے ہین تو آدمی کیا خدا تک برگشتہ بخت سے بگڑ جاتے ہین خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانون کے طرفدار ہوے ہین مجھ سے برخلاف ہین جب انکی کتاب دیکھتا ہون مسلمانون کا سراسر جنبہ پاتا ہون اسوقت بھی یہی حکم کتاب مین نکلا ہے کہ عمرو قتل نہوگا بھلا مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ مین کیسا بادشاہ ہون کیا ایک آن مین ساری دُنیا درہم برہم نہین کر سکتا کیا مین آسمان کے خدا سے نہین لڑ سکتا کیا مین کوہ بلند کو چٹکی سے ملکر خاک نہین کر سکتا کیا مین جامہ ہستی عالم چاک نہین کر سکتا مین چاہون تو ایک دُنیا اور بنا دون اور باز سر نو عالم خلق کر دون مین آپ طرح آجتک دیتا رہا ورنہ ان مسلمانون کو رائی سے کائی کر ڈالتا اب مین اپنا رتبہ آج ایسا دیکھتا ہون کہ

**نظم**

جا اژدر پہ ڈالون غضب کی نگاہ
گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
غضب میرا شاید ہے یاد آگیا

بھلا سامری کی ہے یہ کب مجال
تو وہ پانی پانی ہو بے اشتباہ
کردن سمت گردون جو ترچھی نظر
جو خورشید گردون پہ تھرّا گیا

کرے سامنے میرے کچھ قیل وقال
اگر دیکھے میرے تیور بڑے
تو ٹکڑے ٹکڑے ہو صاف شب کو قمر

اگر عمرو کو مین نے قتل کر ڈالا تو سامری کی پرستش کرنا چھوڑ دونگا اسکی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہین اور اگر عمرو کو مین قتل نہ کر سکا تو بیشک اُنکو سچا جانونگا تو یہ ممکن نہین کہ جس بات کا مین ارادہ کرون اور وہ نہو فیروز شاہ یہ لاف وگزاف براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سنکر دل مین غور فرما ہوا کہ اب بیشک اس بادشاہ کا ادبار آیا آدمیون سے لڑتے لڑتے خداوندون سے لڑنے لگا سامری اسکے ایسے تابعدار تھے کہ اسکے مزاج کے موافق کتاب لکھتے دل مین تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت وثنا بادشاہ کی کرنے لگا کہ اے شہنشاہ سچ ہے کہ آپکا ارادہ کون رد کر سکتا ہے اور کون آپکا ہمسر ہے کون ملازمان عالی سے لڑ سکتا ہے آپکا ارادہ ارادہ جمشیدی ہے جو حکم ہو غلام اُسکو بجا لاسے آپ غصہ نہ فرمایئے شاہ نے فرمایا کہ دس روز چالیس دن مین باقی ہین عمرو کو قید ہوے اس دس روز مین تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے اور تمام ناظمان طلسم کو فرمان پہونچ جایئن کہ فلان روز لشکر حیرت کے متصل کنارے دریائے خون روان کے مع لشکر سب جمع ہو جایئن مین عمرو کو ضرور قتل کرونگا یہ کلام سنکر فیروز شاہ نے سحر پڑھا دفعۃً ایک آندھی آئی بعد اُس آفت کے ایک دیو قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منھ اُسکا بھاڑ کی طرح کھلا تھا دانت مثل دندان فیل باہر منھ کے نکلے تھے سر برج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا سیاہ رو قوی تن عفص گردن بدن پر روئین تکلے کی طرح دراز سر مین نخوت دل مین بھری حرص وآز ایک ڈھول مثل خم فلک زنجیرون سے بندھا گلے مین ڈالے اور دو چوبین مثل ستون ہاتھون مین لیے سامنے آیا اُس سے حکم دیا کہ اے دہل کوب جادو سارے طلسم مین جا کر ڈھنڈھورا پیٹ دو کہ فلان روز عمرو قتل ہوگا ساکنان طلسم آکر تماشا دیکھین اور ابتدا ڈھنڈھورا پٹنے کی لشکر حیرت و مہرخ سے کرنا اور نعرہ دہل زنی کیے بغیر آرام نہ کرنا اُسنے کہا

یہ دہل بھی طلسمی ہے اور مین بھی اسیلیے ہون کہ منادی کیا کرون میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہین اور ساٹھ ستر کوس تک چارسمت مین اسکی صدا جاتی ہے یہ کہکر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت مین آیا اول بارگاہ مین پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور گویا ہوئی کہ جلد جا ڈھنڈھورا پیٹ وہ کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اُسنے چوب لگائی سب ساحر لشکر حیرت و مہرخ کے گوش بر آواز ہوے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہے اِس اثنا مین اس دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز لگائی کہ خلق خداوند لقا و سامری وغیرہ پونے دو سو خداوندونکی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران **افراسیاب** جادو کا کہ تاریخ اٹھارہوین ماہ بہمن روز دہشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن **عمرو** عیار برج غضب سے نکالکر قتل کیا جائیگا جو اُسکا عدو ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اور جو اُسکا محب ہو وہ آمادہ بجنگ ہو یہ منادی کرکے دو چوبین اور ڈھول پر مارکر آگے بڑھا تمام شہر منیون اور لونڈونکا غول اسکے ساتھ ہوا اُدھر طرفداران شاہ طلسم نے جو یہ ڈھنڈھورا سُنا باہم گویا ہوے کہ کبھی **عمرو** کا قتل ہونا تو یقین نہین آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہین کہ اب شہنشاہ کو غصہ آتا ہے اب سب باغی قتل ہوتے ہین خیر دور کے ڈھول سہاونے ہین ڈھنڈھورا سُنکر خوش تو ہو لو ادھر لشکریان **مہرخ** نے جو ندا سُنی ہر ایک آبدیدہ ہو کر دعا کرنے لگا کہ خدایا تعالے خواجہ کو شر سے ظالم کے بچائے سردارون نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول پر فقط ستانے کے غرے ڈبے ہین شاہ طلسم خواجہ کو کیا قتل کریگا جادوگرنیان دامن پھیلا کر کوسنے لگین کہ موئے ڈھنڈھورییے کے منہ مین خاک خداوند دشمن کا جیتا نہ موا **افراسیاب** آپ مارا جائے اسی موے کی ارتھی نکلے خدا کرے مونڈی کاٹے کی لاش چیل کوے کھائین **حیرت** رانڈ ہو کے بیٹھے ہے ہے وارث کہے **مہرخ** کو صدا سُنکر بڑا تردد ہوا ہے حال اسکے لشکر کے جمع کریگا بیان کیا جائیگا مگر **عمرو** کا حال سنیے کہ ڈھنڈھورا جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کام کر دیا اسلیئے کہ **عمرو** بھی صدا ڈھنڈھورے کی سنے چنانچہ خواجہ تیئیس روز کے قید ہوئے بیہوش تھے اب جو ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھری مین قید ہون جسم پر آبلے پڑ گئے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ زمین مین ہون یا آسمان پر ہون بشر کی آواز کان مین آتی ہے یہ کہہ کر از بسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے کچھ میوہ نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ اے پروردگار تو سچا ہے کہ جب تک منہ سے موت اپنے نہ مانگون اُسوقت تک نہ مرون اسوقت اپنے تئین زندہ گور مین پاتا ہون تو ہی اس ظلمت سے نکالنے والا ہے اور قید غم سے رہائی دینے والا اسی سوچ مین تھا کہ یکایک ڈھنڈھورییے کی آواز سُنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیئے اسی فکر مین یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اُسکو بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اولی یہ تو مقید ہین اُدھر حسب فرمان شاہ طلسم **فیروز شاہ** نے فرمان اور ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیے اور تبلہ ہائے سحر اور طائرون کو دیکر روانہ کیے آنا اُن بادشاہون کا بیان ہو گا لیکن جب ملکہ **حیرت** اور

اُسکے سرداروں نے ڈھنڈھورا سنایا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے آئین اتنے عرصہ مین ہم ایک
لڑائی ایسی رکھنے کی لڑین کہ جملہ باغیون کا کام تمام کردین یہ صلاح ہوئی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھنڈھورا
سنکر بارگاہ ملکہ مین اپنے مقام پر سے آئی ایک سمت سے مصور جو چلہ مین تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے
آیا پھر تو اور بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قباد وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا اے ملکہ
مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہم شبیہ کوکب نے آکر قتل کیا ہم جانتے ہین کہ یون ہی قتل عمرو مین بھی
رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو انھیں باتون سے جی مین آتا ہے کہ خنجر مار کر مرجایئے اور خواہ افراسیاب
اجازت دے یا نہ دے قسمیہ ہو کر نمک حرامون سے لڑنا چاہیئے یا تو ان کو ہم نے مار لیا یا ہمکو انھون نے مار کر
طلسم پر قبضہ کیا ملکہ شکوہ نے کہا مناسب یہی ہے جو آپ فرماتی ہین ملکہ صنعت نے بال سر کے پکڑ کر سب کی
طرف مخاطب ہو کر خطاب کیا کہ اے لوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی کے کیا کرنا ہے
ساحران عالم کو کیا منھ دکھاؤنگی اس بیغیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور ہے نکٹا جیا برے احوال لازم یہی ہے
کہ لڑکر جان دیدون مصور و صورت نگار جو ذلتین کئی بار اٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہان ہان تو کرتے ہین مگر
ٹال رہے ہین انکا یہ قصد ہے کہ عمرو قتل ہو جائے تو پھر مقابلہ کرین غرضکہ جو جس کے مزاج مین آیا صلاح پذیر
ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران سے اجازت لڑنے کی منگوائین پھر صنعت کی رائے ملیٹی اور اُسنے
حیرت سے کہا کہ اے ملکہ افسوس ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائین اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہین
یہ کبھی نہ ہوگا اسی وقت طبل جنگ بجواتی ہون حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہے اور اجازت
نہین ہے تو پھر کس لیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہے کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہین ہے مگر اتنی بات کا مجھکو
خیال ہمیشہ سے ہے کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نمک حرامان ہے اور وہ کسی طرح قتل نہ ہوگی کیونکہ شاہ
جادوان نے بہت کچھ بتایا ہے اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونون مان بیٹے مرحلہ طلسم کے ساحر
ہین برقہائے طلسم مین سے برق جادو ہے پس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہے یہ کلام سنکر ایک ساحر نے
کہا اے ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر مین نہین ہین جانب کوہ آرام گئی ہین ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا
اب رعد و برق رہے ان کو پکڑوا لینا چاہیئے یہ کہہ کر عیارچیون کو طلب کیا اور دربار برخاست کر کے
ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تخلیہ ہوا صنعت نے کہا مین بزور سحر روئے ہوا پر اُڑا کر دونگی اے
صرصر تو کسی بہانہ سے رعد و برق کو اکیلے مین لانا مین سحر کر کے غافل کردونگی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ حیرت نے
کہا یہان نہ لانا باغ عشرت مین ملکہ جنین جادو رہتی ہین وہان پہونچا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونون مان بیٹے
پہلے ہی سے قید ہو کر جنین کی سپردگی مین رہتے ہین اس لیے کہ ساحر دست ہین اگر لشکر مین رہتے تو شاہ طلسم کی فوج
ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر اُن کو بھی قید سخت مین رکھا ہے اول مین چند بار جو قید ہوئے تو وہ مقام
بیان ہو چکے مثل اسکے کہ دختر مصور الماس پری چہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہے یا یہ کہ مہتہ قران دیوانہ بنکر

ایک بار چھڑاتے اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفتر مین دیکھا نہین اور نہ انکی کوئی لڑائی دیکھی بہر صورت انکا قید ہونا اول
اگر بیان ہوگیا ہے جب بھی یہ قید مین اور اگر نہین بیان ہوچکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ **صنعت** تو بطور مخفی
**صرصر** کے ساتھ ہوئی اور صرصر صورت ایک ساحر کی ایسی بنا کر بارگاہ مین **برق** کے آئی
تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہین مجھ سے اُنھون نے فرمایا کہ جلد جا کر رعد جادو کو
مع اُنکی ماں کے میرے پاس بھیجدے چنانچہ مین نے حسب ارشاد آپسے اطلاع کردی یہ عرض کرکے آپ بارگاہ سے
چلی گئی **رعد و برق** کو خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاؤ بات
سُننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ **صرصر** پیام دیکر وہان ٹھہری بھی نہین پھر کیونکر اُن کو دھیان عیاری کرنے کا
آتا فی الجملہ یہ دونون بارگاہ سے نکلکر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا مین تلاش کرنے لگے
**صنعت** نے روبے ہوا سے خاک قبر جمشید اُن پر چھڑکی کہ یہ دونون بیہوش ہوے **صنعت** نے بزور سحر ایک تخت
بنایا اور دونون کو اُس پر ڈالکر روانہ ہوئی اور باغ عشرت مین لیکر آئی یہ باغ **افراسیاب** کا بنوایا ہوا ہے کسی مقام پر
تعریف اسکی تحریر ہوئی ہے ملکہ **حنین** کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اسکا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اسے
باغ مین رکھا ہے اور اول بیان ہوچکا ہے کہ مجلس نے پتلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ پتلا شاہ جادو ان کے ہاتھ
مارا گیا اُس روز سے اسکو باغ عشرت مین بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لے جائے حاصل امروہ ایک نہر کے کنارے
بیٹھی مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھ کر تعظیم دی اُسنے اُن قیدیون کو اُسکے سپرد کیا اُسنے اپنا سحر قیدیون پر
کرکے کہا آپ ٹھہرے مین آتی ہون اور تخت جس پر قیدی تھے اُسکو اُٹھا کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آکر دونون کو
تخت پر سے اُتارا اور خوب سحر سے بے بس اُن کو کرکے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلین اُڑ کر قریب
قیدیون کے آئین اُن سلون سے حکم دیا کہ ان مجرمون کو کمر تک نگل لو سلین فوراً شق ہوگئین اور پاؤن سے کمر تک
یہ دونون اُن پتھرون مین سما گئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرد اُس درۂ کوہ کے قائم کرکے باغ مین آئی اور **صنعت**
کی خاطر تواضع مین مصروف ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ مین لڑنے باغیون سے
جاتی ہون طلسم مین یہ ماجرا گذرا ہے اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے غرضکہ وہان سے روانہ ہوکر بارگاہ ملکہ حیرت مین
آئی تمام کیفیت بعرض بیان مین لائی اور کہا اب دیر نہ کیجیے ان نمک حرامون کو مار لیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو کرو
یہ سنکر اُسنے نارنج ایک مارا وہ زمین پر گر کر شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلا نکلا اُس پتلے سے اسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے
تا بستۂ حنا اور کنارے تک دریاے خون رواں کے میرا لشکر پڑا ہے وہان جا کے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کرا کر یہان
لے آ پتلا یہ حکم پا کر روانہ ہوا اور اسکے لشکر مین پہونچ کر پکارا کہ اے افسران فوج ملکہ **صنعت** نے پانچ لاکھ کا لشکر
طلب فرمایا ہے ایسی آواز اُس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمر بندی لشکر مین ہوئی ساحر
اژدر و گاؤ خر پر سوار ہوے پیرقین ہوا مین اُڑنے لگین ترسول ترسول چمکنے لگے سامری کی جے کا غل تا فلاک پہونچا
ہزار ہا نارنج ترنج جا بجا اُچھال کر ساحرون نے روکا تو یہ معلوم دیا کہ گولہ انداز فلک نے باڑھ گولون کی ماری

ہوم کا دھواں بلند سحر کی بجلی چمکتی توپ خانہ مین دہر کے رنجک اُڑتی ابر سُرخ روے ہوا پر چھایا ہوا نبرد کا
میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے جو ابر سیاہ اُٹھا قلعہ آہن بنگیا تھا اسی طرح عجائبات
سحر کے نمایان کہین بدلی کہین ظاہر آفتاب تابان گوگل مرجین لونگین کافور صندل جلتا اژدہے پھنکارتے سانپ
ہر ایک زہر اُگلتا ساحرون کا تو یہ حال نبرد آزمایان عرصۂ قتال کی ایک سمت مورچال وہ خنجر و شمشیر کی چمک
دیدۂ ترک فلک کو خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار کرتی غرضکہ بڑے
جوش وخروش سے مثل بحر غضب و سیل فنا یہ لشکر روان تھا اور کچھ ہی عرصے مین یہان کسے وہان تھا یعنی قریب بارگاہ
حیرت کے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر میرا آگیا خود بھی تخت اژدہون پر اپنا کھنچوا کر سوار ہوئی
اور قیام ہونیکا بھی انتظار نہ کیا کہ طبل جنگ بجواتی اسی وقت سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج
کے پہونچی خنجری سحر و قرنائے جنگی اور دہل طبل کا شور گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اس عرصہ مین طائران سحر نے
خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر آگئی ملکۂ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمامتر
تیار ہوے سرداران لشکر بارگاہ سے نکل آئے خیام و خرگاہ مین ہلچل پڑ گئی بازارین بند ہوگئین بعض مقام پر تو
بھگدڑ پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اُس عرصہ مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے
اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور اُسکے آنے کے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا آتھا حیرت بھی
سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی بجمعیت کثیر آپہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے ہوے چار طرف سے زبید
بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیغہ سحر پکڑ کر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ پر جا گری اس طرف سے مہرخ بھی
مع فوج بڑھکر غٹ پٹ ہوگئی اتنو لگے ابر کے آنے لگے پیکان تیر و مار و عقرب برسانے لگے ناریل ترنج سینون کے پار جانے
لگے مہرخ پر صنعت نے ایک بیضۂ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزارہا شعلہ اسمین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اسنے سحر پڑھکر کہا
کہ دشمنون کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستون پر پانی ہو جائے یہ کلمہ ایسا پر تاثیر تھا کہ وہ آگ سمٹ کر فوج صنعت
پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا وہ آگ بجھی اُسوقت
مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر ترنج مارا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا اب تو ساحر سے ساحر گتھ گیا مہرخ نے
پھر سحر پڑھا کہ تیر برسنے لگے صنعت نے سپرین سحر کی پیدا کین ہر سمت گولے ناریل ماش کا چھرا سوئیون کے پیچھے
چلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ سترہ سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگے جس کے وہ پیکان لگت
سینے سے پار نکلتا فوج دشمن مین قدم ادھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی ادھر کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش
مُردہ پر مُردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کی طرح تڑپتے ہین مہرخ دیا قوت و سر خمو و مخمور
وغیرہ کے خون کہنیون سے بہ رہا ہے قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جم گئے ہین سر خمو اور نافرمان وغیرہ نے غول مین گھس کر
ایسے نارنج ترنج مارے ہین کہ سو سو دو دو سو کا ایک ہی وار مین کام تمام کیا ہے ادھر سے صنعت وغیرہ بڑھتی چلی آتی
ہین نقارون پر چوب پڑتی ہے نقیب للکارتے ہین کہ یہ رزم کا دن ہے نام کر جاؤ زندگی ہے کہ لڑکے مر جاؤ

دلیر و جوانو بہادرو آج کا دن ہے نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہے شیرون یہ معرکہ تمھارے ہی ہاتھ ہے نہ گھبرانا تیغ ظفر کا ساتھ ہے تلوار کٹار چل رہی ہے چیلین منڈلا رہی ہین کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا بازو کٹ گیا کسی کا پاؤن کٹا دریاے خون مین سُرخ سُرخ مچھلیان تڑپتی نظر آتی تھین اعضاے تن کی بھی حالت تھی سر کچھوؤن کی طرح تیرتے تھے مرکبون کے سُم خون مین غرق دم بھر مین جدا گردن و فرق اس لڑائی مین صنعت نے ایک ناریل سبز رنگ سچی چونی والا اپنے جوڑے سے نکالا اس ناریل کو دیکھ کر ملکہ طاؤس نے مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ اس ناریل سے کنارا کرو یہ باغ جمشید کا ناریل ہے ملکہ مذکور نے کہا ہرچہ بادا باد جمشید کے باغ کا ہوگا تو کیا کر لیگا اس عرصہ مین وہ ناریل اسنے چرخ دیکر مارا وہ شق ہوا اکئی ہزار پُتلا اُسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان ہو گیا تلوارین ہاتھون مین لیکر ہر ایک آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا کہ اے پتلہاے سحر جاؤ دشمنون کو قتل کرو یہ سُنکر ایک ایک نعرہ زن ہوا کہ ہم غلام جمشید او تلوارین مارتا ہر ایک چلا جس کے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا نارنج ترنج تلواران پر پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہین کوئی پتلا نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے مہرخ نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا کہ ہان لینا جانے نہ دینا اور آپ ایسا سحر کیا کہ خنجر آسمان پر سے برسنے لگے مخمور نے سحر کر کے گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو مشکین مو زلف کھول کر آگے بڑھی طاؤس دلرزان و زلزلۂ نافرمان و ہلال سحر افگن تنہاے سحر لیکر غول مین در آئین اور نعرۂ مہرخ سے ساحر مرکبون پر سے کود پڑے کہین خنجر چلنے لگا کہین کٹار چلنے لگی قراولیون کے کھوپنے چلتے تھے کہین کشتی ہوتی تھی ناریل نارنج ترنج اُچھلتے تھے سحر کی لاگین اور چوٹین چلتی تھین نیزہ باز عدو کو کباب بالاے سیخ بناتے تھے ایک طرف سحر کے جانور باہم گُتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے اژدر لڑ رہا تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اُمڈی ہوئی تھی ہزارہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج مہرخ اسلیئے قلیل تھی اور پُتلے سحر کے قتل نہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدین وجہ اسکی فوج کے گھونگھٹ کھلا بھگدڑ پڑی بارگاہ چھوٹ گئی بازارین لُٹنے لگین غول کے غول بھاگے جدھر جسکا منہ اُٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے نہ پائین فوج نے تعاقب کیا یہان تو یہ ماجرا ہے لیکن عیار ہمیشہ آفت مین لشکر سے نکل جاتے ہین اور قران تو جنگل مین راہی کرتا ہے اسنے جو نعرہ مبارزان کا سُنا اور شور و غوغا جو زیادہ بلند ہوا تو اُسنے قلعۂ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر ہماری جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہے کوئی بچتا نہین نظر آتا یہ دیکھ کر زار زار رویا اور برہنہ سر کر کے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اُتر کر ایک سمت کو صحرا مین بھاگا تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا رحم خالق جزو کل خضر راہ بنا کہ اسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درّہ مین پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اسکی نظر سے نہ گذرا تھا وہان دیکھا تو رعد و برق کو کمر کمر تک پتھر مین غرق پایا اُن سے پوچھا کہ یہ کیا تمھارا حال ہوا انھون نے بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا اے مہتر عالی گہر ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہے اور ہم قید ہین جنین کے ہین ایک ایک روٹی جو کی اور کوزہ آب ہمکو ملتا ہے قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا اُنھون نے کہا اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے قران نے کہا پھر وہ جنین قحبہ کہان ہے اُنھون نے کہا اسمین جو سامنے ہے

عیار مذکور ان سے پتہ معلوم کرکے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقاً باغ عشرت مین جنین نہ تھی اسنے متصل اسی باغ کے ایک باغ اور رنیا بنوایا ہے کس لیے کہ باغ عشرت مین یار کو اپنے بغیر حکم بادشاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہے شاہ نے صرف اسکے رہنے کی اجازت دی ہے اور کوئی رہ نہین سکتا ہے اسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور تخلیہ تھا یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اسی باغ کے دروازے پر آکر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب باتزئین کا ہے اسنے کہا ملکہ جنین کا اسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین شاید تقدیر لڑ جائے اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہو جائے گا بال بچے ہمارے دعا دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران یہ سنکر وہان سے چلا اور ایک سمت اس باغ کے بنگلہ تھا اسکی دیوار چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا ادھر سے چلکر اپنا کام کرو یہ سوچ کر اس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھ کر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا پھر چبوترہ سنگ سرخ کا بنا تھا فرش پر تکلف اسپر بچھا تھا ملکہ جنین اسپر بیٹھی اسنے جھک کر اسکو سلام کیا اسنے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا ملکہ ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے ماں باپ کے بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹا دی بڑے چین کیے اب محتاج ہو گئے مجبور ہو کر نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگ جائین گے سرکار کا بول بالا منائین گے جنین نے یہ کلام سنکر کہا اچھا ہمنے تجکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ اے ملکہ یہاں نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سنکر کچھ سوچنے لگی اسمین قران نے کہا یہ بھی قسمت کی خوبی کہ بتیسرے فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے نیش زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہاں سے کچھ عذر نہین ہے نوکری ہو جائے گی قران چند قدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجھکو جھوٹا اور دغا باز سمجھا میرے باپ نے ایسی ایسی ہزار ہا پتلیاں بنا کر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہے یہ سنکر جنین نے کہا اے پتلی اگر تجکو اس ساحر پر عیار کا شبہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہے تو پکڑ لین گے اور جو نہین ہے تو نوکر رکھین گے پتلی نے کہا اچھا جنین نے کہا میاں ساحر ادھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھپٹ کر جنین کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور مین بڑا عالی خاندان ہون یہ کہہ کر ایک کاغذ نکالا کہ مکتوب کی طرح لپٹا تھا وہ اسکے ہاتھ مین دیدیا اسنے کھولنا اس مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے والے نے بہت چھوڑا ہے غرض جب بہت سی تہین کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اسکو پڑھنے مین مشغول ہوئی اسمین نعرہ قران کا لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع منم مہتر قران شیر ژیان نہ ادھر پہلو پر عیار مذکور کھڑا تھا اسنے بغدہ کھینچ کر کھوپڑی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی تھی بکتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا اسنے کہا ہاتھ گیا دیکھے گی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اسکا پراگندہ ہو کر دور گرا اور وہ اچھلکر زمین پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ مارا مجکو نام میرا جنین جادو تھا کوہ و بیابان مین آگ لگی مکانات

پھٹ گئے تڑاق تڑاق چھتین اُڑنے لگین سحر کی نمود بے بود باطل ہوگئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران
جست کرکے بھاگ گیا تیلی وغیرہ جلگئی درہ کوہ مین رعد و برق چھوٹ گئے اور لمحہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و
توانا ہوکر ٹھہرے تھے کہ مہتر قران بھی آکر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونون طرفۃ العین مین قریب
جنگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر رعد زمین مین پاؤن مارکر سمایا اور فوج مخالف جو عقب مین قتل کرتی
آتی تھی اُسکے بیچ مین نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر گرا اوپر سے کڑکے کی آواز آئی
اور برق جادو تجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلاکر پھر بلند ہوگئی اور آڑی ترچھی ہوکر ہر سمت گرنے لگی رعد نے
چیخنا شروع کیا حیرت نے شکوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ آئے یہ وہ بلائے بے
درمان ہین کہ جہان فتح نہ ہوتی تھی افراسیاب اُس مہم پر انکو بھیجتا تھا اس گفتگو مین جتنا عرصہ ہوا اُتنی دیر مین ہزارہا
ساحر جلکر دو ٹکڑے ہوگیا ہرچند صنعت نے ان دونون کا ردسحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج مہرخ
کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثناء مین رعد جادو کو یاد آیا کہ جب مین شہر داؤدیہ مین خداوند داؤد
کے سجدہ کو گیا تھا تو اُنھون نے تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا
ہی ساحر زبردست یا دُشمن تن بزور سحر ہو یا مالک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا پتلہ سحر کا ہوگا اس خاک کو اُسپر
پراگندہ کرنا وہ جلجائیگا پس اسنے زمین مین سماکر اپنے تئین غول مین ان پتلون کے جو صنعت کے ناریل سے
نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ تیرے پتلے کسی سے نہ مارے جائینگے تو اُنکو حکم دے کہ سب
ایک بار مجتمع ہوکر جب رعد زمین سے نکلے تو اُسپر جا پڑین اور اُسکو اسیر کرلین دوبارہ مان کو بھی اسی طرح پکڑین
چنانچہ ایسا ہی کچھ پتلون کو حکم دیا وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہوکر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائین اسی
اثناء مین رعد زمین سے نکلا اور ان سب کو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نمائی کارساز حقیقی سمجھا اور جوڑ سے
سے پڑیا نکالکر خاک اُنپر چھڑکی وہ پتلے اسکو پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جوان پر پڑی جسم طلسمی مین اُنکے آگ
لگی تلوون کی لگی سر مین بجھی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو اُن پتلون کی تھی انکے جلنے سے فوج
کے پاؤن اُٹھے فتح کی شکست ہوئی ہرچند صنعت و مصور وغیرہ نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رکتی ہے
دل ہار چکے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اس عرصہ مین رعد قریب تخت صنعت جاکر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت
صنعت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہوکر گرے اور صنعت ازبسکہ ساحر زبردست ہی بیہوش تو نہ ہوئی مگر
جھوم گئی اوپر سے برق کڑکڑا کر گری ساٹھ نشتر پنجہ سپرین لیکر سپر پر سایہ فگن ہوا مگر برق نے سپرون اور پنجون
سب کو جلایا صنعت جلدی مین سمٹکر تخت کے ایک گوشے پر گئی تجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور وہ اژدر
جنپر تخت کھنچا تھا سب جلگئے تخت جو اُلٹا صنعت بھی اوندھے منہ گری بہت چوٹ لگی لوگون نے اُٹھاکر
ہوادار پر لٹایا اور لیکر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مصور مین جاکر چیخا ہزارہا کے کان کے پردے پھٹ گئے
اوپر سے تجلی نے گرکر ہزارون کو جلایا آٹھ نو سو جادوگر جھلس گئے حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو

اسوقت کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی یہ وہ بلا ہے کہ شاہ جادوان بہ مشکل اُنکو روکتا ہے یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزار بارہ سو ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا اے خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زبر دست ہوتے انسے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوب ہے سامری جانے کیا آفت آئے آپ بچائیے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا تو فوج بھاگ چکی ہے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی اس فہمائش سے ملکہ مذکور رکی اور آخر کار لوگ اُسکو سمجھا کر بھگا لے چلے اُدھر مقصود کو صورت نگار زوجہ اسکی پھیر کرلے چلی ان سرداروں کا عرصۂ قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدۂ مہرخ مین پھر بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت و نصرت کو جنبش دی دشمنون کو لبسان سبزۂ پامال کیا برنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ ہائے مارے گیا سے کیا ہو گیا سنبل کی طرح پریشان لشکری پریشان و زار کسی کو اُٹھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی دل مین خار کھاتے برگ شجر کی طرح کف افسوس مل کر بجاتے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نپاتے جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلون کیطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے سرو کی صورت تلخ زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا باغبانان نہال قامت نے نوجوانون کو کاٹ چھانٹ کرکے برابر کر دیا سر تراشی کرنا شروع کی دلون پر بیل ڈالدی بوستان جوہر تیغ کی بہار دکھائی

## نظم

صریر قلم ہے ہنسی کی صدا
تبہ جان و اسباب اور مال تھا
کسی کے روان جسم سے جوے خون
پدر کی لیے نعش لاتا کوئی
ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری

قلم فوج دشمن پہ ہے ہنس رہا
کسی کے جو تھی تیغ کاری لگی
کوئی خاک مین ہو کے بسمل زبون
کوئی بیٹا نعش فرزند پر
تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی

لکھے کیا جو اُس فوج کا حال تھا
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی
کہ ہے ہے جوان مرگ میرے پسر
آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل

و خوار ہو کر رو بفرار لایا ان شجاعت شعارون نے پڑاؤ تک انکے اُسکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر پڑاؤ پر پہونچے اُسوقت مارنے سے بھگایا بہتر سمجھ کر مہرخ نے طبل بازگشت بجایا اور بہ فتح و فیروزی مراجعت فرما ہوئی برق و رعد پر سے بہت زر نثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اُٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازار کھلین مبارزون نے بستر پر آکر کمر کھولی سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوے ادھر ملکہ حیرت بخاطر رنجور بارگاہ مین آئی بھگیلے سب جمع ہوے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی اشک سے مملو گریبان چاک لب پر آہ سوزناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ واری اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکر جائینگے

اور کب تک آفت ڈھائینگے جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دیکر انکو
یہ قوت دیدی اچھا دیر آید درست آید کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتون کا جواب دیا کہ تم
سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہے کل مین شہنشاہ سے جاکر رضائے حرب لونگی اگر اجازت دی بہتر
ورنہ اپنی جان دونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے جبتک نمک حرامون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی
قدرت کا کھیل ہے تقدیری امور مین کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعد و برق آئے نہین معلوم
یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کار جنین تمام شد ان
شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینہ آگیا یہان تو یہ چرچا ہے وہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان
بحکم خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا الله ہم ایسے گنہگار ہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی مہتر صاحب نہین
آئے قران بھی اُسوقت موجود تھا اسنے کہا الہی کونسی عیارہ عمدہ کی کس ساحر زبردست کو مارا جو بارگاہ مین بٹھاہی
بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جایئے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے ایک دنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ
عمرو بچھوا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر مذکور کی عادت نہین جو نیچے بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا تو
خشت زرین پر کھڑا رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس دنگل یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جایئے برق
عیار نے کہا اے ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین ہم چلے جائین گے اس عرصہ مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے
قران کو وہی جام عنایت فرمایا اسنے کسوت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ پیا دفتر اول
مین نوشیروان نامہ مین مذکور ہے کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہے لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا
کی بیٹی پر عاشق ہوے اور وہ دختر ان سے منسوب ہوئی تھی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے
سلطنت کرنا شروع کی مگر دل مین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا
انھون نے صحرا مین جاکر پھانسی لگائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے آکر نظر کرم
کیا اور فرمایا جا کہ عمرو کا شاگرد ہو خدا تعالیٰ تجھے معاف فرمائیگا کبھی تو قید کسی شب بھر کسی جگہ نہ رہے گا اور جب
شب بھر قید رہے گا تو قضا تیری آئے گی اب جا چچا تجکو سلطنت تیرے باپ کی دیگا دختر کی اپنے شادی کر دیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آئے اسنے سلطنت اُسکو تفویض کر کے اپنی دختر کو انسے منعقد کیا اُنھون نے
شوق مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کر کے بانہ عیاری کے بنوائے اور خدمت خواجہ عمرو
مین آکر شاگردی اختیار کی منجملہ بانہائے عیاری کے جو بنوائے تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت
اسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسی طرح کی آمیزش ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ
اس شراب کا بدلجائیگا اسنے اسمین بنا بر احتیاط شراب پینا اختیار کی ہی فی الجملہ اسوقت بھی اُسی گلابی سے شراب
پی جب ختم ہوا ایک مرتبہ افسوس کہکر رو دیا مہرخ نے کہا کیون اے مہتر دلا گھبرا کیا ہو برق عیار نے کہا خواجہ کو
یاد کیا ہے یہ سنتے ہی جتنی جادوگرنیان تھین سب کو سناٹا آگیا اور گلعذار ان یاسمن پیکر ساحرہ جو تھین

انکے کاسۂ چشم بہ رنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہوگئے گلستان حسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی قران نے نسیم آسا آہ سرد بھری اور کہا لعنت ہی ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونیکا ڈھنڈھورا بھی پٹگیا اور ہم سے کچھ نہ ہوسکا اچھا اے ملکہ خدا حافظ یہ کہکر جست کر کے سراچۂ بارگاہ فرایا اور سمت صحرا چلا گیا بعد اسکے جانیکے کچھ دیر تو سب اہل بارگاہ رو کا کئے پھر ساقیان گلعذار جام مے سرخ لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن مہتر قران بھی ان کے پیچھے بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا جب عیارون سے وہ مقام خالی ہوا صرصر عیارہ ساحرہ کی ایسی صورت بنکر در بارگاہ پر ٹھہری ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب داخل بارگاہ ہوئی اور حسب دستور عیاران خبر یہان کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا مین اسکو خیال آیا کہ اسوقت عیارون سے یہ مقام خالی ہے بن پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیچلون کیونکہ انھون نے لڑائی بھی فتح کی ہے ملکہ حیرت انکے گرفتار کر لیجانے سے بہت خوش ہوگی اور تیرا رتبہ زیادہ کریگی اور اگر یہ مان بیٹے دونون نہ ہاتھ آئین تو ایک ہی کو لیچل کس لیے کہ دو مین ایک نہ ہوگا تو دوسرا بھی بیکار ہوجائیگا ظاہر ہے کہ رعد چیختا ہے اور بیہوش کرتا ہے مان اُسکی بجلی بنکر گرتی ہے پھر اگر مان نہ ہوتی تو خالی بیہوش کرنیسے کیا فائدہ ہے اور یہ بھی سوچی کہ جہانتک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیچل کہ بجلی بنکر اکیلی بھی کام دیسکتی ہے یہ تو اس سوچ مین تھی وہان حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی اُسکو خوب نشہ ہوا اسلیئے کہ قید سے چھوٹ کر آئی ہے بہت دنون کے بعد جو شراب خواری کی نہایت بدمست ہوگئی دل سے سوچی کہ بارگاہ مین بادشاہ لشکر کے سامنے پر آنا یا بری حالت ہونا خلاف ادب ہو تو یہان سے اُٹھ جا اور کچھ ترشائی وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر جب نشہ کم ہوا اسوقت دربار مین آنا ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہینگے یہ سوچکر اپنی جگہ پر سے اُٹھی کنیزین جو ساتھ چلین اُنکو بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ مین ابھی آتی ہون اسلیئے اگر کوئی نجانے مین کہ دربار سے بسبب زیادتی نشہ رخصت ہوگئی حاصل مرام جب یہ اپنی مقام پر سے اُٹھی صرصر پہلے سے باہر بارگاہ کے نکلگئی اور ایک مقام پر راہ مین ٹھہری تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا بالالون نشہ آپکو بہت معلوم ہوتا ہے برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسی کی کنیز یا ملازم ہے یہ سمجھکر اسنے کہا اے نیکبخت تیرے پاس اورک ہو تو دے اور نہین تو دوڑکر بازار سے لا مین تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی مین ابھی لاتی یہ کہہ کر چند قدم جاکر اورک بیہوشی آمیز کسوت سے نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجیئے یہ حاضر ہے اسنے وہ لیتے ہی کھائی اور پکاری کہ آہ کوئی بہن روکتا مجھے چکر آتا ہے عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا اور از بسکہ لشکر مین یہ معاملہ گذرا تھا وہان سے لیجانا باندھکر مناسب نہ سمجھی اور اُسکو بارگاہ مین اُسکے لاکر پلنگ پر لٹا دیا چونکہ کنیزین تو اُسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون کو اندر آنے سے منع کر کے بارگاہ کے سراچہ گرا دیے پردے مین تکمہ لگا کر پشتارہ مین اُسکو باندھا اور پشت کی جانب سے سراچہ چاک کر کے نکلی راہ کا تحیر چیتی اُٹھتی بیٹھی لشکر سے نکلکر سیدھی بارگاہ حیرت

مین آئی یہان تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چل کر اجازت حرب لین چنانچہ حسب دستور حیرت و صنعت و شکوہ
وغیرہ طاؤس ہمائے سحر پر بیٹھ کر چلین صرصر جو بارگاہ مین آئی سُنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہین یہ سنکر وہان سے پھر کر اپنے
خیمہ مین آئی اور صبا رفتار و تیز نگار خنجر زن سے کہا مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون افسوس ہے کہ ملکہ حیرت نہین
ہین اُنھون نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ صنعت نے قسم کھائی ہے کہ جب رعد و برق قید ہون گے مین فوراً سر انکا کاٹ
ڈالون گی پس اُنھین کی بارگاہ مین اسکو لے چلیے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہون گی تو سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب
معلوم ہے کہ وہ بھی نہین ہین یہ کہکہ برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ مصروف حفاظت ہوئی ادھر حیرت وغیرہ جو روانہ
ہوئی تھین ایک پہاڑ پر پہونچین اور اسم پڑھ کر دستک دی پنجہ پیدا ہو کر اُٹھا لے گئے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر
بیٹھا ہوا انتظام قتل عمرو کا کر رہا تھا کہ پنجون نے اُن کو لا کر پہونچایا انھون نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت
کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ملکہ کیون مزاج تمھارا کیسا ہے ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون
شاہ نے کہا نہین تم کچھ سُست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو دشمنون کے ہاتھ سے
کیا ناک مین دم ہے آپ نے مقراض و سمندر کو بھیجا تھا اُنھون نے کام دشمنون کا تمام کر دیا تھا شاہ کوکب یا اُسکا
ہمصورت آگیا اُسنے سحر کیا کہ آپکے ساحر آپس مین لڑ کر مر گئے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ چڑھ دوڑین
سب کا کام تمام کر چکی تھین کہ رعد و برق آ گئے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی بگڑ گئی شکست فاش ہوئی
تین لاکھ ساحر ہماری طرف کے مارے گئے پانچ ہزار ساحر مصور کا جل گیا اب ہم سے ان ذلتون کی برداشت نہین
ہو سکتی آپنے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہے کہ تم ہر کس و ناکس کا مقابلہ نہ کرنا ان باغیون سے کہ تمھارے قابل نہین ہین نہ لڑنا
پھر اب یا تو اجازت حرب دیجیے یا ہمکو حکم دیجیے کہ اپنی جان دیدین شاہ نے کہا مین منادی کرا چکا ہون عمرو کو قتل کر کے ہلاک
کر ڈالون گا تم گھبراؤ نہین اور اگر تم کو بہت ہی غصہ ہے تو مین تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہون تم جاؤ مین ملکہ گنج ابرو
خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کر دین گی اور اے حیرت تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا جبتک ملازم ہین تمھاری بلا لڑے
یہ کہکر اون کی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دخت غضب سے جا کر گنج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جا کر حکم شاہ سے
اطلاع دی وہ ساحرہ تخت پر بیٹھ کر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی ہے اور حسن و جمال مین
بے مثال تھی ابرو اسکے اس طرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا ادھر کرتی تھی آنکھین زیر ابرو ایسی تھین گویا بدمست محراب
مین زاہدون کو بہکانے آئے ہین مردم چشم سے یہ ظاہر کہ عابدان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ مین تشریف لائے ہین روے زیبا آئینہ سے
صاف صاف کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے منھ چڑھتا ہے
بیاض گردن کے سامنے بیاض سحرانی بیاض نہ کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے ہوئے بھول جاتا گیسوئے مشکین اسکا
سورۂ واللیل زاہدون کو حفظ کراتا سینہ پر چھاتیون کا تن تن کرنا رنج سے یہ کہنا کہ آسمان نہ رنج اُٹھا تو میرے برابر نہ ہو سکے گا
خاطر عشاق کے حوصلے کو ہر دم تُسرماتین کہ دیکھ نکلنے والے یون نکلتے ہین اور اس طرح اُبھرتے ہین ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
تکلم پر تصدق بلبل باغ
سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک

وہ بھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر بھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید بھی تصو..ر ابرو
گہر دندان لب لعلین بھے یاقوت

بشکل صبح پیشانی بھی خندان
نہون گے ایسے جادو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض دہن میم
ستارے بھے میانہ خانہ حوت

چھڑی خنجر کٹاری تیر مژگان
کمان یا قوس بھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام بھے تو کان بھے جیم
اس آفت جان نے بادشاہ کو

مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق کو قید کرکے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہرخ کچھ مزاحم ہو تو اس سے بھی سمجھ لینا اسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آکر تیاری سفر مین مصروف ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ اے رعد و برق تم ملکہ کج ابرو سے خنجر زن کو پہچانتے ہو اُس سے لڑوگے اور اے ملکہ مہرخ تو کبتک حیا یہ حوالہ کرکے بچے گی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جاکر بھیجدینا ملکہ مذکورہ مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوئی پہنچے پہاڑ پر اُٹھالائی وہان سے یہ لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا رعد نے یہ مضمون نامہ سنکر کہا مجھ سے اکیلے کیا ہو سکے گا جب امان جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا ہے تو لاتا ہون یہ کہہ کر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حریف مین آکر دروازہ پر بارگاہ حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا اس عرصہ مین صرصر نے خبر سنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر بارگاہ مین آئی اور ملکہ مذکور سے عرض کیا کہ مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پاکر چلی برق عیار نے سب حال سُنا اور صرصر سے پہلے بارگاہ سے نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والون کے واقع ہوا تھا چڑھ گیا اور کمند کے حلقے شاخون کے بیچ سے لٹکا کر چھپا بیٹھ رہا صرصر کے خیمے کا راستہ ادھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آکر پہونچی اور غافل تھی اپنی رو مین جاتی تھی حلقہائے کمند کا مطلق خیال نتھا جیسے ہی بیچ درخت کی جگہ پر آئی سر سے اُتر کر حلقہ کمند گردن مین پہونچا اور صیاد جس نے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا تھا جھٹکا دیا کہ ہائے اوج حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے ائے کہکر اسنے اوپر منھ اُٹھا کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوگئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور چادر مین اسکو باندھ کر اُسی درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی مین جاکر صورت صرصر کی ایسی بنا کر اُسی کا پیرہن جو بیہوش کرکے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمے مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون لیکن اس عیار کے پیچھے نگوڑا سارا دن فاقہ سے گذرا منھ پھیل اُڑ کر نہین گئی خیر کھانا کھانیکی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھالون سامری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی کمر سے نکال کر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیے وہ تو اُسکو صرصر جانتی ہی تھی بے تامل وہ مٹھائی کھانے لگی وہ ایک ڈلیان کھائی تھین کہ بیہوش ہوگئی اور عیار بچیان کہین گئی تھین ورنہ اُنکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اسنے جب بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کرکے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس مجکو دیکر تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بزور سحر اُڑ کر چلی گئی عیار نے صبا رفتار کو

اسکی ایسی صورت بنا کر لباس اسکا پہنا کر پشتارہ مین باندھا اور اسی طرح پلنگ پر لٹا کر آپ صبا رفتار کی ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھ کر صرصر کو اُتارا اور ہوشیار کرکے کہا واری آپ کو عیار لیے جاتا تھا بھلے کو مین ادھر آگئی جو اُس سے آپ کو چھینا چلیے ملکہ حیرت بُلاتی ہین صرصر نے کہا بڑا کام کیا مین برق کو جو لائی ہون تو عیار موے میری فکر مین ہین یہ کہہ کر اپنے خیمے مین آئی ملکہ برق کو اسی طرح لیٹا دیکھ کر پشتارہ اُٹھا کر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارہ کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو حیرت نے بہت بھاری خلعت منگا کر دیا اور کہا اے صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین جاکر بڑی جانبازی کرکے دن کو بیچ لشکر سے لائی ہون صنعت نے کہا پھر اب اسکو مارنا چاہیے حیرت و شکوہ نے کہا چو رنگ کاٹیے اسنے کہا سچ کہتی ہو یہی بہتر ہے پس سب جادوگرنیون نے تلوارین اسلحخانہ سے منگوائین کسی نے دم طمانچہ پسند کیا اور کسی نے سوسن پتہ لیا کوئی الیمانی لے کر مستعد ہوئی غرض سب قبضہ مین ہاتھ ڈالکر اور تلوارون کے بیڑے کھول کر کھینچکر ہاتھون مین تولنے لگین اور چار سمت دس دس بیس بیس قدم پیچھے ہٹ کر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے چپکے سے کہا اُستانی کیا خلیفہ کی ہماری لونڈی کو قتل کرڈالیے گا صرصر نے کہا واری کیا کہتی ہے اسنے کہا میری طرف پھر مخاطب ہوجیے گا وہان ہاتھ پڑا چاہتے ہین ذرا خبر لیجیے صرصر نے سب سے کہا ذرا حضور ٹھہریے گا اور آپ جھک کر رنگ روغن روے برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھون اصلی صورت ہے یا بنائی ہوئی چنانچہ منھ پر جو رنگ لگا تھا وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دوا ڈال کر چھڑایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی اسوقت یہ رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی برق فرنگی نے ہاتھ پھونک کر ایک دھول جمائی کہ اُستانی خوب چھڑوائی ہو ناک کاٹنے کا اسوقت کام کیا تھا صرصر دھپ کھا کر پلٹی تھی کہ برق عیار جست کرکے سراپچہ پھرا گیا اور نعرہ کرکے بھاگا جملہ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس حیرت مین آئینہ وار سب دنگ رہے کسی نے عیار کا تعاقب بھی نہ کیا ادھر صرصر بھی اس خیال سے نہ دوڑی کہ مین جاؤن اور صبا رفتار پر ہاتھ پڑ جائین وہین سر پکڑ کر یہ کہتی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے ہاتھ ٹوٹین میرا سر چرخ کھا گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا بی بی موا برق عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہے صبا رفتار عیارہ ہے یہ سنکر سب جادوگرنیون نے تلوارین ہاتھ سے پھینکدین اور نہایت خفیف ہوئین ادھر صرصر نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر عیارہ کو ہوشیار کیا صبا رفتار اُٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے اسکی تو یہ کیفیت تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونیکا لشکر مین جو غل ہوا تھا تو جانسوز بھی عیاری کو چلا تھا راہ مین اسکو قران ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بشکل مبدل موجود تھے جب برق فرنگی نکل گیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھ کر کہا کہ اُستانی میری معشوقہ کو تم نے آج مروایا تھا ایک بندہ مارونگا کہ فرش ہوجاؤ گی جواب کبھی ایسی حرکت کی صرصر تو یہ سنکر دم بخود فرط خوف سے ہو گئی لیکن حیرت

تخت پر آکر بیٹھ چکی تھی اسنے بھی یہ کلمات سُنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اس غصہ مین کرنا یاد نرہا تھا اٹھکر تخت پر سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے ماروان موؤن نے گھیر گھیر اہے ہمکو ذلیل بنایا ہے یہ جیسے ہی تخت پر سے اُٹھکر بڑھنے لگی پشت پر جادوگرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا ہوا تھا اُسنے ایک ایسا اڑنگا مارا کہ اڑا اڑا دھڑام سے منھ کے بل تخت کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہکر اُٹھانے کو دوڑے قران جانسوز نعرہ کرکے سراچہ پھاند کر بھاگے اور صاف نکل گئے کس لیے کہ فوج کے ساحر عیارون سے ایسا ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُن کے پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکل گئے اور حیرت کو لوگون نے اُٹھاکر تخت پر بٹھایا اسکے منھ مین اور کولے وغیرہ مین بہت چوٹ لگی نہایت ذلیل اور زبون ہوکر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہے اب یہ تخت تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہے طلسم کا رنگ بیرنگ نظر آتا ہے دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہے لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موے عیار کہان حضور کے مقابل ہوسکتے ہین یہ بھی وقت کی بات ہے حیرت یہ سُنکر خاموش ہو رہی اس طرف عیار اور ملکہ برق جادو بارگاہ مہرخ مین آئے انکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب ارغوانی کا جام چلنے لگا لعیش و نشاط ہر ایک انجمن آرا ہوا اُنکو تو عشرت تمامتر رہنے دیجیے لیکن ماجرا سنیے کہ ملکہ گج ابروے خنجر زن جو اپنے مقام پر سے آئی فوج ساحران اسنے تیار کرائی ظلمات طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اسکو دشت غضب کہتے ہین کئی لاکھ ساحر وہان رہتے ہین ان سب کی یہ حاکم ہے بہت بڑی ناظم ہے اس دشت کو مثل شہر کے شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اُسکو مالک اسکا بنایا ہے اسی طرح اس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ قلعہاے طلسم ہین یہ بھی حکمت اور مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جبتک شہزادہ اسد چھوٹ کر طلسم کشائی کرین اُسوقت تک بہت سے ناظم قتل ہو رہین ورنہ وہ شہزادہ عالی جاہ کہان تک لڑتے اور ان بلاؤن کو دفع کرتے کے بعد رہائی شہزادہ باوجود ان سب کے مارے جانے کے ہزارون مرحلہاے طلسم باقی رہتے ہین اور بڑی فوج ساتھ لے کر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے چنانچہ حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا وہان کی نکلنا اور دریاے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریاے نیل کے ساحرون کا آنا انشاءاللہ سب بیان ہوگا حاصل کلام یہ ساحرہ نافرجام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چنکر اژدر خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر پھنکی نقارون پر چوب پڑی ساحران غدار قشون قشون انبوہ انبوہ طائران سحر پر چڑھکر ہمراہ ہوئے رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ حالت تھی کہ

## نظم

بڑے جوش سے فوج لشکر شکن
وہ آواز قرنا وہ شور دُھل
برنجی چمکتی تھیں یون تھالیان
فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار

روان تھی کہ تھا بحر اک موجزن
غبار اس طرح تھا زمین سے اُڑا
کہ سونے کا دریا ہو جیسے روان
جو ترسول و نیزے چمکنے لگے

وہ بیرون کے نعرے وہ جوجی کا غل
کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
اُچھلتے تھے نارنج یون باربار
ستارے فلک سے اُترنے لگے

بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے | روان ساحرہ تھی بڑی آن سے

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ یہ لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالیجاہ پہونچا اتنا فاصلہ اُس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہ گیا کہ تیس کوس وہان سے تھا اُس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھ کر فرمایا کہ اس جگہ قیام ہمارے لشکر کو کرنا بہتر ہے کیونکہ یہان سے لشکر باغیان چندان دور نہین اور جائے خرم و دلکشا ہے جھیلین لبریز ہین درختان صحرا بہار و فرحت ہین کوہ و سربلند درے ان کے مثل دورن صافی دلان ارجمند جملہ بیابان کوسون تک سبزہ زار پھولون کا انبار ہے عجائب غرائب ہر رنگ کی بہار ہے ملازمون نے حسب حکم ملکہ اس جگہ بارگاہ اسکی استادہ کی لشکر تمام اترپڑا ڈیرا پڑگیا خیمے نصب ہوگئے بازار لشکر مین لگی بارگاہ کے آگے زیر سائبان زربفت کج ابرو تخت پر بیٹھ کر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی طرفہ بہار نظر آئی داہنی طرف کو دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین چھوٹے بڑے کوئلین بولتین پپیہے شور کرتے مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پرآب تالاب لبالب چکر گرداب مارتے ہوئے کنول کھلے ہوئے سنگھاڑون کی بیلین پڑین کو کابیلی کو کنار پھولا ہوا طائر ہر طرف کو غول کے غول اڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت دھانون کے سرسبز لہلہے برابر برابر بانسواڑی اور رہیون اور تھوہر کا پشتہ دیا ہوا ڈھیکلی چلتی کسان سجائی کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہائے خودرو سے بھرا ہوا کوڑیالا عشق پیچان پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی پھر کئی سو خواصون کو اپنے ساتھ لیکر بزور سحر چلی اور بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے تعظیم کرکے بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا آپکی بارگاہ و لشکر کہان ہے اسنے کہا مین یہان سے تیس کوس پر اُتری ہون اس لیے لشکر یہان نہین لائی کہ دن بھر کے لیے تو آئی ہون کار حریف تمام کرکے چلی جاؤنگی پھر آپکو تکلیف زیادہ کیون دون آپ ملکہ بھین ملاقات آپکی واجب تھی وہ ہوگئی اب جاکر مہرخ کو سمجھاتی ہون اگر اُسنے مانا تو خیر نہین کل ملاحظہ فرمالیجیے گا کہ کیا امر گذرگئی حیرت نے کہا مین تم کو منع نہین کرتی جاؤ لیکن وہ کسی طرح نہ مانے گی اگر ماننے والی ہوتی تو یہ نوبت کاہے کو پہونچتی اسنے کہا اے ملکہ آپ صحیح فرماتی ہین اچھا آج طبل جنگ آپ بجوا دیجیے مین صبح حاضر ہونگی شب بھر کسل سفر سے آرام کرونگی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر ساقیون کو اشارہ کیا جام شراب گردش مین آیا شام تک ہنگامۂ عشرت گرم رہا جب خنجر بیضاوی آفتاب نیام غرب مین رکھا گیا اور ہلال فلک بسان ابروے معشوق کج نظر آیا۔

نظم

ہلال گردون مثل دہان تنگ جانان | گھٹا ایسا ہوا آنکھون سے پنہان
کواکب صورت امید مردہ | فلک پر تھے مگر افسوس خوردہ

سر شام حیرت نافرجام نے طبل جنگ بجوایا کج ابرو وہان سے رخصت ہوکر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اسنے بھی بغیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر نواخت کوس زری پہونچائی اسنے بھی نظر بفضل خدا تعالی رکھ کر نفیر سحر کو دم دیا دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر سردار نامدار اپنے مقام پر آکر تیاری کرنے لگا بھٹیان چڑھنے لگین مرچین جلنے لگین اگیاری ہوئی بیر آنے لگے

ڈھول بجنے لگے دہل و بجا بگل کے کانوروں میں کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی نامور جوانمرد ہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین مشاق تھا افسون کا ایسا ہاتھ صاف تھا کہ ایک صورت دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کار تھا اجل کی صورت آنکھون مین پھرتی تھی خاک مین مل جانے کا خاکہ خیال مین ہر رنگ تصویر خیالی جما تھا جوہر تیغ مو قلم کا نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سر مو شیوہ شجاعت مین عیب نہ رہے جان دینے مین فرق نہ آئے چاہے سر کٹ جائے **نظم**

کہین کہتے تھے یہ کڑکیت کڑکا
کہین ایسا ہو تو قیر گھٹ جائے
کہین گرزون کو حاصل سربلندی
سپاہی تھے جمے میدان مین آکے

نہ رکھنا اے جوانو دل مین دھڑکا
صدا سے کرناجاتی تھی فلک پر
کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی

قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے
یقین تھا گوش کروبی بھی ہون کر
کہین نیزے کھڑے تھے ایک پاے

رات بھر یہی ڈھنگ رہا لڑائی کے ٹھاٹھ کا نقشہ جما کیا جب مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے شمشیر خورشید عرصہ افلاک مین چمکائی **نظم**

ضیا سے مہر پھیلی مثل چادر
رہی ہر چشم وا مصروف دیدار

ہو مغرب بڑھا خورشید خاور

ہوا آغاز صبح نو نمودار

صبحدم مہرخ فرخ بصد جاہ و جلال سوار ہوئی ایک سمت سے حیرت ہزاران تمکنت و شوکت عازم عرصہ کارزار ہوئی ادھر صحرا سے کج ابرو مثل پیچ گیسو کے بل کھاتی ہوئی فرط غضب سے بیرنگی سحر کی دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواران و ساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشانہاے کفر و ضلالت ایک طرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوے لگے ابر کے سیاہ و سفید و زرد و سبز و سرخ اُڑتے آتے جادوگر دھوتیان تیمبری باندھے ہوے ماتھے پر قشقے سیندور کے کھینچے ہوے کھونر چندن کا کیا ہوا پیور رہا ہے پیشانی رنگی مانگ مین بھبوت رما ہوا ترسول چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوے آگ و قصورے کے پھل اچھلنے لگے گوگل کی چرھاینڈ آنے لگی ماش سرسون رائی پھولے دونے مروے کے پتے جھولیون مین بھرے ہوے اژدرون اور طاؤسون اور مرکبون پر ہر ایک سوار تھے ناریل نارنج ترنج کوے دمبدم اُچھالتے بول اُستاد تیری صدا جے پکارتے لونگدار ڈلیان ساری اُڑاتی لونگ کا ہار ہاتھون مین پہنے مرچون کے ہار گلے مین پڑے کہان تک انکی کیفیت بیان کی جائے دونون جانب جنگگاہ مین صف آرائی جب ہو چکی کچھ جادوگر زمین برد ہو کر سما گئے کچھ جانب آسمان اڑے نقیب نقابت کرکے کنارے ہوے کج ابرو آگے کر اپنے اژدہے پر سے بلند ہوئی اور ایک نارنج لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان اُسمین سے نکلکر لشکریون کے سر پر گرین سر کو چھید کر سینون مین اتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوے زبردست جادوگر سحر کرکے بچے کج ابرو نے نعرہ مارا کہ ہان ان نمک حرامون کو لینا تیس ہزار اژدر سوار ساحر حربہ ہاے سحر لیکر آگرے برق شمشیر سحر چمکنے لگی ایک سے دوسرا بھڑ گیا ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا گرم بازاری

رزم ہوئی متاع جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانوں کی طرح کھلگئے سیاح کشور شجاعت جان بیچ کر
نام و ننگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر آکر اتری اُسنے ایک گولا جو بڑا زبردست
سحر تھا اُسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہوگئی گولا خالی گیا پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ اسطرح
لرزی کہ تلوار بھی خالی گئی اُسوقت کج ابرو نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا اے مہرخ میرا نام خنجر زنی ہی واسطے
رکھا گیا ہے کہ یہ خنجر اپنے پاس رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہے رعد و برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ
رعد نے کہا امان جان ملکہ مہرخ مفت ماری جاتی ہین مین تو جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ جائین
برق نے کہا بیٹا تامل کرو اس اثنا مین کج ابرو خنجر پکڑ کر آگے بڑھی ساٹھ ستر ساحرون نے مرنا گوارا کیا اور
بیچ مین آگئے مہرخ کو بچایا وہ خنجر جو اسنے بلند کیا اور ان ساحرون پر مارا دس کے سر ایک مرتبہ مین قلم ہوئے
وہ اسی طرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر اسنے لشکر پر مارا اس مالے کا موتی جس کے
ماتھے اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین بدحواسی پھیلی یقین تھا کہ بھگدڑ پڑے اسوقت رعد زمین مین سماکر
پاس کج ابرو کے نکلا اور ایک چیخ ماری لیکن خنجر جمشید اُسکے ہاتھ مین تھا وہ بیہوش نہوئی اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر
کج ابرو کے گلے مین ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھول کر اسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی برق بنکر اس بجلی
سے لپٹ گئی اور دیر تک دو بجلیان باہم گتھی رہین آخر زنجیر نے کھینچ کر زمین پر برق کو پہونچایا کج ابرو نے زنجیر
کو پکڑ کر کھینچا ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہوگئی تھی اور وہ زنجیر دست و پا و گردن و کمر مین لپٹی تھی اور ملکہ
بدستور بیہوش تھی کج ابرو نے ساحرون کے حوالے اُسکو کیا کہ قید کرو اور حکم دیا کہ آج طبل آسائش بجے کہ جن کو
گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا اُنکو پکڑ لیا اب کل اس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا کہ اگر آجکی
شب تو نے فرمانبرداری شہنشاہ افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر تیرے اور تجکو غارت کرونگی یہ کہہ کر ہوا پر
آپ چلی اور طبل امان بجوا کر لشکر پھرا یہ اپنے لشکر کو لیے اُسی صحرا کی طرف جہان کیمپ اُتری ہو روانہ ہوئی ملکہ حیرت
سے بھی ملاقات نہ کی سب کو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرضکہ حیرت لشکر لیکر پھری اور مہرخ
خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوئے ملکہ مہرخ دربار مین تخت پر بیٹھی رعد جادو
اپنے مان کے لیے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون مہرخ نے کہا وہ افراسیاب
پاس لیگئی ہے تمکو ملنا اُس ساحرہ کا دشوار ہے برق نے کہا اچھا جاؤن تو کھل جائیگا جہان لے گئی ہوگی یہ کہکر روانہ
ہوا اُدھر کج ابرو اپنے لشکر مین داخل ہوئی ہر ایک اسکے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپنے بڑا کام کیا شہنشاہ
جادوان کی بات رکھ لی اسنے ایک صندوق فولاد کا منگا کر برق جادو کو اسمین بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر
مین بند بند جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشین کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اسنے بند کر کے
صندوق اپنے بارگاہ مین بنابر احتیاط رکھا اُدھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا ملکہ
برق کا معلوم کر کے خدمت شاہ مین گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض مین

لائے لکھا ہی کہ جیسے بادشاہ باعبان وزیر سے بدظن ہوا ہے اسوقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ مین بہت حاضر رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہی چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر آئے ہوے سنکر وزیر مسطور بھی گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ تیلون سے خبر فتح بادشاہ نے سنکر وزیر کی جانب اسلیئے دیکھا کہ میری تعریف کرے وزیر نے لب عجز بہر ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن موتی رولے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری نظر غضب کی کسیکو تاب ہے تو دم بھر مین جسکو چاہے مار ڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے فرمایا کہ اب برق بھی چمک چکین اور کوکب کا فرخ بھی دیکھ لونگا اور وہ جنگلی سیر اکیا کریگا وزیر نے کہا کہ کوکب ایسے تیرے یہان نوکر پڑے ہین یہ تو زبان سے کہا مگر دل سے کہا کہ کوکب ایسا ہی ہی جو ہر گھڑی اُسی کا خیال ہے اور اُسی کا نام زبان پر جاری ہی بادشاہ نے بعد اپنی ثنا خوانی کرانیکے ایک نامہ ملکہ کج ابرو کو لکھا حال یہ تر قیم تھا کہ ہمین تمہارے لڑنیکی حقیقت معلوم ہوئی خیر خواہان جانباز جیسا کرتے ہین ویسا ہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتی ہین خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ ہیوبجتا ہی آیندہ بھی عنایت خسروانی کی امیدوار رہو اور برق نمکحرام کی حفاظت کی تکلیف نہ اٹھاؤ سر اُسکا کاٹ کر بھیجدو نامہ پتلے کو دیکر روانہ کیا یہان کج ابرو تخت پر سایبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی تھی سامنے تخت کے صندوق رکھلیا شراب پی رہی تھی رقاص ناچتے تھے خواصین افسین حاضر خدمت تھین کہ پتلے نے لاکر نامہ شاہ دیا اسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا زر نثار کرایا پھر نامہ کو تسلیم کر کے وا کیا اور مضمون سے آگاہ ہو کر بصد فخر خلعت زیب تن کر کے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدون برق کا تمام جسم آتش سحر مین پھنک رہا تھا اسپر سے اتنا سحر رد کیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی آنکھوں مین دم آگیا کج ابرو نے کہا تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہے اب بیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا کوئی دم مین قضا آیا چاہتی ہے برق نے یہ سن کر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کہ کیون اے عمرو کے خدا مجکو تو نہ بچائیگا اسوقت مین بجز تیری ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاور نہ مددگار رہے نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا مجکو تیری ہی ذات کا سہارا ہے تو ہی بچانے والا ہے کریم و مجیب **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| خداوندا بحق آل پیمبر | بحق مرتضے و زوج اطہر | مین ہون گر قابل نار جہنم |
| یہ تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم | شفیعون پر مرے یارب نظر کر | اس آتش کو تو اس پانی سے تر کر |
| کہ جس جاگہ ترا فضل و عطا ہے | مین کیا اور کسقدر میری خطا ہے | عطا کر مجکو یارب تندرستی |
| مجھے دے قید دشمن سے رہائی | | |

یہ دعا اسکی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی یعنی اول مین مذکور ہوا کہ مجلس جادو ملکہ یران کو سمجھا کر پھر لیگئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی فکر مین رہائی عمرو کی ایک مقام پر اپنے طلسم مین تھی اسنے مجلس سے فرمایا کہ بیٹا تم جاکر ذرا خبر تو لاؤ کہ طلسم ہوشربا مین کیا ہو رہا ہی مجلس یہ حکم سنکر پرواز کرتے چلی اور اس دشت مین جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی کھڑے ہوئے ہوا سے اسنے دیکھا کہ ایک عورت شعلہائے سحر مین گرفتار پڑی ہی اور ایک عورت خنجر کھینچے اس کے سر پر کھڑی ہی سر اسکا جدا کیا چاہتی ہی یہ دیکھکر

زمین پر اُتری اور قریب کج ابرو آکر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ مجرمہ کون ہے اسنے کیا تمہارا باپ مارا ہے کونسا
گناہ اس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہے کج ابرو نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک بہتی ہوئی زیر پائی
پاؤں میں کرتے میں رومال ناک پوچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھ سے حال پوچھتی ہے یہ دیکھ کر اسنے کہا بیٹی تم شاید
یہاں کسی گانوں میں رہتی ہو اکیلی نکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمہارے ماں باپ بھی افراسیاب کے فرمانبردار
ہیں اور میں بھی پس والدین تمہارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس پہلے جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ
کا ہے اب اسنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہے یہ سمجھکر سنبھلی اسکے ساتھ بطور مخفی چار پتلے
آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اسکے پاس ہے کہ اُسکے دونوں سروں پر الماس جڑا
ہے خاصیت اُسکی یہ ہے کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید و سامری کا ہو تو اُسکو باطل کرکے کام اس ساحر
کا تمام کرتا ہے اور علاوہ اسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ بران و کوکب ہے سردار زادی طلسم نور افشاں ہے۔ پس
کج ابرو سے اسنے تیور بدلکر کہا کہ یہ کیا تو نے جھک مارا کہ والدین تمہارے ملازم افراسیاب کے ہیں میں اس مخبری
افراسیاب خانہ خراب کو کیا جانوں کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ ٹلّی اور چلبلی سی ہے اسکی بات کا بُرا ماننا نہ
چاہیے یہ سمجھکر اسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہیں آئی ہے جا چلی جا نہیں روتی جائیگی
میں دو طمانچوں میں سیدھا کر دونگی مجلس نے جواب دیا کہ بالزادی تو ہے کس گھمنڈ پر اپنے دھگڑے افراسیاب
پر بھولی ہے تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہے اپنے دل میں یہ کلام سنکر کنیزیں کج ابرو کی بولیں کہ اے بی بی صاحبزادی
تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتیں کرتی ہو یہ ملکہ کج ابروئے خنجر زن ہیں برق جادو کو لشکر اسلام سے پکڑ لائی ہیں
تم انکو گالیاں دیتی ہو بری بات مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سنا وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا
اور اپنے تئیں درست کرکے یعنے کرتے کی آستین اُلٹ کے دامن چڑھا کے تنتی ہوئی تیور بدلتی چلی اُسوقت
دس بارہ لونڈیاں یہ کہتی ہوئیں کہ لو بیوی اس چھوکری سے کوئی نہ بولے نہ چالے آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے
اے لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ میں آگئیں تھیں لڑکی نے کہا بالزادیو اپنی بی بی کج سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر
وہی گولا مارا لونڈیاں جو بیچ میں آگئیں تھیں انکے سینہ کو اُس گولے نے توڑ کر کج ابرو تک اپنے تئیں پہونچایا
اسنے ہر چند اپنے تئیں بچایا لیکن مثل قضائے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اسکے سینہ پر سر کر پڑا اور پار گذرا اور زمین
میں سما گیا کج ابرو تڑپ کر ہلاک ہوئی شورِ قیامت زا اسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا کج ابروئے خنجر زن کو کنیزیں
اور انہیں اسکی بھاگیں لشکر جو اُترا ہوا تھا وہ جابجا حربہ سحر کا لیکر تیار رہا لیکن ساحرہ مذکور کے مرتے ہی ملکہ
برق رہا ہو گئی اور آتش سحر اُسکے جسم پر سے دور ہو گئی بجلی بنکر جانب آسمان گئی اور پھر آڑی ترچھی ہو کر لشکر
پر گرنے لگی ادھر وہ بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ آتشی آبی فولادی وہ آکر گرے آتشی پتلوں کے منہ سے
آگ کے شعلے نکلتے تھے جو ساحر سامنے آتا خانۂ تن اپنا جلاتا خیام و بارگاہ میں آگ بھڑکنے لگی آفت
برپا ہوئی ہر طرف شور و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگوں کی عجیب کیفیت

تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی پتلوں کے منھ سے اسقدر پانی بہا کر دریا پیدا ہو کر موج مارنے لگا مجلس نے خوب مینڈھے لڑائے آگ لگا کر پانی کو دوڑی فولادی پتلے تیغ پکڑ کر قتل کرنے لگے اوپر سے بجلی گر رہی تھی عجب آفت اس فوج پر آئی تھی لشکری ہزاروں طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے مرتے تھے نہ بجلی گرنا موقوف ہوتی تھی مجلس ایک طرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی امی جان کے سر کی قسم کیا اچھا کھیل میں کھیلی ہوں واہ کیا تماشہ ہو رہا ہے آخر ہزارہا ساحر آتش فنا میں جلکر خاکستر ہوئے اس مہوس نے طلائے جان دشمن کو آنچ دیکر کشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزاروں جادوگر غرق بحر قضا ہوئے اس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے کنارے پہونچایا دم بھر میں نگاہ ایسی پھیری کہ کسی کی آشنا نہ تھی سیکڑوں افسون خوان فولادی پتلوں کے ہاتھ سے سختی موت کی اٹھا کر فنا ہوئے اور بہت سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد و پریشان ہو کر رو بفرار لایا جو بھاگ کر بچے وہ بسمت کوہ فیروزہ گئے جب وہ فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق ابر ہو لے سے اتر کر مجلس کے پاس آئی شکریہ میں اس کے تر زبان ہوئی اور کہا آپ کون ہیں اسنے اپنا نام بتایا اور کہا ملکہ بران کی بھتیجی ہوں میں آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مہرخ میں تشریف لے چلیے اسنے کہا مجلس تو وہاں کی خبر لینے جانا منظور ہی ہے چلیے یہ باتیں کر کے دونوں وہاں سے روانہ ہوئیں راہ میں برق فرنگی جو تلاش میں برق کی چلا تھا ملا اور انکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ میں پہونچا یہاں غلغلہ عظیم برپا تھا رعد نے اپنی ماں کے لیے حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ آ کر پہونچیں سب انکے بغلگیر ہوے رعد ماں کے گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان صاحبزادی کی وجہ سے میری رہائی ہوئی مہرخ تو ملکہ بران کے یہاں ہو آئی تھی مجلس کو پہچانتی تھی تخت پر سے اٹھکر بغلگیر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا رقاصوں کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا مجلس کی خاطر ہر ایک نے بہت کچھ کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور کہا ڈھنڈھورا بھی انکے قتل ہونیکا پٹ گیا مجلس نے کہا گھبراؤ نہیں امی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہیں غرضکہ یہاں تو عشرت و نشاط میں ہر شخص مصروف ہے ادھر فوج ہزیمت خوردہ کج ابرو کوہ فیروزہ پر پہونچی اور افسران فوج سامنے شاہ طلسم کے آکر پکارے کہ ملکہ کج ابرو ماری گئیں شاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ کس نے مارا انھوں نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال و قتال بیان کی یہ سنتے ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا امی چھوکری مجلس نے بہت سر اٹھایا ہے دیکھو تو کیا حال میں اسکا کرتا ہوں یہ کہکر فیروز شاہ سے کہا تمہارے قلعہ میں اسرار جادو رہتی ہے بلاؤ تو اسکو شاہ نے اسکو قلعہ مذکور سے لانے کیلئے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے اسکو آزاد کر دیا ہے یہ اس قلعہ میں رہتی ہے اور سامری کی بیٹی کہلاتی ہے اسوقت اسنے آکر شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تہمد گیروا باندھے ہے مالے مردوں کی ہڈیوں کے گلے میں پہنے ہے بھبوت جسم پر ملا ہے ایک چادر گیروی سر پر پڑی ہے ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہے گدنا گدا ہے ہر چند کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہے مگر سن چالیس برس کا ہے چہرہ پر جھریاں پڑتی جاتی ہیں کتاب سامری

مین سطرین مسطر کی نظر آتی ہین کانون کنڈل پڑے ہین حلقہ بگوش کرنے کا معشوقان عالم کے دعوی رکھتے ہین
سر مین دو چار بال جو سفید ہو گئے شب زلف مین دمدار ستارے نکلے ہین بھبھوت جسم مین ملا ہے یا حسن نے
پردہ کیا ہے نہین نہین کبر سنی کے سبب آئینہ تن جو مکدر ہے تو اسپر صیقل کرنا چاہا ہے حاصل مرام جب اُس
ساحرہ نافرجام نے شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی اور کہا یہان سے مہرخ
کی بارگاہ مین تم جاؤ مجلس جادو وہان ہوگی یہ کنٹھی اُسکے گلے مین پہنانا اور اپنے گلے مین بھی پہنے رہنا تم دونون
میرے پاس چلی آؤ گی یہ حکم سنکر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کر کے لی اور پرواز کر کے اپنے مقام پر آئی دل سے سوچی کہ اس
ہیئت سے تو اگر جائے گی تو کنٹھی پہنا نہ سکے گی لازم ہے کہ تبدیل لباس کر کے بصورت اسلامیان روانہ ہو
غرض اُسنے بڑے پائینچون کا پائجامہ پہنا محرم کرتی پہنکر ایک دوپٹا پر زر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ
کر کے چلی وہان کا ماجرا سنیے کہ مجلس کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی اسکو عمرو سے بہت محبت ہے اُنکی گود
مین لوٹا کرتی تھی اور بے بجوا کر سنتی تھی مطربون کے گانے سے خواجہ یاد آئے یہ رونے لگی سب اسکے رونے پر
رونے لگے یہ اُٹھ کر چلی مہرخ نے کہا اے بیٹی کہان جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے کہا تم
بیٹھ جاؤ اور تبادو مین آدمی بھیج کر مران کو بلا نہ بھیجون اُسنے کہا مجکو اب وحشت ہے نہ بیٹھون گی یہ کہکر بارگاہ سے
نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ مین آئی ایک عورت تنہا تھی
حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے یہ سمجھ کر منع نہ کیا اسنے اندر بارگاہ کے آکر ہر سمت پیک نظر دوڑایا
اور مجلس کو تلاش کیا حسب نشان دہی شاہ طلسم کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے نہ پایا دل سے خیال کیا کہ
کہین ہوگی آئیگی اچھا یہان ٹھہرو اور لوگون سے اُسکا ذکر سنو معلوم ہو جائیگا جو یہان ہوگی یہ سوچ کر اس
خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی
دلمین اُسنے کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہین معلوم دیتی ہے اور اس طرح پھرتی ہے کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھتی
ہے اے برق اسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہان کی ہے تو چھوڑ دی جائے گی اور نہین تو شر سے اسکے محفوظ رہین گے
یہ تجویز کر کے یہ بھی اُٹھ کر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کی طرف اسرار کے آیا وہ اور سمت مخاطب تھی اسنے گانٹھ کر
کمند جو ماری ساتون حلقے گردن و کمر مین پیچی ہو گئے وہ اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کر دیا اور شکنین اسکی باندھکر
زبان مین سوزن دیا اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت مین تھے کہ مہتر صاحب نے یہ کیا کیا
مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کہ بھیا یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا اے ملکہ یہ عورت ہمارے یہان کی نہین معلوم ہوتی ہے مہرخ
نے اور سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہان آئی ہے اسنے کہا تم سب اسکی حفاظت کرنا کہ یہ
سحر کر کے نکل نہ جائے اور مجکو کوئی آزار نہ پہونچائے مین اسکی زبان سے سوزن نکالتا ہون یہ سنکر جملہ ساحر نارنج
و ترنج پکڑ کر مستعد ہوئے برق نے اُسکی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ منم اسرار جادو
کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی ارے موئے تو نے مجکو باندھا ہے رہ تو جا تیری کیسی ہستی

شہنشاہ سے کہہ کر تیری بوٹیان اُڑوا دونگی یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی ازبسکہ کنٹھی شہنشاہ کی پہنے تھی اسپر سحر کسی ساحر کا اثر پذیر نہوا اور ایک پتلا ارو سے ہوا سے جھپٹ کر گرا پنجہ مین اُسکو دابکر مع کمند لے اُڑا ساحرون نے نارنج گولے مارے لیکن پتلا بلند ہوکر یہ جا وہ جا روانہ ہوگیا برق عیار نے کہا لیجیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی گئی اور بنانا پڑے گی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے ادھر پتلا لیے ہوئے اسرار کو فیروزہ کوہ پر پہونچا ساحرون نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے یہ دیکھ سمجھے کہ اسرار مجلس کو لائی لبس دوڑ کر خدمت بادشاہ مین اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند اسرار اس کو لائین شاہ نے یہ سنکر تاج کو کج کیا باغبان نے کہا کیونکر نہ لائین آپنے کنٹھی دی تھی مجلس کی طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتین تھین کہ پتلا پہونچا شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند مین لپٹی ہے پتلے سے حال پوچھا اُسنے کہا اس طرح عیار نے انکو باندھا تھا مین اُٹھا لایا شاہ نے اسکی گردن و کمر سے حلقہا ے کمند کٹوائے اور کہا تم کنٹھی دیدو تم سے یہ کام انصرام نہوگا چنانچہ کنٹھی لیکر اُس کو رخصت کردیا اور نامہ ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ کج ابرو کو مجلس نے آکر مارا مین نے اسرار کو کنٹھی دیکر پھر گرفتاری مجلس بھیجا تھا اسکو برق نے پکڑ کر باندھا تھا پتلا اُٹھا لایا پس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو گرفتار کراؤ اور قتل کر ڈالو یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ملکہ مذکور پاس آیا اُسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارئیون کو بلوائے اسوقت شہاب جادو نے کہا مین نے سُنا ہے کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی حیرت نے کہا چلی جاتی تو شہنشاہ مجکو نہ لکھتے یہ باتین تھین کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے اُسے آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ حسینہ وجمیلہ بنکر لشکر مہرخ مین آئی یہان مجلس سیر کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اُس دکان پر ٹھہر جاتی تھی اسی وجہ سے اسکو جانے مین دیر بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر یہ بھی ہے غرض ایک ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہان تنہائی تھی صرصر نے موقع پا کر عرض کیا کہ واری آپنے وہ جو سامنے کبابی کی دکان ہے اُسکے کباب نہین کھائے عجب لذیذ کباب اُسکے ہوتے ہین کہ کھانے سے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا بھی یاد رہے گا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہوچکے ہین سیخ آہ پر کباب دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہین مطبخ دہر مین جسکو یہ کباب بستہ خاطر ہوئے ہین وہ آتش عشق مین کباب آسا بھنتے ہین یہ تعریف اُسکی زبان سے سُنکر مجلس نے کہا چلو مول لین اسنے عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی دکان پر بیٹھون تو مضائقہ نہین لیکن کبابی کی دکان پر جانا حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہان گوشہ مین ٹھہر جایئے مین ابھی لائی یہ کہکر اُسکو ٹھہرا کر روانہ ہوئی اور کچھ دور جا کر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکالکر طشتری مین لگا کر سامنے لائی مجلس نے بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہوگئی اسنے کمند سے گردن و کمر کو باندھ کر پشتارہ باندھا اور تنہائی مین تو تھی ہی بے منت و اذیت لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا لیجیے مین حکم شہنشاہ بجا لائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منھ دھلوایا جب کچھ شک باقی نرہا کہا صاحب کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے مین داغ پڑ گئے ہین مین اسکو تمام بارگاہ مین کھنچوا کر قتل کرونگی کج ابرو کا بدلا

لون گی سبنے کہا حق بجانب ہے آپکے اے ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے مناسب ہے کہ تامل نہ فرمایئے
یہان تو یہ گفتگو ہے اور اُدھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت آمادہ قتل کرنے پر ہوئی
صرصر ڈری کہ عیار بجا جیتا نہ چھوڑین گے پس عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ اسکو قید کرنا بہتر ہے حیرت نے
یہ سُنکر کہا ارے تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات بس چپ رہ اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک و مختار ہین
میری مجال ہے جو آپ کو نصیحت کردن حیرت نے بعد خفا ہونے کے موتیون کا مالا انعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا
کہ اس مجرمہ کے بانوئن مین رسی باندھ کر کھینچو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو
اس طرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہ حال سُنکر بیقرار ہوئی اور کہا اے لوگو مین بیران اور کوکب کو کیا منھ دکھاؤن گی
یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جس کو چلنا ہو وہ میرے ساتھ آئے چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار
ہوا ملکہ مذکور مع سب سردارون کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے مسلح ہونیکا غلغلہ عظیم برپا ہوا شعلہ تیغ شمع مجلس
عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمال برہمی تھی ہتھیارون کی جھنکار زنگولہ پاے رقاص نبی نفیرون کی
آواز سے مزاج روزگار ناساز تھی کہین کاٹھرے اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ پر سحر کے بیرغل مچاتے جادو کے
سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا
ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرائش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین پیکان و سنانون کا چمکنا شب
انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا تھا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور
بیچ مین تاریکی تھی سویدا سے خاطر عابد بر معلوم دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگرنیان
نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہاے پُر ارمان تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار
ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لُبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ مسدس

کھچ گئی ابروے پرخم کی سردست کمان — سینہ ابھرا سرپستان کی ہوئی تیز سنان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان — ہان مرے تیر یہی گو ہے یہی میدان
کچھ فرنگی بھی ہوے جنگ کو تیار بزن
لیس چارون صف مژگان سے ہوے چار بزن

عجب انداز سے ہر عربدہ پرداز چلا — کبک کے صید کو گویا کوئی شہباز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا — مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا
آنکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے پلٹن کی شکست

یہ لشکر تو اس انداز سے روانہ ہوا اُدھر بحکم حیرت خیرہ سر رسن پاے مجلس مین باندھ کر جب ساحران ستمگر نے
کھینچا اس کے ساتھ بطور مخفی تیلہاے سحر ہین چنانچہ سحر نے اُسکے اسے ہوشیار کردیا آنکھ جو اُسکی کھلی گو یا فتنۂ
خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اُسنے دیکھا دود غضب آتش عناد سے اُٹھکر کاخ دماغ سے
نکلگیا از بسکہ حیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اسیر نہ کیا تھا کہ یکا یک وہ رہا نہ ہوسکتی اب اُسنے فسون پڑھا

کہ وہ رستہائے بستہ جل گئین اور وہ سنبھلکر اُٹھی اُسوقت حیرت نے گھبرا کر ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا او سحر دم کرکے مارا مجلس کے ساتھ جو پتلے تھے اُن مین سے ایک پتلے نے ظاہر ہوکر نارنج پکڑ لیا مجلس نے وہی نارنج پتلے سے لے کر کہا اے میرے کھیلنے کے گیند کچھ تماشا دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھٹ کر بلند ہوا اور پھٹ گیا اُسمین سے چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری بہت سے داخل جہنم ہوئے حیرت یہ ماجرا دیکھ کر مثل بید کانپی اور دھوان بنکر بلند ہو گئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزارون مجلس پر حربہ سحر کے لے کر حملہ آور ہوئے اس اثنا مین مجلس بھی بزور سحر اُڑی اور ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار ہوا شور اخدا ہوا حیرت پھر ظاہر ہوکر للکاری کہ او چھوکری تو کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جائے گی مین نے ایسی ایسی چھوکریان بہت تعلیم کر دی ہین یہ کہہ کر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیان اُسمین سے نکلین کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری شانہ ہاتھ مین لیے تھی آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اُس نے بھی جلد اپنا جوڑا کھولا اور دو گڑیان اُسمین سے نکالین ایک گڑیا نے کہا نگوڑی مین تیری ٹانگین چیر ڈالونگی حیرت نے بھی اپنی پتلیون سے یہی کہا کہ مالزادیون مین تمھاری ٹانگین چیر ڈالونگی تم بڑی حرامزادی ہو گئی ہو کہنا میرا نہین مانتی ہو یہ سب باتین گڑیون سے کہتی تھی کہ اس اثنا مین مجلس نے گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالین حیرت نے بھی پتلیون کو پکڑ کے ٹانگین چیر ڈالین مجلس قہقہہ مار کر ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اُسوقت مہرخ مع فوج کثیر آکر پہونچی حیرت کی فوج بھی تیار ہو چکی تھی بارگاہ مین ہزارہا ساحر سحر خوان تھے مجلس پر ناریل نارنج کی بوچھاڑ تھی مجلس کے پتلے وہ حربہ سحر کے رد کر رہے تھے اور سب لڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو دیکھا آمد کر قریب آئی اور کہا آپنے کیون تکلیف کی خیر آئی ہین تو میرا ہی تماشا دیکھیے مہرخ نے کہا یہ کب ہو سکتا کہ تم کو تنہا چھوڑ دین غرضکہ فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور برپا ہوا سحر کی چوبین چلنے لگین آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبری برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا یہ عالم تھا کہ

## نظم

دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
گیا عافیت نے وہان سے گریز
چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیز
کہین ہوں دریا مین جان آشکار
اندھیرا کہین تھا کہین روشنی
زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ
کہین لوٹے پر زال گوگل کی تھی

ہوئی جسنح پر عقل مریخ دنگ
کہ ارمان نکالین گے دل کھول کے
پیام اجل تیر لانے لگے
پئے جان دشمن تھی وہ جوئے شیر
اُدھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی
کہین سانپ کالے اُگلتے تھے زہر
شرر ریزی جادو کے بادل کی تھی

کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ
ہوا گرم بازار مرگ و ستیز
مگر ٹیڑھی سیدھی سنانے لگے
روان ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
ادھر ساحرون مین یہ پیدا تھا رنگ
کہین تیرگی اور کہین نور واہ
کہین برق گرتی تھی نازل تھا قہر
مجلس کا اس عرصۂ نبرد مین یہ

حال تھا کہ کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹ کر پھینکتا باقی لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑ کر گھر وندا بناتے

اور کبھی گھروندے مین بچھونا بچھاتی اور گڑیان نکال کر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہان لڑکا ہوا ہے سمدھنین آئی ہین انکو گالیان دینا چاہیئے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیان گاتی حیرت کی فوج مین بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادوگرنیان آپسمین سمدھنین بنکر ڈھول بجاتین اور گالیان گاتین بھکر بڑتین باہم دھول جھکڑ ہوتا ہر ایک اپنی خودی سے گم دل لگی کا عالم کہ نظم

دکھلاتی تھی جوتی کوئی آئینہ بنا کے
مٹکاتی تھی پیڑ او کوئی تالی کو بجا کے

آنکھون کو کوئی پھیر کے چمکاتی تھی ابرو
کہتی تھی کہ یون دیکھو الٹ جاتا ہے جادو

بیجو دکوئی ایسی تھی کہ پشواز الٹ کر
ہوجاتی تھی غصے سے کوئی جامے سے باہر

دکھلا کے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی
ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو یہ گالی

بھاتا نہین سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا
ہانڈی کا مزا تیری جو چکھے تو ہے میٹھا

کیاری تری کیا پیاری ہے سبزہ بھی اگا ہے
ہلوت اسی سبزہ پہ سمدھی کا ہے بکرا

سب چاک دلائی ہے ترے نیچے سے سمدھن
ثابت نہین استر ہے نہ مضبوط ہے ابرا

انجام کو مجلس اپنی گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالتی جادوگرنیان لشکر حریف کی باہم لڑ کر ہلاک ہوتین ایک سمت پتلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کر کے آفت برپا کر رہے تھے فولادی پتلے بھی لڑ رہے تھے یہ حال دیکھکر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہے اسکو بہت غصہ آیا اور ایک دو تہتڑ زمین پر مارا مجلس جہان کھڑی تھی وہان سے اس کے پاس کھنچ آئی اسنے ہاتھ پھیلا کر پکڑ لیا اور اسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتہ خونخوار رنگی تھی وہ بدنژاد دلیونی ہوئی تھی ہیبت پنجہ حبشی کی طرح شیخ تھا کڑی تھی ایڑی کے انگلیان پاؤن کی بد قطع عقین ٹیڑھی ٹیڑھی اسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالون رعد نے دور سے اس حال کو دیکھکر اپنی مان سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے یہ کہکر زمین مین سمایا اور قریب حیرت آکر نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ نہ چھوڑا اسوقت کڑکڑا کر برق جادو ابر سے گری پھر بیتاب ہوئی یہ مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین ہوئی اگر نہ چھوڑتی تو دونون ہاتھ قلم ہوجاتے اور رعد سبب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین آوے گی اس خیال سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جا کر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غار ڈال کر پھر بلند ہو گئی اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ جلے زمین مین غار جا بجا پڑ گئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور صورت نگار و شکوہ وغیرہ سب غرق زمین ہوگئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ و مخمور و سرخمو وغیرہ سب زخمی ہوگئین کہ اس اثناء مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور روے ہوا پر جا کر نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ جسکا رد ہونا سامری سے بھی دشوار تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹ کر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سیر دیکھنے مین مشغول ہوا لڑنا سب نے فراموش کیا اہا ہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحرہ

زبردست ہی اور نہایت عقیلہ ہے سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہ ہوگا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب بنیگا مجلس جادو
کر ہمان عزیز ہے ایسا نہ ہو کہ اس لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اُڑی اور قریب مجلس پہونچکر
اُسکو پنجہ مین داب کر زمین مین سما گئی ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکریون کے ٹوٹنے لگے اور جسکے اوپر
تارہ ٹوٹا وہ از سر تا پا جھلس کر رہگیا ہزار ہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا کشت زار لشکر پر پالا گر رہا تھا یا
ژالہ بار حسب افواج پر گرا تھا ستارے گولیون کی طرح سر پر گرتے اور آنکھون سے نکلتے تھے ستارہ قسمت اسلامیان
گردش مین آیا سب فروغ خاک مین ملگیا شیاطین انگارے اُچھالتے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکرون اور
مہر طلعتون پر صدقے اُتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصۂ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے
بالکل جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا یا اب بھاگنے لگا چرخ ظلم نے نیا چکر دیا سب کا جدھر منہ اُٹھ
گیا بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ
شاہ افراسیاب جو بنگلے مین کوہ فیروزہ پر بیٹھا تھا اُس بنگلے کے سامنے ایک درخت بیلے کا لگا تھا مگر بزور
سحر یہ اُسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اس شجر مین آگ لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر
اسیوجہ سے آکر ٹھہرا ہے کہ لشکر حیرت کا اس مقام سے حال ظاہر ہوتا ہو پس یہان لشکر مین جو لڑائی پڑی اس
درخت سحر مین آگ لگی اُسکے جلنے سے بادشاہ نے کہا کہ غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑ گئی بی بی میری آج بگڑ گئی
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پکارا کہ جلد تخت لیکر آئے پریزادان طلسم آنا مین جاتا ہون اسکو یہ خیال آیا مجلس
ساحرہ زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ میری زوجہ روز بد دیکھے یا عمرو کی قید مین کوئی پیچ پڑے غرضکہ تخت کو حکم لانیکا
دیکر غائب ہو گیا اور آن واحد مین آکر لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہو اس اثنا مین مہرخ
جو مجلس کو لیکر زمین مین غرق ہوئی تھی باہر آئی اور اُسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہو اب ٹھہرنا اچھا نہین
پس یہ اُڑ کر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی اور اسی طرح اور جادوگرنیان جو زمین مین سما گئی تھین نکلکر رو بفرار لائین اور
شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو بہت غصہ مین پایا کہا ہان ہان اے ملکہ آج کیا ہو ملکہ نے کہا تم ہمیشہ ان نمکحرامونکی
پچ کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھپر آئے ہو لو اپنا طلسم رکھو چھوڑو مجکو کچھ کام نہین افراسیاب نے کہا تمھارا ابھی غصہ بڑے
غضب کا ہے دو لاکھ ساحر اپنا قتل کرڈالا ملکہ نے کہا اب تو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون اُنکو بھاگنے بھی دوگی
بہت اُنھون نے سر اُٹھایا ہو یہ کہکر ایک گولا مقیش کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑ کر چمٹ گیا کہا ملکہ
ہرگز بند مقیش کا نہ غارت کرو اے جان عضہ جانے دو یہ سحر کو کب لیے ہے ایسے دشمنون پر نہین کرتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ
اٹھارہ اُنیس سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا اور ملکہ کو بھی ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور میدان
جنگ سے پھر طبل امان بجوا دیا صدائے طبل امان لشکریان مہرخ نے جو سُنی اُنکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوتی ہے
بادشاہ طلسم ہمارے بڑا دیر بھی آ پہنچا اب جو طبل امان بجا پس بھاگنے کو موقوف کرکے اپنے بستر و بیر آئے کمر کھولی اسپ
ہوئے ساحر وغیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام پر آکر بآرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ پھر کر نہ آئی

معلوم نہین کہ کس طرف کو گئی اور مجلس کا بھی حال نہ کھلا ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر کو روانہ کیے اسطرف
شاہ جادوان بارگاہ مین آیا بی بی کو اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا
ہون اور روز بارگاہ مہرخ مین جا کر سب لشکریون کو گرفتار لاؤنگا ملکہ یہ باتین سنکر شاد ہو گئی اور کہا اے شہنشاہ یہ تدبیر
بہت خوب ہی شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا اے جانی تم رنجیدہ نہ ہونا ہمارے سیر کی قسم ناچ دیکھنا عیش کرنا ہم
جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آکر بیٹھا ادھر مہرخ جو مجلس کو لیکر بھاگی تھی تو سناٹا بھرے ہوے دور
نکل گئی تھی منزل پر آکر ایک جنگل مین اُتری مجلس بیہوش تھی سحر حیرت سے از خود فراموش تھی اسنے دامن کی ہوا دیکر
ہوشیار کیا اسکو جب وہ ہوشیار ہوئی مستفسر حال ہوئی اسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اے فرزند یہ ستارہ زمرد
جسکے اوپر گرتا وہ جانبر نہ ہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سما گئی تھی پھر جو باہر نکلی تو از اسباب کو وہان دیکھا مین جنگل مین تمکو
لے آئی کہ تم میری فرزند اور جان و جگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث سے یہ بھی گوارا کیا یہ حال جب
مجلس نے سنا کہا اے ملکہ بھاگنے مین عزت ہی یا مر جانے مین مہرخ نے جواب دیا کہ یہ فن سپہ گری ہی جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا
کرتے ہین اسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے تو مدعی کی مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اسنے کہا یہ تم بجا کہتی
ہو لیکن مین بغیر مارے اس تحبہ حیرت کے نہ ہونگی مہرخ نے کہا غصہ تمھارا جائز ہی لیکن وہ ایسی نہین ہے جو یکایک قتل ہو جائیگی
تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کرکے لڑینگے اسنے کہا تو خیر اب میں اماں جان کے پاس جاتی ہون اور انکو لیکر آتی ہون یہ کہکر
ایک سمت کو پرواز کر گئی روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلی راہ مین درہ کوہ کے آگے صحرائے سبز
و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ نور گل سے مالا مال تھا مثل جوان بختان سر سبزی مین مرفہ الحال تھا چشمہ بسان جوش طبع
نوجوانان پر ارمان جوش مین طائران نغمہ خوان بغلگیری سے خروش مین کنارے چشمون کے فرش زنگاری سبزہ کا
بچھا تھا اسپر ایک غول طاؤسون کا مثل معشوقان طناز ہزار ادا و ناز تجسس ہیر گرم خرام ناز تھا مگر نیا ماجرا نظر آیا
تھا کہ طاؤسونکا جسم پاے فولادی تھا ملکہ مذکور اس جانئے نزہت آگین پر روے ہوا سے اُتری اور سیر کنان ہر سمت
پھرنے لگی یہانتک کہ درہ کوہ مین بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندرون کو کاٹ کر عمارت نہایت عمدہ کسی نے بنائی ہی
روح فرہاد اس صناعی کو دیکھکر شرماتی ہے تیھر مین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو دیکھکر
سختی رنج کی نرمی سے دور ہوتی ہی جو گلبدن یہان آتی ہی لب شیرین سے دعا دیتی ہی اندر قصر کے جب قدم رکھا ایوان
مین فرش دیبا و قاقم بچھا پایا اور صحن خانہ مین ایک تخت پر ساحر بیٹھا پایا دھوتی تمبری باندھے مالے موتیون کے
گلے مین ڈالے جواہر کے بت کہنیون مین باندھے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کی طرف سے اس پہاڑ کے درہ کا مالک ہی یہین
رہتا ہی اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہے وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے انہی کے سحر تھے الحاصل جب
اس ساحر نے ملکہ کو دیکھا ازبسکہ یہ بادشاہ لشکر عمرو ہی اور قدیم سے عزیزہ شاہ طلسم کہلاتی ہی جملہ ساکنان طلسم
اُسکو خوب پہچانتے ہین اسنے بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا شرائط تعظیم و مراسم تکریم بجا لایا اور سر
منت گذاری آگے جھکایا عرض کیا حضور نے آج کیونکر اس کلبہ احزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر ادنح

عزت و افتخار پر پہونچا کہ بیت ہمارے گھر مین وہ آئین خدا کی قدرت ہے * کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین *
اے ملکہ آیئے کرم فرمائیے ملکہ اسکی خوشامد دیکھ کر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ تم مطیعان شاہ طلسم سے ہو مجھسے بمدارات
پیش آنا تھا مقام تعجب ہے اسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آپکو دم بھر مین کھلا جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور اپنے
ہاتھ سے جا کر کشتیان شراب کی لایا ملازم بھی اسکے دو چار اس مقام پر تھے اسنے حکم دیا کہ طائفے ناچ کے لاؤ اسی طرح
انتظام کنان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید چٹکی مین دابے تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش
ہو گئی اسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا
ہون یہ کہہ کر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھ کر پشت پر لادا اور پرواز کر کے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین
پہونچا زمین پر اُترا اس لیے کہ اکثر سردارون سے ملاقات تھی انسے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار
قدم چلا دو ایک دوست و آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم یہ پشتارہ کیسا لائے ہو اسنے
کہا مہرخ نمکحرامہ کو لایا ہون ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بناتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہان کی
سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر معین تھے انمین سے چند تو پہرے چوکی پہ تھے اور چند
آرام و آسائش مین تھے اور ایک پہرہ دار بیٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بہر جاسوسی یہان آیا تھا
اسنے اس ساحر کو دیکھ کر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لے جاؤن اسی فکر مین صورت بدلے
پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا ملکہ حیرت سے ساحر خبر کرکے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاؤس پکڑ لایا
ہے یہ غلغلہ قران نے سنا اور ادھر حیرت خوش ہو جانب دربار گاہ چلی پہلی ڈیوڑھی پر آکر اس خیال سے
رُک رہی کہ ادنیٰ ساحر کے استقبال کرنے کا ہر ایک کو گمان ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیون کے اُٹھوا دیے
اور منتظر آمد ساحر مذکور ٹھہری اسکے برابر اور اسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین اور صرصر بھی ایک طرف استادہ
تھی کہ طاؤس اول ڈیوڑھی پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ لیجائیگا بس دوڑ کر قریب آیا
اور پکارا کہ واہ واہ ملے بھائی کیا کام کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ کسی سے نہو سکا جو تم سے ہوا طاؤس نے یہ تعریف
سنکر سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگون کی دعا اور مالک کا اقبال ہے جو میرا اینچہ اسیر قابض
ہو گیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے سر پر آکر چپکے سے کہا تم تو اس محنت سے لائے ہو اسکو اگر
کوئی چھڑا لے جائے تو کیا کر دگے اُسنے کہا مار ڈالونگا اور کیا کرونگا مہتر نے کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہین
یہ سنکے اُسنے دوسرے پہلو کی طرف دیکھا قران نے بغدہ کمر سے نکال کر برابر تو کھڑا ہی تھا اسکے سر پر مارا کہ
کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور لہو اسکے سر سے مثل دریا کے جاری ہوا پشتارہ ایکطرف اسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب
گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا گیر و دار کی صدا برپا ہوئی تاریکی ہو گئی مہرخ کو پشتارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہے کہ جو
خاک قبر جمشید ڈالکر بیہوش کسی کو کرے پس اسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہو جائے اسوقت مہرخ
بھی ہوشیار ہو گئی پشتارہ پھاڑ کر باہر نکلی اور قران نعرہ کرکے بھاگا حیرت جو سامنے اول ڈیوڑھی پر کھڑی تھی

قران پر اسنے سحر کرنا چاہا کہ بھاگ گئے نہ دون لیکن صرصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ داری اس موے کا لیے کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا ہٹ چھٹا ہے ایسا نہو کہ حضور کے دشمنون کو کچھ گزند ہو پہنچے ملکہ مذکور اس کے کہنے سے خاموش ہوئی حاجب و دربان تو طاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کر کے روانہ ہوئی لشکریان حیرت ابھی تو مجلس سے لڑ چکے تھے خستہ و شکستہ خبر بھی نہ ہوئے کہ یہ کون جاتا ہے مہرخ وہان اُڑی ہوئی اپنے لشکر مین آئی بصیرت دانت پیس کر رہ گئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنے مالکہ کے تھے کہ وہ جا پہونچی سب کو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر حیرت پھر کر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی اور صصور و شکوہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے زبردستی عیارون کی دیکھی ہم سب کا اد بار ہے ان لوگون کا اقبال ہے دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہے مگر اتنا مین سب سے کہے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی کرنا و لڑنا منظور ہو اور یہ قبول کرلے کہ ہم مارے جائین گے کوکب کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائین گے اور عیارون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھائین گے بس وہ تو میری بارگاہ مین رہے اور جسکو یہ امر منظور نہو اُسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو ملتی ہے ملیگی ایہا الناس مین نے تو اب مرنے پر کمر باندھ لی یہ کلمات جو اہل دربار نے سُنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہو کر بولے کہ اے ملکہ ہم جان نثاری کو حاضر ہین تمام عمر بدولت شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا کیسے شرافت سے بعید ہے جو ایسے وقت پر کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چرائین ملکہ نے کہا مین نے اسی واسطے پہلے کہہ دیا کہ وقت پر کوئی طرح نہ دے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین اور ادھر افراسیاب خانہ خراب کو سحر اسکا خبر دے رہا ہے کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے مین پیچ و تاب کھا رہی ہین آخر اسنے انتظام قتل کرنے کا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد ان آفتون کے ایک ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار روے ہوا سے زمین پر اُتر کر سامنے آیا کہ قد اسکا درخت تناور کی طرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر ساحری روے زشت و ناميمون طاق ایوان نیرنگی و مکاری کاسہ دماغ مملو از شراب کبر و غرور نحوئی اس سے منزلون دور رحم دلی انتہا کی نفور طینت پر فتور مردم آزاری کا پتلا بیحیائی کا نقشہ کہ بمقتضاے ابیات

بھیجا بانی شر نطفۂ شیطان بدذات
دیو کو صورت بد دیکھ کے آتا تھا ہول
صورت نحس کو جو اسکی سنیچر دیکھے
بھاگ جائین صفت ہر سطر سے حرف تحریر

تند خو عربدہ جو بیہدہ و زشت صفات
ظالم ایسا کہ وہ دے پیر فلک کو تعلیم
چرخ پر چرخ مین پڑ جائے یہ چکر ہوا ہے

نام پر اسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول
جھک کے ابلیس کیا کرتا تھا اسکی تعظیم
اسکی نامردی کا گر وصف کرون مین تحریر

جب اسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ اے لشتیان جادو تم چالیس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیکر لشکر حیرت کی جانب جاؤ مگر خاص لشکر مین نہ جانا صحرائے لبستہ رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اُتر کر دریاے ہفت رنگ کی جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام کرنا کہ کوکب یا اسکا کوئی ملازم یا افسر فوج یا اسکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پائے

اور مہرخ کے لشکر کا خیال رکھنا کہ یہ بھی یورش نہ کرنے پائے ہم آتے ہیں عمرو کو دار کھنچیں گے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا قلعہ فیروزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہے کہ وہاں سے ظلمات طلسم کی سرحد ہے اور نام اُس قلعہ کا قیصر ہے یہ ساحر اُس قلعہ کا حاکم ہے اور ساحران ظلمات طلسم سے ہے کہ وہاں کے ساحر طلسم ظاہر و باطن کے ساحروں سے بدرجہا بڑھے ہیں انشاء اللہ حال ان نابکاروں کا بمقابلہ طلسم کشا بیان ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور ساز سفر درست کیا حسب حکم کا بھڑے اژدہوں پر کھنچ گئے ہوم خانے لد گئے خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئیں جادوگرنیاں ہنس پر سوار ہوئیں ڈہر و بجا نفیر سحر کا شور تا بہ چرخ پہونچا آگے اُس فوج شقاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشیں پر سوار ہو کر چلا نظم

اژدہے شعلہ فشاں رہے ہوا مثل تنور
خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا نور

ظلمت سحر سے عالم میں بپا تھا اندھیر
اور خورشید درخشاں نے لیا تھا منھ پھیر

شور بیرون کا کہیں اور کہیں باجوں کا غل
شور سے بھر گیا تھا خانہ دُنیا بالکل

آندھیوں کا کہیں طوفان کہیں بارش پر
بیقراری سے اُٹھا تھا دل عالم سے صبر

اسی کر و فر سے یہ ساحر خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم رنج نہ کرو میں عمرو کو ضرور آکر قتل کرونگا منادی بھی کرادی ہے اور لشیتبان جادو کو با فوج کثیر روانہ کیا ہے وہ آکر راہ روکیگا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائیں ہر چند کہ ان سب لوگوں کو خبر مدت سے ہے کوئی چھڑانے نہ آیا اب کیا میرے مقابلہ میں کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام کر دیا گیا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر ملکہ مذکور کے پاس آیا اسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شگوہ وغیرہ سے کہا کہ لو مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہے یہ کہکر نامہ کو باآواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر مہرخ یہاں موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہو کر خدمت مہرخ میں حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا مجلس بھی آئی تھیں نہیں معلوم کہاں جاکر بیٹھ رہیں افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہو رہا ہے اور لشیتبان راہ روکنے آتا ہے لیکن ہمارے یہاں کچھ انتظام نہیں کاش عوض خواجہ کے شاہ جادوان مجکو قتل کرتا غیراب کل پرسوں ہم بھی جان دیدینگے یادگار یہ لڑائی بھی رہے گی یا تو شاہ نے خواجہ کو ضرر پہونچایا یا ہمنے جان بیچ کر چھڑا لیا یہ کلمات حسرت و افسوس سنکر تمام حاضرین دربار بقسم گویا ہوئے کہ اے ملکہ ایسے ساتھے کی لڑائی روز قتل خواجہ ہم لڑینگے کہ شاہ جادوان کے دانت کھٹے کر دینگے اور ہم سب سر بکف منتظر وقت بیٹھے ہیں برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام سن رہا تھا یکایک اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد دکھائے اُس وقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کردیں اور مرتے پڑے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے لیے بھیجدیں یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر ایک نٹنی نوجوان کی ایسی صورت بنا لہنگا نہایت پرزر پہنا قیمتی جسمیں گوٹ کی جگہ بیٹھا ٹکا تھا اور اسکے بوجھ سے کمر فرط نازکی سے لچکا کھاتی چھڑیاں چنبیلی کی ٹکی ہوئیں شاخ پر گل گلزار کو چٹکیوں میں اُڑاتی تھیں کرتی ناف تک کی

آستینون دار گلے مین دوپٹا الیبار نگا ہوا کہ جسمین تصویرین سور اور خچر اونٹ کی بنی تھین سبز گوٹ لگی تھی لچکا ٹکا تھا آڑا کر کے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا سر پہ مانگ نکلی اوسمین سیندور بھرا تھا پر بندی مہندی لگی کانون مین اوراج اُلٹے ہوئے چاندی کے جھمکے لومین پڑے ہوئے ہاتھون مین کڑے چاندی کے پڑے پانون مین گھنگرو بندھے بوٹا سا قد رفتار مین ظاہر قیامت بالون کا جوڑا بندھا ہزار ہا دل عشاق کو کالے جیلخانے مین قید کیا کہ **بیت** ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے ✣ اُسکی زلفون کے سب اسیر ہوے ✣ پیشانی اسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیم وطور چین جبین مطلع دیوان نور ابرو کلید قفل در حسن وجمال فلک خوبی کے ہلال مژگان اُستاد شاہد کجباز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہین نہین صومعہ نشینان حلقہ چشم مردم دیدہ تھے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع وبصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اُسپر آنکھ اُٹھائے تو جلاد دہر اسکے دیدے نکالے آنکھ ہر ایک سیہم ہو جائے آنکھین گردش دہر کو آنکھین دکھاتین فلک شعبدہ باز کو نیرنگی سکھاتین رخسار نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق مین ملول دہن تنگ قفل دراز سربستہ یا حقہ گوہر ہائے ناسفتہ بیاض گردن سحر سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر **بیت**

| | |
|---|---|
| گول گول اُبھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ | گنج خوبی کا ہے وہ مہر لبسر گنجینہ |
| صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ | حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ |
| حسن و خوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور | چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور |
| کمر کلک مین آئے گا نہین گر لچکا | بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا |
| موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا | پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے جیتا |
| گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض | خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض |
| حسرت تکیہ زانو ہین مجھے ہے گھٹنا | سر بزانو اسی حیرت مین مجھے ہے رہنا |
| طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا | پر فرشتون کے جلین ہوئین پری پروانا |
| ہوگئے بے پر نہ پڑین پیرون کہین آکر | اور ہین جلکے رقابت سے بنون خاکستر |

اس شکل وشمائل سے آراستہ ہو کر ناک مین بلاق ڈال کر بصد ناز وادا لشکر حیرت مین آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار مین ہو اور کوئی سردار اپنے پاس بُلائے تو کام میرا بن آئے یہ تصور کر کے قریب بارگاہ حیرت جو خاص بازار تھا اُسمین ہر دُکان مین کھڑے ہو کر گاتا اور کہروا ناچتا دو دو آنہ اور چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دوکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اُسکو پہناتے اور کہروا نچاتے یہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لنگا چٹکی مین پکڑ کر توڑا لیتا اور چکر باندھ کر ناچتا اور گاتا تھا کو سے رسیا نے مارے ہین بان ✣ مارے ہین بان مورا نکسے پران ✣ یہ تو اس طرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زرین قبا اوٹھ کر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اُسکی بازار مین سے ہو کر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا ہٹو بچو کا غوغا تھا نٹنی نے اُسکو جاتے دیکھ کر اپنے کو قریب ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی

اُسنے بھی ہواداد کو روک لیا کینزین جو ساتھ تھین ملکہ سے عرض رسا ہوئین کہ حضور اس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہے اور رنگوڑی ہے تو بھولی بھولی ملکہ نے نٹنی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ نچانے والے نہین ہین نٹنی نے کہا بلبیان لونی سب کوئی ہین لیکن اسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور ملازمون سے کہا کہ اسکو ساتھ لیتے چلو اور کنیزین لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نٹنی نے دیکھا کہ بارگاہ مین سبطرح کی سامان عیش و نشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اسکے مسند آراستہ ہے ایک طرف مسہری جواہر نگار رنگی ہے چنگیر ہو گھڑے عطردان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہان کے سازندون کو بلا کر حکم دیا کہ اس نٹنی کے ساتھ سنگت کرو سازندون نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور نٹنی نے غزل ہاے عاشقانہ گانا آغاز کیا اُسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نہ رہتا یہ عالم تھا کہ

## نظم

تاج بر چشم پری کی بھی نظر جاے جھپک
دقفۂ نظارہ ادھر دیدۂ انجم سے فلک
شور زنگولہ ہے شور رس زمہا تا بہ سمک
نقش دیوار یہان محو تماشا سے ملک
چھب بلا قہر ادا غارت ایمان چتون
دل اُڑا اسے لیے جاتی تھی ہو آدامن

ہرطرف سے صداے احسنت بلند ہوئی اور سب کی ٹکٹکی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اسوقت نٹنی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤنکا تار رخسار پر بندھ گیا دل سینہ مین طپان ہو کر مثل رقاصہ تھا شاید کمانچہ ابروی یار یاد آیا تھا آہ برنگ نے لبون سے دمساز تھی بڑی دردناک آواز تھی سم اسکے لیے سم ہوا دل بہتا رہی غم ہوا اسی اندوہ وملال مین اسنے رو رو کر دل کا مزا جتایا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رولایا غزل

یہی حیرت رہی گر جلوۂ قاتل سے خلقت کو
تو اُٹھے کا جنازہ اُسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز
کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہے شام فرقت کو
ادا سے دونون زلفین کھول دینا دوش پر اپنے
یہی تعزیر کافی ہے ترے مجنون کی وحشت کو
نئے سر سے جو روز آفرینش آسے دنیا مین
تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
دفا کا ذکر کرتا ہے مرے آگے اگر کوئی
تو کس کس یاس سے مین دیکھتا ہون اسکی صورت کو
نگہ کرتے ہی نواب اُس پری پر ہو گئے حیران
بڑے دعوی سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شکوہ بھی روئی اور نٹنی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اُسنے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ رخ کیون زرد ہے عرض کیا میرے دل مین درد ہی اے ملکہ سامری نہ کرے جو ایسی برہ کا تیر کسی کلیجہ کے پار ہوا اور کسی کا جفا کار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوا تو کسی پر عاشق ہے اُسنے جواب دیا کہ اگر حضور میری بپتا سُنین تو یہان اکیلا کرا دین ملکہ نے کہا کہ سب حاضرین دربار اُٹھ جائین بموجب حکم تخلیہ ہو گیا نٹنی نے اُسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی

میرے عشق مین سیر اٹھانے کو تیار ہے اُسکے ساتھ مجکو سونا نہین ملتا ہے میرے بھائی بند زر بھی اس سے لیتے ہین پھر بھی
آتش فساد سلگا کر اُس سیم بدن کو جلاتے ہین اگر حضور مجھ کشتہ رنج والم پر رحم فرمائین اور میرے عزیزون کو ملکہ
حیرت سے کہہ کر کشتہ کرائین تو مین پارس ہو جاؤن اور تمام عمر کی لونڈی آپ کی بنون اور علاوہ اس کے
لاکھ روپیہ بھی نذر پکڑون ملکہ نے کہا اری تو تو کوڑی کوڑی دُکان مانگنے والی لاکھ روپیہ کہان سے لائیگی مین تو
ابھی تیری برادری کو بلوا کے قتل کر سکتی ہون مگر روپیہ ملنے کا یقین نہین اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہہ کر ایک بط شراب
زمرد کی ایک ڈال تراشی ہوئی نکالی اور کہا یہ مجکو جوہری اپنے نے دی تھی اور کہا تھا لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے
آپ اسکو اپنے پاس رکھیے محفل کی آرائش ہے ملکہ نے جو اُسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اسکی دُم
اور منقار واقع مین کئی لاکھ کو ارزان ہے سمجھی کہ یہ نٹنی تو نادان ہے تو اسکو لے لے بس نٹنی کے ہاتھ سے وہ ہنسکر
لینے لگی اسنے منھ کے سامنے اسکو رکھ کر دیتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی تھی یکایک چٹ سے ٹوٹ گئی اور
بیہوشی کا رنگ اسمین بھرا تھا وہ سب منھ پر شکوہ کے پڑا اسنے اتنا تو کہا اری یہ کیا اتنا ہی کہہ کر بیہوش ہو گئی
اُس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اسکی صورت بنکر اسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازمون کو آواز
دی کہ یہان آؤ وہ سب حاضر ہوے اسنے کہا یہ نٹنی اپنے عزیزون سے چھپ کر نکل آئی ہے سراپچہ بارگاہ
اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی کوئی اسکا حال کسی سے نہ کہنا کنیزون وغیرہ نے عرض کیا کہ واری کیا مجال جو زبان
نکلے یہ عرض کر کے سب کار خدمت مین مصروف ہوئین اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت بھی ملکہ
شکوہ کے آنے کے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور از بسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد ہے تو چند تختیان سحر
کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراپچہ بارگاہ مین مثل آئینہ کے لگائی تھین ان تختیون کے حسب حال کے
دیکھنے کی نیت کر کے وہ ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی کہ اسوقت ملکہ شکوہ کیا کرتی ہے تختی معائنہ
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہے یہ ملاحظہ کرتے ہی اسنے
اپنے دونون ہاتھ اونچے کیے روے ہوا سے اس شبستان مین پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہان سے غائب
ہو گئی اور یکایک بارگاہ مین شکوہ کے آکر ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی مگر غضبناک تیوری چڑھائے
ہے بہت بُری نگاہ سے دیکھتی ہے دیکھیے کیا کرتی ہے دل سے کہا خدا خیر کرے بس جلد پلنگ پر سے اُٹھا ملکہ
کو تعظیم دی اور کہا آئیے تشریف لائیے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ جی لونڈی حاضر ہے آپ تکلیف نہ فرمائین یہ کلمہ سنکر
اسکو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ مجھے پہچان گئی ہے اور رقعہ جمشیدی مین تیرا حال دیکھ کر آئی ہے لازم ہے کہ
بھاگ جاؤن پھر سوچا کہ یہ سر پر پہونچ چکی ہے بھاگنا دشوار ہے یہ تصور کر کے پلنگ پر سے اُترا اور ملکہ کے قدمون
پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مین برق عیار ہون ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جا کر گرا اور وہان سے سنبھلکر
جو جست کرتا ہے سراپچہ بارگاہ فراکیا ملکہ نے پکار کر کہا کہ جہان پہونچا ہے وہین رہ جا نا یہ کلمہ سحر کا تھا آگے
نہ بڑھ سکا عیار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جا کر وہان سے گرفتار کیا اور بارگاہ مین لائی اور کہا موے

غضب کیا تھا تو نے کہ میری انیس کو قتل کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے پہنائے تمام ملازم اسکے یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کر رہے تھے کہ حقیقت مین ہماری شاہزادی کی جان آپنے بچائی واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض شکوہ کو ہوشیار کیا اسنے سارا حال سُنکر ملکہ کا شکریہ ادا کیا اب ملکہ عیار کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ بتا اے موذی کہ کیا حال تیرا کرون اسنے جواب دیا اگر میرے ہی بتانے پر منحصر ہے تو ایک خلعت بہت عمدہ مجھکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سُنکر ہنس پڑی اور شکوہ نے کہا او بدذات لنگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تو نے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ کوئی بُرائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھُلا دیا اور اُلٹی شکایت کرتی ہین اور مین جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور کھانا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہوا تھا ایک دو کھانے کھانے آیا تھا حیرت نے کہا کھاموے لو اپنے ہوتون سوتون کو آج تو شکوہ کی صورت بنکر میرے کھانے کو آیا تھا اُسنے کہا ہان یہ سچ ہے اگر یارے تو تجکو مارے کہ تو مالک طلسم ہوشربا ہے اور بادشاہون ہی کو خلقت بُرا کہتی ہے اور وہی مار بھی ڈالے جاتے ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ بُرا نہ کرتا ملکہ پھر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا اب ہم تجکو قتل کرینگے تو کچھ گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجکو قتل کرینگی تو آپ کو کون ماریگا آپکو لازم ہے کہ ہمین چھوڑ دیجیے ملکہ نے کہا ارے کمبخت تو مجکو باتون مین لگا کر نکل جانا چاہتا ہے یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے لائی اور آمادہ قتل پر ہوئی ادھر افراسیاب کو بھی تیلون نے خبر پہونچائی کہ برق عیار اس طرح گرفتار ہوا ہے اور ملکہ سے بحث رہا ہی شاہ نے یہ خبر سنکر نامہ لکھا کہ اے ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو نہ کرو فوراً سر کاٹ کر بھیجدو نامہ تیلے نے ملکہ کو پہونچایا اور پکار کر بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اسنے بھی سُنا اور الگ جا کر اپنے سارے جسم پر ٹیکے زرد و سُرخ و سیاہ و سبز دیے اور چار جوڑے سر پر باندھے ان جوڑون مین حبش کے پھندنے لگائے صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا اتنی ہیئت اور زیادہ کر کے سامنے حیرت کے آیا اور چاہتا تھا کہ قریب جا کر کوئی عیاری کرے حیرت کے سحر نے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو سامنے آتا ہے قران عیار ہے ملکہ نے یہ معلوم کر کے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہے اس عیار کا قتل ہونا اس جگہ مشکل ہے یہ سمجھ کر بغل مین برق کو داب کر لے اُڑی اور ایک درہ کوہ کے متصل کئی منزل پر جا کر اوتری اور چاہا کہ کام برق کا تمام کرون اسوقت روے ہوا پر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور ابر کے لکے اُڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون یہ کون آتا ہے اس اثنا مین ساحر روے ہوا سے اُترنے لگے اور شتیبان جادو جو بحشم و خدم راہ روکنے روانہ ہوا تھا یہان آکر پہونچا اور اژدر پر سے اُتر کر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھ کر قریب آیا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ ملکہ عالم اس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین اور یہ مجرم کون ہے ملکہ جملہ کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ تم کہان چلے اسنے اپنا راہ روکنے آنا بیان کیا ملکہ نے کہا مجکو اس حال کی خبر ہے اچھا تم اس بیابان مین ٹھہرو اسنے کہا آپ یا تو میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے یا اپنے لشکر مین چلیے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے مین اسکا سر

کاٹ کر شاہ پاس بھیجونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤن گا کہ بہت دنون سے گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہے
ملکہ نے التماس اسکی سنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی آفت مین گرفتار ہوجائے قران سے بچا کر تو یہان اسکو
لائی ہے شاید یہان بھی کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اسکے عیار تیرے دشمن جان ہوجائین گے اسی کو دیدینا
اسکا مناسب ہے یہ سوچ کر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اُڑ کر اپنی بارگاہ مین آئی یہان اس
ساحر نے لشکر اپنا دامن کوہ مین اُتروایا اور دریاے ہفت رنگ کی طرف روک کر خیمہ و خرگاہ نصب کرائے سردار
اسکے اُترے بارگاہ اسکی بھی استادہ ہوئی سامنے بارگاہون کے ہوم خانے بنگئے لشکر مین بازار کھلی گھما گھم ہونے لگی
لشکری اُتر کر اشنان گیان دھیان کرنے لگے کڑھاؤ چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا پشتیبان بھی اپنی
بارگاہ کے سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کر کے روبرو بٹھالیا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو دایۂ
اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رہانندۂ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے اور پکارا کہ اے کریم کارساز بندہ
نواز تو وہ خالق اکبر ہے کہ جناب ایوبؑ کو عوارض جسمانی سے تو نے شفا بخشی اور جناب جرجیسؑ کو ظلم بادشاہ جبار
سے رہائی دی مجھکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے کہ بیت مین عاصی ہون خداوندا کرم کر اور رہا کر مجھکو از دست
ستمگر ۔ باب اجابت بہر دعا وا ہوا آسمان پر سے ایک تخت بسان رحمت خدا نازل ہوا اس تخت پر سلطان و
سرشارہ و سلیمان جو چالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کس لیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین لشکر اُترے
ہوے دیکھ کر چالاک نے کہا یہان اُترو اور دیکھو کہ یہ لشکر کس کا ہے یہ سنکر جادوگرنیون نے تخت اُتارا اور لشکر
ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو انسے سب ماجرا راہ روکنے آنے کا اور برق کے گرفتار ہونے کا اور
اور قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا چالاک نے اپنے ساتھ والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا
غرض بہت جلد سامنے پشتیبان کے یہ سب آئے چالاک بھی صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا جب یہ قریب
پہونچے پشتیبان اپنی جگہ سے بنابر تعظیم اُٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت کے جا بیٹھے اور کہا آپنے ہمین
پہچانا ہم سلطان و سرشارہ وغیرہ ہین اسکو تو انکی بغاوت معلوم نہ تھی یہ معلوم کر کے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہاے
طلسم ہین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہے جو سامنے کھڑا ہے
اسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار ہے اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے یہ حال سنکر چالاک نے اپنے دل مین کہا کہ
اللہ میان برق نے اس طلسم مین آکر بڑا نام پیدا کیا ہے الحاصل پشتیبان کے تمام مصاحب بھی سلطان وغیرہ
سے آکر ملے اور اپنی اپنی جگہ پر سب بیٹھے اس وقت پشتیبان نے ہر ایک سے پوچھا کہ بتاؤ گوشت کس جانور کا اچھا
ہوتا ہے کسی نے کہا مرغ کا کسی نے کہا ہرن کا کوئی بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہے چالاک نے کہا مجھکو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے
پشتیبان نے کہا اے بھائی تم نے میرے دل کی بات کہی لو اب اس خداپرست کے کباب کھاؤ یہ کہہ کر
برق پر سے سحر برطرف کر کے زنجیرون سے باندھا اس مین چالاک نے کہا اے سلطان کہین گوشت
کے لالچ مین آکر وہ حال نہ کہنا اسنے کہا نہین کیا مجھکو تم نے دیوانہ بنایا ہے گوگو کا حال مین کیون کہنے لگی

پشتیبان نے کہا کون سا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہین قاعدہ ہے کہ جس کے سامنے ایسی باتین کرو وہ بے چین ہو جاتا ہے اور اس حال کے سننے کا مشتاق ہوتا ہے اور چالاک نے اسی واسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان تو جانتی ہی ہے کہ یہ عیار بے معنے بات نہین کہتا ہے اسمین بھی کچھ مطلب ہے پس اسنے بھی اقرار کیا تھا کہ مین نہ کہونگی تب پشتیبان بیقرار ہو گیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہے برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا ہے اس جادوگرنے کیا سمجھ کر کہا پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل مین خوش ہوا کہ مرشدزادے اچھے وقت پر آئے اور ادھر جب بہت کچھ پشتیبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ کیا بات ہے چالاک نے کہا خاطر ہے آپکی اکیلے بارگاہ مین چلیے تو بتا دین یہ اٹھ کر بارگاہ مین آیا چالاک اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا کہ مجرم کو بھی اندر بلا لیجیے ایسا نہو کہ آپ یہان باتون مین رہین اور وہ عیار ہے چھوٹ جائے اسنے برق کو بھی اندر بلا لیا اور پردے بارگاہ کے چھڑوا دیے جملہ ملازمون کو آنے سے منع کر دیا اور کہا اے ملکہ ہان اب کہو وہ کیا حال ہے سلطان نے چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہون اسنے کہا کہ کیون نہین کہہ دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو مین کہے دیتا ہون یہ کہہ کر کہا حضور مجھ سے سنیے پشتیبان منہ اٹھا کر اسی کی طرف مخاطب ہوا کہ کھوا اسنے ایک حباب بیہوشی کا مارا کہ وہ منہ پر پڑا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر کھینچ کر مارا خنجر کی نوک جگر لگی اور برق نے کہا بھائی صاحب مزاج اچھا ہے یہ جادوگرنیان آپکے ساتھ کون ہین چالاک نے کہا یہ میری شریک حال ہین اسنے کہا تو ان سے کہیے کہ اس ملعون کا روئین تن ہونا سحر سے دفع کرین یہ سنکر سلیمان وغیرہ نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ جسم پشتیبان کا نرم ہوا اسوقت ایک گولا سحر کا سرشار نے مارا کہ سینہ کو توڑ گیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا افسوس پشتیبان جادو کو آندھی پانی ہزارون طرح کی آفتین پیدا ہوئین سردار جو باہر بارگاہ کے ٹھہرے ہوئے تھے اندر دوڑ کر آئے کہ یہ کیا آفت آئی سلطان و سرشار و سلیمان سب چالاک و برق کو بغل مین داب کر اڑ گئین اور ایک سناٹے مین دور نکلکر ایک مقام پر چھپ رہین یہان سرداران پشتیبان نے لاش اسکی اٹھائی اور لشکر کو اس جگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب پاس فیروزہ کوہ پر آئے اور کہا اے شہنشاہ پشتیبان جادو مارے گئے اس سے پہلے دو پتلون نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے تیر سحر کمان مین رکھ کر جو مارا پتلے جل گئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم مین جو غدر ہو رہا ہے تو پتلے بھی جھوٹ بولتے ہین قسم ہے جمشید کی مین نے ایسے زبردست رکن طلسم کو نہین بھیجا ہے جو کسی کے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو راہ کوکب کی روکے گا اور مجال نہین مہرخ کی جو اسکا مقابلہ کر سکے اسی گفتگو مین تھا کہ سردار لاش اسکی لیکر آئے اب یقین اسکو آیا اور رقعہ جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے آنے کا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے اور کہا اے باغبان قدرت نمک حرامون کا کیا زور ہے اس طرح پشتیبان جادو مارے گئے وزیر نے کہا اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے کاشمیر کاشغر عنطلی آباد کے ایسے ساحرون کو مارا ہے سب کا بدلہ ہو جائے گا شاہ نے یہ سنکر اسی وقت تمام ناظمان طلسم کو نامے بھیجے کہ جلد لشکر اپنے اپنے

لے کر حیرت کے پاس حاضر ہوا ادھر سلطان نے جب غوغائے ساحران اپنے قریب دیکھا قصد چلنے کا کیا برق نے کہا اب تم لوگ لشکر مین ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہین ان کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے ہم سب جان دینے پر آمادہ ہین چالاک نے کہا اے بھائی ہم قریب لشکر تو آ چکے ہین ابھی لشکر مین کیا منھ لیکے جائین بر وقت ہم بھی آجائین گے تمھارا جی چاہے چلے جاؤ برق یہ سنکر ان سے رخصت ہوا اور یہ سب بھی ایک طرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر چلے برق اپنے لشکر مین آیا اور حال چالاک کا آئندہ بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ دارون کو شاہ طلسم نے لکھے تھے وہ سب تیاری کر کے روانہ ہوئے مثل ان لوگون کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔ ملکہ دریا بار ماہی گیر۔ ملکہ پری چہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دیوکش۔ ملکہ اژدر سوار سنہری پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سربلند۔ ملکہ مسمار بن سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ روئین تن۔ ملکہ طوفان دریا نشین۔ ملکہ ماہ رنگ روئین تن۔ ملکہ خورشید مثال آتش زبان۔ ملکہ مار سر موئے دراز۔ ملکہ ریحان گلزار چشم۔ ملکہ ترسان کوہ افگن۔ ملکہ بلور دندان۔ ملکہ مشعل نگاہ۔ ملکہ زنار بلا خیز۔ ملکہ روشن زبان دراز۔ ملکہ اظلم زبردست۔ ملکہ ناقوس بلا افگن۔ ملکہ ستارہ چشم آہن دست۔ ملکہ دیلم زبردست۔ ملکہ شیاطین بت پرست۔ ملک قائم دو سر ملک مقیم دو سر۔ ملک فولاد خوار۔ اب کہان تک نام ان کے لکھے جائین یہ سب دربندون کے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکر جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا جا تیری زوجہ کی خطا معاف کی تو اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر مین جا اور دریائے خون رواں کے کنارے سے تا لیشتہ فنا اور گنبد نور میدان صاف کرا دینا بیابان اور کوہستان سب برابر اور ہموار ہون جو درخت میدان میں ہون کٹوا ڈالنا اور جھنڈیان اکھڑوا دینا صحرا برنگ آئینہ پاک و صاف ہون کنکر پتھر وغیرہ کا نام نہ رہے زمین مسطح ہو کہ تمام ناظمان طلسم وہان آ کر اترین گے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمرو ضرور قتل ہوگا جسکو دعوی اسکے چھڑا لینے کا ہو وہ ہوشیار ہو رہے وزیر حسب ارشاد بادشاہ شاد شاد وہان سے روانہ ہوا اور پہلے اس دشت دلکشا کی طرف کہ جہان زوجہ نے اسکی یہ چمنستان بنا کر اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا اول مین لکھا گیا ہے کہ گلچین بخوف عتاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا مین بنا کر پھول بنکر شاخ شجر مین لٹکی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اسکا شوہر ہے اور اسکے سحر سے ماہر ہے بوئے گل کے تیلے اسکی خبر کو اسنے روانہ کیے کچھ دیر مین مشام جان اسکا بوئے خبر سے معطر ہوا کہ اس دشت مین تیری زوجہ گلبدن ہے یہ اسی جنگل مین آیا اور ہیئتیں ایک گلشن پھولون سے رنگین و پر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہو چکا بس

اس مقام فرحت بخش پر ٹھہر کر بزبان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ اے گل باغ عشرت تو کس نہال مین پھولی ہے کہ بہار گلبین عالم تیرے ہجر مین بھولی ہے اے بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہے کہ تیرے فراق مین فوج خزان غالم نے ساری بہار لوٹی ہے **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| نشاط افزا ہے بزم عیش وعشرت | کدھر ہے اے گل گلزار خوبی | کہان ہے رونق بازار خوبی |
| تو پھر صورت کہان ہے زندگی کی | سراپا صورت آرام و راحت | جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی |

یہ تو اس طرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور **گلچین** نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی تو وہ شاخ شجر سے چھوٹ کر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی تھی احتیاج سے فارغ ہو کر قریب سحر پھر درخت کا پھول بن جاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دیکر میرے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بنا کر کسی ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشہ مین سامنے شوہر کے نہ آئی جب **باغبان** اس گلستان مین کچھ دیر ٹھہرا اور اسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگاؤ سے آکر بیٹھا اس نے خوب پہچان کر برنگ بوے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹ کر شوہر کی گود مین گری اور غنچہ سان وہ گل کھلکھلا کر ہنسی اور زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ گودی مین سیان کی گیندا ہو جاونگی **باغبان** نے اُس پھول کو اُٹھانا چاہا تھا کہ اسنے صورت اصلی بنائی اور شوہر کے گلے کا ہار ہوئی باہین گردن مین ڈال دین اور اشک شبنم سے چمنستان حسن کو اپنے سینچنے لگی شوہر بھی اُسکا رو دیا پھر تمام ماجرا بادشاہ کی خطا معاف کرنے کا اور قتل **عمرو** کے انتظام کرنے کا حکم ملنا اُس سے بیان کیا زوجہ نے جواب دیا کہ تم نے پھر میرے جلانے کی باتین کرنا شروع کین **عمرو** کے قتل کا انتظام مین نہ کرنے دونگی عیارون کے ہاتھ سے تمکو خدا بچائے یہ تم نے اقرار ہی کیون کیا کہ مین بندوبست کرونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کرین ہماری مجال ہے کہ جو حکم بادشاہ دے اور ہم نہ مانین بی بی نے کہا تم جانو تمھارا کام جانے اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ کہکر اپنی گود پھیلا کر پکاری کہ اے میرے سامری میرے خاوند کی جلد ہی بچاؤ میرے جمشید میری مدد کو آؤ یہ بادشاہ نگوڑا کیسا میرے وارث کا دشمن ہو گیا ہاے مجکو کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکلجاؤن وزیر نے کہا اے بی بی بادشاہ کی شان مین کچھ نہ کہو ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے ایسا نہو کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو مین انتظام کرنے نہ جاؤنگا یہ کہہ کر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت مین لایا اُسنے آتے ہی گھر مین آرام و راحت کا سامان مہیا فرمایا باغ مین گویا فصل گل آئی بہار صحبت دوبارہ مل آئی کنیزون نے حمام گرم کیا وزیر و زوجۂ وزیر نے حمام کر کے لباس پر تکلف زیب بدن فرمایا رقاصون کو بُلایا تا دیر ناچ گانے کی کیفیت دیکھی پھر تخلیہ ہو گیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے۔ **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| اشارون سے تمنائین ہویدا | نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا | لپٹ کر عاشق دلدار چومے |
| جبین و ابرو و رخسار چومے | مزے دینے لگی آواز قلقل | ہوا لائی شمیم زلف سنبل |
| نگاہون سے ملین باہم نگاہین | محبت کی کھلین آپس مین راہین | لیا آغوش مین بانو کو اُسنے |

کیا فرش بدن زانو کو اُسنے
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے
ہتی مے سے ہوئی آغوش مینا

نگاہون نے چھپایا چہرہ یار
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
فراغت پائی ناز شوق اُٹھا کر

ہوئین رُخ پر نقاب حُسن دلدار
لپٹ کر ملگیا سینہ سے سینا
اُداسی آئی روے مدعا پر

یہ دونون پھر اُٹھ کر حمام مین گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھکر براے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی کنیزین ہمراہ لیکر خدمت حیرت مین چلی غرض یہ دونون بارگاہ بانوے شاہ طلسم مین آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے جمشید و سامری و گاے کے بچھڑے کی جو سال بھر کے بعد باتین کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کرونگا ساٹھ ہزار ناظمان قلعہ ہاے طلسم جو قتل ہونے سے بچ گئے ہین اونکو نامے پہلے بھیج چکے ہین وہ سب آتے ہین آپ تیاری فرمائیے ملکہ یہ سنکر گھبراگئی اور بولی کہ تم سچ کہتے ہو ملک پشتیبان بھی آچکا ہے شاہ ضرور اُس ناعیار کو ہلاک فرماینگے وزیر نے کہا اے ملکہ پشتیبان بھی اس طرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے اب بیشک بازار موت کا گرم ہوگا اسی گفتگو مین شکوہ نے پوچھا کہ چالاک کون ہے ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کا اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہے یا نام ہی اُسکا چالاک ہے وزیر نے کہا نہین نام ہی یہ ہے شکوہ نے کہا تو اے ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہوجائے ملکہ نے اُسی وقت افسر کو بیلدارون کے بُلا کر حکم دیا کہ جا کر کنارے دریاے سحر یکے تا گنبد نور اوراشتہ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحرون کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیان گرا کر درخت جلادین ہوا چلا کر گرد و غبار اُڑا دین لیکن تم غار و مغاک وغیرہ برابر کرو نشیب و فراز ہموار ہوسکے جا کر آبپاشی کرین درختون مین گیند لٹکا دیے جائین پہاڑون کے درے آئینہ کی طرح مصفا ہون بیلدار یہ حکم سنکر روانہ ہوے جمعدار بیلدارون کا سر پر سُرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغہ لگائے ساتھ ہوے پیمایش جاننے والے جریب تختہ مسطح لیکر چلے اور ہزارہا ساحر منتظم بھی روانہ ہوے ملکہ خود اُٹھ کر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کرا کے درخیمہ پر کرسی بچھا کر بیٹھی وزیر اور اسکی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو ملخ راہ تھے کٹوا ڈالے گئے باقی جو رہے اُن کی سر تراشی کیگئی بادلے سے منڈھے گئے قمقمے اور گیند بلور کے رنگین لٹکا دیے پہاڑون کے درے اس طرح کھلے کہ جیسے فیاضون کے دل کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے داغ بیلین پڑ گئین جواہر کان سے رکھ دیے گئے جنمین درخت پھولون کے لگے تھے پہاڑون سے جھرنا جو جھڑتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون کھُدنے لگین نہرون کی لب گردان ہر ایک پختہ کر کے استرکاری رنگ برنگ کی کردی گئی کنارے کنارے جانوران آبی بگلے بط قاز و مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر چھوڑ دیے جو جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے درختون پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو ٹیکرے تھے اُنکو چھانٹ کر مثل میل کے بنا دیا درختون کی بیلون کو اُن پر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کو پھولدار درخت لگا کر گلدستہ کردیا درہ ہاے کوہ مین رستہ کردیا اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا نہرین کہکشان

فلک پر طعنہ زن ٹیکرے سے برج سنبلہ پر خشک فگن صفائی پر میدان کی آئینۂ آفتاب غیرت سے کمدر نظر آتا قمقمون کو دیکھ کر بدرکامل داغ دکھاتا درخت جو بادنے سے منڈھے گئے تھے شاہد بہار نے کپڑے بڑے بڑے تھے تھیلیان جو اثمار پر چڑھی تھین معشوقون کی انگیا کو شرماتی تھین طائر جواہر کے جو نغمہ سنج تھے دافع خفقان و رنج تھے داغ بلبلین معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہو جانیکا سودا سر مین رکھتی تھین چمنستان مین کلیان مثل دہان جانان ہنستی تھین بہاڑون سے جھرنا جھرتا تھا یا دامن صحرا کو بہار موتیون سے بھرتا تھا ابر کے روے ہوا پر چھائے بہار کی داغ پر طاؤسان مست ناچتے تھے ہر سمت آرائش و زیبائش جان غمگین کی آسائش **نظم**

جو کوئی پہونچا وہان نور کا سامان دیکھا
گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
جسکو ایوان فلک کیسے وہ ایوان دیکھا
آنکھ حورون پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا

فرش تا دور خزو اطلس و کمخواب کا تھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

چلمنین نور کی چھوٹی تھین درون مین نایاب
صاف چلمن سے عیان زیور و ملبوس کی تاب
انگنین تھے ایسے حسین جنپہ تصدق تھا شباب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ چہرے تھے گلاب

نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تھی
مشک کی بو گئی پردون مین نہان ہوتی تھی

بارگاہین اور سرا پردے دور تک نصب ہوگئے ملکہ حیرت مع ہزار ہا کنیز وانیس کے ایسا کچھ انتظام کرکے انتظار آمد مہمانان ہوئی کہ یکایک گرد سے خورشید پنہان ہوا نوبت و نقارے روے ہوا پر بجتے سنائی دیے دنیا ساری درہم و برہم نظر آئی ہر سمت باجون اور نفیرون و بوقون کا شور ایسا تھا گویا ہزار ہا صور پھنکا طائران صحرا اور اژدرون کسے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخ پوشون کا غول ہویدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہین زرد پوشون کا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خوف سے دنیا زرد ہوئی ہے کسی جا سبز پوش جمع تھے تو صاف پیدا تھا کہ زہر سم عالم مین اتر کر گیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے کسی جانب سیاہ پوش جادوگرنیان جنسے اندھیر جہان مین پیدا شیران تریان سے بیشۂ عالم بھر گیا فیلان سحر سے سارا زمانہ کجلی بن ہوا اژدہون نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا اب ہفت آباد اسکا نام کردیا حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آمد مالکان دربند کی شروع ہوئی نقیبون کے للکارنے کی صدا آئی نقارون کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزار ہا نشان جنکے پرچم رنگ برنگ کے ہوا مین اڑتے نظر آئے تعریف ان پر سامری و جمشید اور گوسالہ کی لکھی تھی ساحران اژدر سوار ہاتھون مین لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پرند کوتل دکھائی دیے پھر ہزارون فیل جنپر ہودجہائے زرنگار و عماری ہائے طرحدار رکھی تھین ظاہر ہوے جھالر کی جھریون مین موتیون کی ٹکی پیشانی ہر فیل کی زنگی ہوئی ان کے ظاہر ہوتے ہی پالکیان نالکیان مغرق زرکار ظاہر ہوئین پھر ہزارون سانڈنیان سجی ہوئی چھم چھم کرتی نکلین اور رکڑکا روے ہوا پر ہونے لگا عضبا اور خاص بردار غول باندھے روے ہوا پر اڑتے نکل گئے پھر سقاے ابر چھڑکاؤ کرتے نکلے اور ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان منقلونمین عود و عنبر سلگائے ظاہر ہوئین لخلخے کے لوٹون نے مشام دہر بسا دیا اس

تجمل اور جلوس کے بعد اژدہوں پر تخت کھنچے جواہر کے بنگلے بڑے شاہان قلعہ تختوں پر بیٹھے بعض طاؤسان زرین بال پر سوار بعض ہاتھیوں پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اور اژدہے اسباب سحر و ساحری ہمراہ تختوں کے کونوں پر برچیان بنین انمین تھالیان سونے کی رکھین تھالیوں مین انڈے۔ چھپا لیا بسپاری نوکدار لونگین۔ ماش۔ آک دھتورے کے پھل۔ ماش کا آٹا سیندور کی ٹڑیان۔ گوگل مشک۔ زعفران الائچیان۔ کالی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب بدن کیے تاج گوہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے کسی کے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کسی کے ساتھ ستر ہزار کوئی لاکھ ساحروں کی جمعیت سے ساحران لشکر باز و بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے ترسول بیسے گنور جندن کے لگائے کلچٹریان بھنگ کے بھینٹ دینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہائے خوک گود مین بٹھائے صورتین سحر سے ہیبتناک بنائے آئے کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا کسی کا منھ شیر کا ایسا تھا کوئی فیلتن کوئی کرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر روئین تن جادوگر شہزادیان بعض جوان بعض مسن۔ جو مسن تھین وہ مہیب صورتین بنائے تھین کسی کے چار منھ دس ہاتھ کسی کے دس سر اور چار ہاتھ ہر سر مین کئی منھ جلنے شعلے نکلتے ہوے سر مثل شمع روشن روئین بتی کی طرح جلتے نوجوان شہزادیان آسمان حسن مہر تابان جسم منور انکا برنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھ کر حیران رہے گل انکے رخساروں پر نظر کر کے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھ کر سدا اول بستہ دو ٹکڑے ہونے پر آمادہ بستہ اسی دھن کی گالیوں سے دل ہر عشاق کا بستا گردن بران کی جو نظر پڑ جائے کیسا ہی بہادر ہو مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جائے چھاتیوں کی نوکین برچھی کی نوکوں پر طعن کرتین بہادران معرکۂ عشق کے سینوں مین گڑ گئین سرو قدان گلشن عالم ان کے قد رباتو ملاحظہ کر کے دنیا سے آزاد سرو و شمشاد باغ عالم مین ہمیشہ برباد یہ سب جوان و پیر بصد حسن و زیبائش ایک کے بعد ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکی تھی کہ دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرائش سواریوں کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین ہلچل پڑی تھی تین چار دن تک برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا اُتار رہا

نظم

ہوا پر بھی یہ کثرت ساحران
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار
ہوا تھا زمانے مین محشر عیان
نہ یہ جانتا تھا کوئی کس جا ہین ہم
کسی سمت تھی اژدروں کی قطار
کہ دل سے کسی کے ہو جیسے لگی
زمانے مین غل ایسا کچھ مچ گیا

کہ تھا تیرہ و تار روشن جہان
بہت چرخ مکار حیران تھا
یہ غل تھا کہ دنیا نے کی تھی فغان
زمانہ ہوا تھا جو تیرہ سیاہ
اگلتی تھی زہر اور تھی شعلہ بار
اڑے طائر سحر تھے اسقدر
فلک ماہ سے پنبہ درگوش تھا

زمین کو تزلزل تھا یون آشکار
کیے پر وہ اپنے پشیمان تھا
اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
سیہ روز پیش آیا تھا بہر شاہ
ہوئی تیز یون آتش سحر بھی
نکالے تھے دنیا نے اڑنے کو پر

ہر ایک لشکر کے ساتھ بہیر و بنگاہ خیمہ

بارگاہ مین اژدر دن پہ بار ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ اہلکارون مین شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے جو کوئی آتا جاکر مقام پاکیزہ پہ اُتروادیتے باغبان اور اُسکی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزین پہونچاتین ملکہ حیرت کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکۂ مذکور بھی آٹھ پہر مین چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام مین مصروف رہتی آخر تمام ناظمون کی بارگاہین استادہ ہوئین اور لشکر اُترے پڑاؤ پڑ گئے بازار ہین ہر ایک لشکر مین کھلگئین منزلون تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلا لگا تھا دکانین کھلی تھین تاجر بھی ہر دیار و امصار سے ہمراہ ناظمون کے آئے کبھی کاہیکو ایسا جماؤ ہوا تھا یہ مجمع طلسم مین کسی کی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے دمبدم بجتے تھے اور دوکاندار پھیری پھرتے تھے کہین حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بناکے تھالون مین لگا کے نکلے تھے گلابی حلوا سوہن کی صدا آتی تھی بزازہ صرافہ کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہین شیشہ موتی والے بیٹھے تھے کہین ہنڈولا گڑا تھا کسی جانب بازیگر بازی کر رہا تھا نٹنیان ناچتی تھین سوانگ ہو رہا تھا غول کے غول ساحرون کے پھر رہے ہین ہر ایک خیمے مین ناچ ہو رہا ہے بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے نکلے ہین کلوار کی دوکان پہ جماؤ تھا شراب پی کر بدمست لڑکھڑاتے ہین بعضے ڈکار رہے ہین کوئی کہتا ہے ابے ایک گھونٹ اور دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہے کہین چوسر ہوتی ہے کہین توتری کا داؤن لگ رہا ہے کہین جھجھنے کا ڈھیر ہے کہین مٹر کے دانون کے ہار ہین کسی جا پنکھیان اور میانے بک رہے ہین چار طرف پیادے کوتوالی کے پھرتے ہین کوتوال گشت کو اُٹھا ہے جہان قضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے کسی شرابی کو باندھ لیا ہے کسی سے دھمکا کے کچھ لے لیا ہے کسی کو دھمکایا دو روپے وصول کر لیئے ہین نرسنگا پھنکتا ہے کہین تلوار چلی ہے ایک دو زخمی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیئے جاتے ہین ایک آدھ رنڈی پکڑی گئی ہے نائکہ اُسکی پانچے پھڑکاتی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہے یار آشنا کا غول ترکین بتاتا ساتھ ہے کسی کا لڑکا کھو گیا ہے ڈھونڈھ رہا ہے فقیر بازارون مین جمشید۔ سامری۔ لقا کا واسطہ دلا رہا ہے کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے ہین چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھینکتا جاتا ہے دس بیس اندھے گھڑا بجا کر گا رہے ہین دس بیس ساحر بھجن کر رہے ہین ہر مقام پر سحر ہو رہا ہے گوگل تیل رال سیندور کی چراہند آرہی ہے آگ دھتورے کے پھل اُچھل رہے ہین جوگیون پر بیٹھے ہین آگ دہک رہی ہے گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہے ایک طرف سوارون کی لین مین غل مچا ہے کوئی گھوڑا چھوٹکر گھوڑی پر جا پڑا ہے کہین پیادے بسترون پر سپر تلوار کھڑکھڑا رہے ہین قرابینون کے پائے چڑھا رہے ہین آستین باندھے گھورم گھار کر رہے ہین کسی طرف مجھولیان رنڈیون کی کھڑی ہین۔ تماش بین جمع ہین کوئی دور سے رنڈی پر آوازے کستا ہے کوئی اشارے کر رہا ہے کہین بھنگ گھٹتی ہے سو پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کسی جگہ ڈھنڈھی بجتی ہے کہین شعر خوانی ہو رہی ہے طرے گا رہے ہین سیکڑون جادوگرنیان پنچ قوم بیسار انگ کا گہنا انگوٹ بچھوے کڑیان خرید رہی ہین ہر سمت غل و شور برپا ہے مونڈ چڑے فقیر دکانون پر کھڑے گلون مین تسمے باندھے ہوئے ہاتھون مین استرے سر چرا لہو بہتا ہاتھون مین سنٹنے

لیے لنگوٹا باندھے ہوئے نشیمن باہر نکلی ہوئین جھومتے ہین تالابون مین جادوگر جادوگرنیان نہاتے وان ٹین جمشید کے نام پہ کرتے کٹورا ہر سمت کھنکتا گنج آباد جھنڈے استادہ اُدھر شاہان طلسم بارگاہون مین تخت پر جلوہ فرما ناچ سامنے ہوتا دور شراب ناب جلسہ رنگ در باب آغاز حیرت کے یہان سے خوان دعوت کے ہر ایک کے میلے جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکارین ایک جا ساٹھ ہزار دربار لگے زمین بارگاہ وخیام سے بھر گیا تھا کہ

**نظم**

تھی کوئی نہ چیز واں پہ مفقود
سامان جہان بھر کا موجود
آراستہ ہر جگہ بہت خوب
جو شے تھی وہان وہ تھی خوش اسلوب
جو خیمہ تھا منزل قمر تھا
خیمہ نہین نور کا وہ گھر تھا
پیدا عجب اژدہام مردم
ہر سمت ہجوم عام مردم
آراستہ ہر طرف دکانین
دلالون کی اور رہی زبانین
تھے جمع ہر اک طرف فسون ساز
موجود فسون کا ہر طرف ساز

یہ سب تو بعشرت تمام تر اس مقام پر اُترے اُدھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم مہرخ کو ظاہر ہوا مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہو کر تماشا دیکھنے لگی پھر اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا اُنکے افسرون کو حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جا کر جنگ آغاز کردن کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہین آیا ہے پھر آگئے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال مین چند قدم چلی تھی کہ صدائے مہیب آئی اور چارسو غنچہ پیدا ہوا ہزارہا پھول گلاب کے برسنے لگے طائرون نے صدا دی کہ بہار آئی بہار آئی سب ساحر اوپر دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اُس بہار عالم کی جان سردار معشوقان یعنی ملکہ بہار دلستان کو سوار دیکھا کہ پھولونکا گہنا پہنے ہے ہاتھون مین گل طرہ کی چھڑی ہے چار ہزار جادوگرنیان ہمراہ ہین اُس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کوہ ادام مین گئی تھی کہ وہ مقام اُس شقی کی سکونت کا ہے اور حال اُس مقام کا بھی تصریح وار تحریر ہو چکا چنانچہ یہ رشک چمن جب وہان گئی سحر اپنا تیار کرکے اب مراجعت فرما ہوئی مہرخ تخت سے اُترکر اُس سے ملی اور کہا اچھے وقت آگئین کہ آخر وقت مین تمنے ہمین اور ہمنے تمھین دیکھ لیا ہمتو مرنے کو چلے تھے یہ کہکر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اس لشکر کثیر کے مقابلے ایسی ہے کہ جیسے دال مین نمک کہان کروڑون اور کہان پانچ لاکھ لیکن لڑکر ہم مرجائین گے دنیا مین نام کر جائینگے بہار نے جواب دیا کہ مین ہر حال مین شریک ہون جو تمھارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سُنی **ملکہ ماہ زنگ روئین تن و خونخوار دیو گوش** شاہ طلسم کے پاس گئے اُنکے قلعے میرے ملک سے قریب ہین مین نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہین یہ کیفیت معلوم کر کے مین بھی بتعجیل عجیل روانہ ہوئی یہان پہونچکر آپ کو آمادہ مرگ پایا اے ملکہ میری رائے یہ ہے کہ اپنی جانب سے جنگ مین پیش قدمی نہ کرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو کہ پردۂ غیب سے

کیا ظہور میں آتا ہے مہرخ نے کہا یہ جی چاہتا ہے کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مر جائیے اسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہے اور اس مرنے میں گویا تمام عمر جیتے رہیں گے لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے جان دینے کا موقع اور محل ہے کیا بعید ہے کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ رہا ہو جائیں تس پہ کہ بمقتضائے ابیات

گل ہو کے ہنسا وہ بے تامل | تن کو جو ہلال نے گھٹایا | دلگیر رہا جو غنچہ گل کو
غم سے جو کمان ہوئی زلیخا | آخر کو جوان ہوئی زلیخا | آخر کو وہ بدر بن کے آیا
آخر کو ہے بعد رنج راحت | اللہ کرے گا رحم ہمیشہ | زیبا نہیں شکوۂ مصیبت
| | فریاد میں ہے اثر مقرر

اس کے سمجھانے سے مہرخ پھری اور لشکر کو حکم دیا کہ نصف لشکر کمر کھولے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے اس لیے کہ غفلت میں حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ پہونچے حسب ارشاد لشکری اسی طرح کاربند ہوئے اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اسوقت ہزاروں طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے کہا کہ لشکر حیرت میں آج بڑی خوشی ہے ہم سب بھی جان دینگے پھر آخر مرنا ہے آج کی شب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ خوب داد عیش و کامرانی دیں اور تمام رات جشن کریں جسمیں دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت ان کو ہے جو اتنی بڑی فوج کا اندیشہ نہیں کرتے ہیں اور نہایت محظوظ و خرم ہیں مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت ساحروں کو حکم دیا کہ صحرا میں چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت مہیا ہو حسب ارشاد مختار کارخانہ سلطنت انتظام میں مصروف ہوئے عیار بھی یہاں اس لیے موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بیدل ہو کر بھاگ جائے اور علاوہ برین عیاری کرنے کس پر جائیں ایک دو ساحر ہوں تو اُن پر دست اندازی کریں لاکھوں کروروں کو کیونکر ہلاک کریں چنانچہ عیاری ایسے وقت میں کرنا بے سود سمجھ کر اپنے ہی لشکر کی نگران حال رہے اور تیاری سامان مسرت میں مشغول ہوئے قران بھی صحرا سے یہاں آگیا غرضکہ اپنی جانب جو بیشہ و کوہستان میں واقع ہوا تھا اسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی سونے کی ٹٹیاں استادہ کرائیں آتشبازی گڑ گئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزارہا آئینہ منقش کے لٹکا دیے فرش قاقم و سنجاب کنارے نہروں کے بچھا دیا عالمگیرے باسلک مروارید استادہ ہوئے مسندیں مغرق زرتار بچھ گئیں ہزارہا کشتیاں شراب کی لگا دی گئیں صدہا طائفے ٹولیاں مہر طلعت کے حاضر ہوئے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ و چشم شائقان سے نور ماہ تابان لیستان نور حسن جانان دست و گریبان ہوا اور آفتاب درخشان مقید ہو کر مثل عمر و برج ظلمت شب میں پنہان ہوا ناظمان قلعہ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا

نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا | فروغ مہر دامن میں چھپایا
سیاہی مثل زلف یار پھیلی | تماشا دیکھنے آئی تھی لیلی

شام ہوتے ہی دشت میں ہزارہا قندیل روشن ہو گئی جھاڑ فرشی فروغ پذیر ہوئے دشت میں شاہد بہار کے نصیب چمکے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ کبھی پیر گردون کو خواب میں بھی دیکھنا نصیب نہوئی جنگل میں گل پھولے تھے طائر آشیانہ بھولے تھے فصل بہاری کا جوش تھا بلبل کا خروش تھا ہر شاخ بلبل دل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر تقدیر نقش باطل تھی

جو شجر وہان تھا رشک طوبےٰ تھا طوطیون کا بھی طوطی بولتا تھا ہوا اُس بیشۂ فرحت افزا کی جان بخش گلہاے خاطر پژمردہ پھول کی طرح سے غنچۂ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت دہر پر طعنہ زن مچھلیان رنگ رنگ کی آسمین تیرتین سو جان سے حوت فلک اُن پر نثار مہتاب کا دل تصدق ایسی لہری چادر آبشار کنارے انکے روشن نسو نسو بتی کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ بور روشن تھے فروغ افزاے تقدیر درخت ایمن تھے ٹیکرون پر اور قلعہ ہاے کوہ پر جو روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور بروے فرش تھا قمقمون اور گیند ہاے بلورین پر نثار گوہر عقد پروین زمین پر مشجری فرش کی تزئین دور تک کھلا ہوا نگار خانہ چین کرسی کی کیا احتیاج مرح پرسی ہر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر اللہ کا سایہ پلنگ زرنگار ہر سمت تخت کاؤس جنکے پایہ مین چوب ناتراشیدہ و ناکاستہ ہر خیمہ خیمۂ آسمان سے رتبہ مین بلند پردے اُن مین بظاہر گرے پڑے باطن مین سر بلند ہانڈیان بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش اُن کی بتیان مسندین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان دیتین زمین کو ہر بار سامنے اُن کے چنگیرین رکھین باغ د بہار دل کا پتا دیتین چوگھڑے ایسے جنکے مقابل نفاست و زینت پانی بھرے ساغر ہاے زرین جام جمشید کو کم ظرف کہتے بوتلون کے سامنے جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے گلابیان بادۂ گلگون سے لبریز جنکے سامنے تریاکی بوتل ریزہ ریز ہر سمت ناہید طلعتان اور مہر پیکرون کا مجمع غنچہ دہنون کا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی روح خضر بھٹکی ہوئی ایک ایک نازنین بقصد تزئین سرگرم اہتمام جشن مین رشک ماہ تمام شاخ ابرو جنکی تلوار پھل مژگان کا نام تیر اجل زلف سنبل کی طرح بہار گیسو جو نوبہاران باغ عالم دیکھین پیچ مین پڑین سوکھ کے کانٹا ہو جائین رخ پریان کے شمس و قمر بلاگردان کیا وصف کیا جاے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا یہ آرائش و زیبائش جشن کیکاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت مین برنگ نخل جم جاتے خبر اس جشن کی سُن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سرگرم نظارہ تھا نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
ایسا کوئی دوسرا نہین ہے
تھی بوے شراب روح پرور
اُس دشت مین خلد کی ہوا تھی

جسمین کہ یہ ساز تھے یہ سامان
آراستہ وہ جگہ تھی نایاب
آنکھون کو نصیب دور ساغر
دیکھے نہین فرش روشن ایسے

اوصاف کی انتہا نہین ہے
پُرنور ریسان برج مہتاب
سر سبز وہ جاے دلکشا تھی
گل تکیے تھے مہر و ماہ جنکے

ملکہ مہرخ و بہار و مخمور و سرخمو بعد درستی مقام جشن مع سردارون کے آکر مسندون پر رونق افروز ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصون نے ناچنا اور مطربان خوش گلو نے گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا یہ جلسۂ عیش و مسرت ـ نظم

وہان چاردانگ طرف شادی کی تھی دھوم
گلی بزم عروسانہ بنی ہے

نشان رنج و غم دُنیا سے معدوم
مہیا ہر طرف اسباب شادی

دکانون پر ہجوم روشنی ہے
کھلا روے جہان پر باب شادی

سجے تھے چار سو نقار خانے
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت
کنول اور جھاڑ روشن اُس مکان مین
پے خدمت مہیا سب وہان پر
دھرین قابین مرصع کار اُسپر
پھر آئے ساز و سامان لیکے نقال
نہو گی لولی چرخ اُن سے بہتر
نہ ایسے ساز تھے آنکھونسے دیکھے

ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
ستارے جیسے سقف آسمان مین
بچھا تھا ایک دستر خوان عالی
طلائی اور چاندی کی برابر
جمایا رنگ گانے والیون نے
نہ تھا روئے زمین پر اُنکا ہمسر

عجب نکھرے ہوئے ارکان دولت
کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
خواصین ماہرو خورشید پیکر
چنی ہر ایک شئے اُس پر نرالی
ہوئے کھانے سے جبدم فارغ البال
بیان ہو کیا قلم سے وصف اُنکے
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے

یہ سب تو اسطرح بعشرت تمام مسرت بیٹھی ہین اُدھر حیرت کے یہان بڑی تیاری تھی منزلون تک روشنی اُدھر بھی تھی ادھر بھی تھی سارے طلسم مین رات کا دن ہو گیا تھا حیرت خلعت ہزارہا دے رہی تھی سردار مالا مال ہو گئے تھے جابجا آرہ کش تسمہ کش جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے چبوترے رنگ کے بنے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اونچا بنایا تھا اُسکے گرد سحر کے ماتس بوئے تھے اور ایک سولی کھڑی کی تھی کہ اُسپر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائین گے ادھر طائران سحر یہ خبرین پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی عیار بھی حاضر تھے وہ کہتے تھے کہ اے ملکہ کہو کیا ارادہ ہی یہ جواب دیتی کہ آج کی شب غنیمت ہے صبح جانب ملک عدم کوچ ہے ہم جسوقت سنین گے کہ عمرو کو برج غضب سے نکالا ہی اُسی وقت جا پڑین گے یا تو چھڑا لائے یا مارے گئے قران نے کہا پہلے ہی سے کیون نہ چلکر اُس برج پر گرو ملکہ نے کہا اُس برج تک کسکا مقدور ہی جو جا سکے قران نے کہا کوئی نہ جا سکے گا تو وہ ضرور جائین گے بہار نے کہا وہ کون اُسنے کہا مولا مشکلکشا علی شیر خدا علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی سب شہزادیون نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالون پر اُنگلیان چڑ چڑ چٹکائین کہ یا مولا تمھارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا آسان کر دو یہ کہکر سب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے رو رو کے کھڑے ہو گئے کہا بیشک ہمارے مولا مدد کرینگے اسی ہنگامے مین عیارنبچیون کا حال سنیے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئین اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ اے بہن ابکی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہے شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہے کہ خواجہ قتل ہو جائین مین سچ کہون مجکو بڑا رنج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا واری آپکو رنج نہ ہوگا تو کس کو ہوگا سچ ہے مقام ہی رنج کا ہی صرصر نے غصہ مین آکر کہا مین نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو یہ سمجھی کہ مین عمرو کی عاشق ہون تو لگی طعن کرنے اُسنے کہا نہین صدقے گئی طعن مین نہین کرتی ہون سچ ہی کہ اُس کے عیار اور اُس کے شاگردون نے بارہا ہمکو زیر کیا لیکن قتل نہین کیا اور حق تو یہ ہے کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے مین نہین ہی اب عیاری کا چراغ گل ہو جائیگا صرصر نے یہ باتین جب سنین غصہ جاتا رہا اور کہا اے لو اور اچلکر دیکھنا چاہیے کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ مین ہین اور کیا تدبیر کر رہے ہین کیونکہ عمرو ہی کی زندگی سے سب کی زندگی ہی بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائین گے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ

وہان سے دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہوکر باہم مشورہ کیا کہ ان لوگون کو تو
کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہی یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر مستحکم اُنھون نے کی ہو اچھا اب ان کے
دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا جلسہ دکھانے کو کیا ہو یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی
ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اُنھون
نے کہا ہم اسی اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے بارے آج طالع یاور ہوے
جو حضور مین حاضر ہوے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہی تمھارا ہے بیٹھو یہ دونون ایک مقام پر بیٹھین اور ناچ دیکھنے لگین
قران عیار ملکہ سے باتین کرکے کسی طرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا ان دونون کو بیٹھے دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ
یہ دونون عیار بچیان ہین چنانچہ پہچان کر پھر باہر چلا گیا اور بارگاہ کا سراچہ پھاڑ کر جگہ سے ان دونون کے
سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ نے اسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیار
بچیون نے جو سُنا گردن اُٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا جان
نکلنی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو کولے مین داب لیا اور ذرا زور جو کیا صرصر
چلائی کہ ارے موے میری پسلیان ٹوٹین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران
نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران نے پکار کر کہا کہ اے صرصر اگر آج کی شب تو نے ارادہ عیاری
کا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہون یا خوش ہون مین تجکو مار ڈالونگا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نچھوڑونگا
صرصر یہ سنتی ہوئی دور نکل گئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی کہ ان موئون کو ذرا رنج نہین ہے مقرر یہ
خواجہ کو چھڑا لین گے اس نے کہا واری اس موے کالیئے نے قسم کھائی ہو اب یہان نہ آئیے گا نہین
تو وہ ہرگز نہ بھونچائیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین مگر ضرغام و جانسوز ان کے تعاقب مین
چلے کہ بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کر لین کہ یہ بروقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی
چنانچہ ان کے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجیے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران شمشیر زن
بیان کیا جاتا ہو کہ ملکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی اور تمام
احوال یہان کا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈھورا پٹ گیا ہے اب کچھ ان کے قتل مین دیر
نہین ہے ملکہ مذکور نے سب حقیقت سُن کر دل سے غور کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہو گیا تو بڑا غضب ہو جلد
لشکرکشی کرنا چاہیے بس جس دامن کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لے کر گوندھی اور
اس کے پتلے بنائے اور سحر کے پیرائے پیٹ مین بٹھائے اور انھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم
کو ہمارے اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لے کر طلسم ہوشربا آؤ پتلہ ہائے گلی ہزار در ہزار اڑکر
روانہ ہوے اور مالکان دربند کو طلسم نور افشان کے حکم ملکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور ناظر تیاری
کر کے روانہ ہوے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر تھے چنانچہ نام ان شاہان دربند کے یہ ہین۔

ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو۔ ملکہ طوفان آسمان نشین جادو۔ ملکہ مشیر بن معمار کوہ فگن جادو
ملکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو ملکہ قرناس بن خونخوار روئین تن جادو ملکہ طول بن دراز
اژدر خوار جادو ملکہ کلان بن قہر خرس دندان جادو ملکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو ملکہ لرزان
بن زلزلہ تیر افگن جادو ملکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو ملکہ نسیم بن صبای ستارہ چشم جادو
ملکہ کمیت بن کوہ فیل پیشانی جادو ملکہ نسرین گلگون بدن جادو ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو۔ ملکہ
نازک بدن کاکل کشای جادو۔ ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو۔ ملکہ سلیمان زرین ہیکل جادو
ملکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو۔ ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو۔ ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت
جادو۔ ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو۔ ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو ملکہ گوہر بدن زہر دپوش جادو۔
ملکہ خورشید افگن جادو ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو ملکہ محبوب نارنجی پوش جادو ملکہ سلطان شعلہ افگن
جادو ملکہ مہوگیسو دراز جادو ملکہ زہرہ تاجدار جادو۔ ملکہ یاسمن تاجدار جادو۔ ملکہ ہمائے تاجدار
جادو۔ ملک کامل کوتاہ چشم جادو ملک قلادے یا بار سرکش ملک سہراب تاجدار جادو۔
ملک ببر سوار تاجدار جادو۔ ملک سنجر تاجدار جادو۔ ملک منجر شاہ تاجدار جادو۔ ملک
فیروز رخ جادو۔ ملکہ شہزور آسمان شگاف جادو۔ ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو۔ ملکہ
ناوک پران روئین تن جادو۔ ملکہ قمر سپہر انجم سپاہ جادو۔ ملکہ نوطرزہ زہر دپوش جادو۔ ملک
مہیب دیو سوار جادو۔ ملک بہرام مریخ افتخار جادو۔ ملک شورہ زار نمک پاش جادو
ملک فیلان بن خرس خرسان جادو۔ ملک صحرا نورد گرد باد آفرین جادو ملک عقرب خوار
زانو سیاہ جادو۔ ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو۔ ملک سحاب قطرہ زن جادو۔
ملک رعد آواز بلند جنگل جادو۔ اور علاوہ ان بادشاہوں کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر کہ مالک ہیں
وہ بھی روانہ ہوئے مثل ان کے قرار جادو۔ فرجام جادو القاس جادو عمران جادو۔ صدف جادو
ہدف جادو گوہر جادو اقدس جادو۔ محکم جادو۔ حاکم جادو۔ حکام جادو۔ محلوم جادو۔ آواز جادو
اغزار جادو۔ کاہن جادو۔ کھیل جادو۔ قائم جادو۔ مقیم جادو۔ مقام جادو۔ سرحن جادو۔

امثال جادو۔ طغیان جادو۔ یہ سب ساحران نامی لاکھوں جادوگران گرامی سے چلے روئے گیتی سیاہ ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا مرزان وزیر کے پاس اول یہ سب طلسم نور افشان مین جمع ہوے وزیر مذکور ان سب کو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوفہ مین چلا ملکہ منتظر آمد لشکر تھی کہ یکایک ابر زرد سرخ و سبز ظاہر ہوے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی روے ہوا ابر آیک اور دنیا لبسی ہوئی دکھائی دی اول مرزان وزیر نے آکر مجرا کیا پھر ہر ایک شاہ اور شہزادی آآکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم و کورنش ہوے ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر اپنا اپنا طیار رکھو مین سوار ہوتی ہوں برسم یلغر چلوں گی یہ حکم سنکر سلطان شعلہ بدن نے عرض کیا کہ آج کی شب جی چاہتا ہے کہ اس بیابان مین روشنی دیکھتے پھر ان نے کہا ہاں روشنی دیکھو گی یہ کہکر منھ پھیرا اور اختر مروارید بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی ہوگئی سب نے کہا اے ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر افراسیاب مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنے کا بہر قتل عمر و بیان کیا سب نے کہا جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب فرمایئے تو کوچ کر جائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہوں دیر نہین ہے یہ کہکر وزیر خوش تدبیر کی طرف دیکھا وہ تو سب سامان نے آیا ہی تھا اسنے اشارہ ملکہ دوران کا جب پایا خیمہ دل بادل نام اژدر پیکر پایا بارگاہ زربفتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت مین آگے بڑھی ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج پر از لعل و گوہر سر پر رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ **ابیات**

نخل گل باغ سلطنت ہے
ہے فصل ربیع کا وہ خورشید

فانوس چراغ سلطنت ہے
ہے نقطۂ گل یہ تاج زرتار

ہے اسکے سبب بہار جاوید
دور فلکی ہے خط پرکار

قباے فرمان روائی گو زیب جسم نازک فرماکر خاتم نگین دولت طرازی انگشت مین پہنی **نظم**

کیا مہر ہے مہر بادشاہی
ہے مہر سکوت اپنے لب پر

نقش رقم جہان پناہی
کچھ خاتم جسم سے نہین کم

ظاہر ہوتا ہے مہر کیونکر
ہے زیر نگین تمام عالم

اختر مروارید جوڑے مین رکھا نیچہ سحر ہاتھ مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت کھنچا تھا بنگلہ زمردنگار اسپر پڑا تھا تخت کے چارون کونون پر گلدستے جواہر آگین رکھے تھے کہ **ابیات**

تسلیم کو آسمان بھی خم ہے
زینده اگرچہ فرش پر ہے
رفعت مین بلند جیسے ہو بخت
اس فیل پہ ہو کوئی جو اسوار
تھا فوج مین اسطرح سرانجام
یہ پیش نظر جو آسمان ہے

گردون سے بلند پایہ اوسکا
رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہے
وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست
عیسے سے ہے سہل اسکو گفتار
جادو کا سجا تھا توپ خانہ
بیشک اسی سحر کا دھوان ہے

وہ تخت کہ مثل تخت جم ہے
ہے قطب فلک پہ سایہ اسکا
وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
مانند زمین تھا آسمان پست
بیٹھی سر تخت جب وہ گلفام
ٹھہرائے نہ کس طرح زمانہ
پیدا جو دھوئین مین تھے شرارے

| | | |
|---|---|---|
| گویا کہ ہین رات کو ستارے | گولے کرتے تھے کار دوزخ | دشمن کے لیئے شرار دوزخ |
| رہتا ہے کہان عدد کا انبوہ | آواز سے شق ہو جیب دل کوہ | فوج ایسی ہو شہریار اپنا |
| مغلوب ہون کیون نہ سپاہ اعدا | | |

ملکۂ ذیشان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے بادلے کے جھلکنے
تعریف امیر کوکب روشن ضمیر اور بزرگان طلسم نورافشان کی لکھی تھی ہزارہا نقارئے سیمین وطلائی
اژدرون پر جو بار تھے بجنے لگے ساحران نامی سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے ابر سبز لون تک زمین سحر مین
مبتلا ہوگئی دریائے زخار سحر سے بہنے لگے کسی دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اسیر آگ کی ناوین
اور بیل نظر آتے تھے جانور آتشی بہے جاتے تھے دس دس منزل تک شعلۂ جوالہ سر کشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اڑ کر
جاتا دیو آتش نژاد جسکو دیکھ کر خوف کھاتا ہزارہا گیا بیتال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غولہائے بیابانی
غل مچاتے ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دم دبا کر بھاگنا یاد دلاتے کسی طرف لیٹے ہوا سے
موتی برستے ہزارہا چاند بدلیون سے نکلتے اور غائب ہوجاتے آفتاب بن کر پھر نظر آتے کبھی اندھیرا ہوجاتا اسمین
ہزارہا ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کی طرح اڑ کے فتنہ و شرارت کے خوف سے بھاگنے کو منہ موڑتے کبھی
ہزارون ابر پیدا ہوکر تیغے جھکتے ان پر لاکھون پتلے چینی اور بلور کے نظر آتے تبخانۂ آذری کو شرماتے کبھی
ہزارہا بجلیان چمک جاتین آنکھین بند ہوجاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین نظر پڑتا جس مین
ہزارون نہال شرر باری کرتا آگ کے پھول پھولتے طائران ہم نفس کے قفس شاخون پر جھولتے گردرون اژدر دہن
خونخوار مہیب صورت طویل قامت منہ اپنے تیج کر کے مار مار پکارتے شعلہ نیری سے جی نہ ہارتے بالائے جہان ایک
جہان اور پیدا ہوا تھا ہزارہا گیا لکھوکھا برج و گنبد نقرئی وطلائی و جواہرین روئے ہوا پر بنے تھے انمین سے
ستارے جھڑتے تھے ساحران فیل صورت و شیر پیکر و اژدر چشم سر نکالتے تھے جے جے سامری کے نعرے مارتے تھے
ملکہ بران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند کے نظر آتا گرد اسکے شہزادیان تلعون کے حلقہ کیئے ستر
اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب سحر و ساحری ہاتھون مین لیئے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش
مین تصویرین وہم کی سامنے دمبدم آتین گاتی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شعبدہ اوہام کو حکم رقاصی کا تھا
ناچ ہوتا تھا آفتاب کا دف فلک نے شرمندہ ہوکے چھپالیا تھا زہرہ کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہید چرخ پر
عش عش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین وہ سب آفت جہان تھین طاؤس اور ہنس سوار تھین نہایت حسین
و طرحدار تھین اگر بلبل گلزار انکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھائے تمام عمر آہ کرے تن
ہر ایک کا وہ آئینۂ مصفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا
نقشہ تھا وہ انکا رخ شفاف آئینۂ سکندری کیا آئینۂ مہر و ماہ صاف نگاہ لبسان شہباز مژگان مثل
چنگل شہباز دراز ابرو و مژگان ہمراہ شمشیر بران و خدنگ جانستان یہ سب بعظم و شان
تاج سرون پر رکھے گاتیان دو پٹون کی باندھے پان کھائے ہوئے بیڑا قتل دشمن پر اٹھائے ہوئے

افسون خوانی کرتین شعبدہ باز فلک کو نام دھرتین روانہ تھین گھٹائین سر پہ چھائی ہوئین بہارین باغ سحر مین آئی ہوئین طائران سحر اُس بدلی مین زمزمہ سرائی کرتے گل طرح طرح کے کھلتے اس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت و سہراب توانان بھی مرگھبائے پرند پر سوار تھے ہزار ہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جن پر ہودج کسے ہوئے زرنگار تھے اور ہزاروں طرح کے عمدہ رہوار تھے بہادرون کی جسم پر ہتھیار سجے تلوارون کی چمک سے خنجر بہرام کے ہاتھ سے گرتا نیزہ کو دیکھ کر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس لشکر مین نہو تا خیمہ و خرگاہ اسکین راوٹیان قلندریان بیچوبے وغیرہ فیلان پرند پر بار کر کے خیمہ اگرو ون جنبر سوجان سے نثار اس کروفر اور جاہ و جلال سے یہ لشکر ظفر پیکر روانہ ہوا کہ

## نظم

عجائب اور غرائب سب جہان کی
کہین نیرنگی گردون سے بہتر
کرشمہ سنج یون ہوتے تھے ساحر
دھری اُس آتش سوزان مین لکڑی
ہوا پیدا ازہین اک بحر زخار
اُٹھا اک جوش تب دریا کے اندر
ہوئین پریان بہت اُس سے نمودار
لگے آتش کے پھر شعلے نکلنے
عروسان گلستان تھے ہوا پر
خوشی سے اُڑ چلے پھر نخل شمشاد
ہوئی پھر روشنی کچھ آشکارا
زہے دولت زہے حشمت زہی جاہ
گلون مین ساحرونکے سرخ جوڑے
نہ تھا دُنیا مین ہرگز مثل اُنکا
لباس اُنکے جواہر کار و پرزر
تماشائی ہوا رنگ جہان شب
کہ شب وہ جلسۂ عشرت مین گذری
کیا رنگ سحر نے اسکو جو رنگ

کھلایا حسن جادو نے یہ گلشن
ہزارون رنگ کے پیدا تماشے
ہزارون برج اور گنبد تھے زرکار
وہ جادوگرنیان افسون کے ماہر
ہوا تاگہ دُھوان آتش سے پیدا
بلند ایسا ہوا پانی ہر اک بار
ہوا کچھ دیر مین شق آب دریا
نہایت خوبصورت نیک اطوار
ہوا دم بھر مین پھر غائب وہ دریا
نکالے طائر رنگ حنا پر
ہوا پر اڑ رہے تھے جو شرربار
شب تیرہ. ماہ کا چمکا ستارا
جلو مین سب روان ارکان دولت
سجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے
سوا اُنکے کنیزین سب طرحدار
فدا ہون حور و غلمان صورت پر
اسی صورت سے یہ تو راہ مین تھے
سحر پیدا ہوئی اُس شام غم کی
ستارون نے چرائی آنکھ اک بار

ہزارون تھے گل مہتاب روشن
تماشائے پری رویان ہوا پر
ستارے اُنسے ہوتے تھے نمودار
انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
بڑھا ایسا کہ سب عالم تھا کالا
ہوا فوق سما سے جب برابر
یہ لایا رنگ وہ سیلاب دریا
یکا یک منھ سے اور نتھنون سے اُنکے
ہوا پر پھر ہوا اک باغ پیدا
سنے پھر قمریون کی کون فریاد
نکلتے تھے دہن سے مار ہر بار
کہان تک یہ بیان سامان ہو واہ
برستی ہر طرف تھی شان و شوکت
مرصع ساز تھا اُنکا سراپا
سراپا نور اور خورشید رخسار
سواری شان عظمت سے بڑھی جب
ادھر احوال اب سرخ کا سنیے
شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
سجی خورشید کی گردون نے دستار

جسدم صبح شاخ سنجہ آفتاب لشکر انجام مین روشن ہوا اور سواری خسرو خاور کی طلسم افلاک سے روانہ ہوئی

عالم مین نور افشان ہوئی لشکر حیرت مین طبل گڑگڑائے منادی نے ندا کی آج قتل عمرو ہے جسکو دعویٰ لڑنیکا ہو وہ ہوشیار ہوجائے یہ صدا کان مین مہرخ و بہار کے بھی پہونچی بس اُسی وقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی کہ ؎ چو آواز از طبل آمد برون ❊ بہ پیچید بر خود فلک نیلگون ❊ بعجلت بتمامتر تیغہاے جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر زہر کھائے ہوئے تھین بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین نثار ہونے کو آئین زرہ و بکتر خود و عمود چار آئینے روے فتح و ظفر کو جبین معائنہ فرماتے آراستہ تن کیے پیدا مخالف و دشمن کے نیزون کی سنان سینہ عدو کی مدعی وار پار ہونے کی شرط بدی ہوئی سنانین نہ تھین ستارہ طالع حریفان کو بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین تنکر سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار خنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے ہر سمت ٹڈی دل اُمڈا اٹھا بلکہ شجاعت کا یہ میدان ڈانڈ اٹھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگائے تھے بیر جو قابو مین آئے تھے انھین اُسوقت بُلایا تھا بھینٹ مین جان کھانے کی حریف کے ہر ایک آیا تھا کلوا بھیرون نارسنگ کی چوکیون کو گوکل دیکھ سمجھا یا ہر سمت سے بگیر و بہ بند و بکش کی صدائین آتی تھین بغیر قتل و قمع خوف سے جائین جاتی تھین لشکر مین کسی طرف پکار تھی کہ مار دیا ہے کہین سے یہ صدائین آتی تھین کہ نام کیا ہی اور سر دیا ہے کوئی جوان تن کر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہمنبرد کی ٹانگین نہ چیرین تو کچھ کام ہی نہ کیا کوئی پکارتا کہ چورنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی برباد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ گو ہے یہ میدان ہے بڑا مجکو آج ہی کے رن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہے غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادہ کارزار چلے کسی طرف سے پیادے جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے ساحرون کے غول بروے ہوا اُڑتے نظر آئے فتنہ و آشوب مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس و طاؤس و اژدر فیل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین و خبیثات و غول تھے مہرخ و شکیل و نافرمان و مخمور و طاؤس لرزان و زلزلہ و سرخمو و مشکین و رعد و برق و ہلال سحر افگن و بہار و آفت وغیرہ تختہاے سحر پر سوار ہوے اور گردان کے سب سردار ہوے ناقوس نوازون نے جوف ارض و فلاک کو ناقوس بنا دیا طائران سحر کی رنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندہ گل کا دشت مین کڑکا اِدھر نقیبون کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا شور ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی آتی ہواے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملاتا نور دیدہ بصارت ہمت شجاعان کو بڑھاتا صحرا مین تراوٹ شبنم کی پائی جاتی اُس گلزار لشکر اسلام پر پڑی تھی گل ہمہ تن گوش ہو کر برنگ وحشیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے ستارہ ہاے فلاک خوف سے چھپ گئے تھے سنان ہاے نیزہ بسان ستارۂ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت مین سن سن چلتی تھی دلاوران بہار کی تیر افگنی تھی کہ

**نظم**

سردار ہر ایک جسکا صفدر
دیکھی ہے جو اُنکی تیغ خوش آب

بخشا وہ خدا نے زور وہ دل
چکر مین ہے بحر مثل گرداب

اللہ رے احتشام لشکر
رستم بھی نہو سکے مقابل
آئینۂ تیغ برق تمثال

دعواے اجل کا صورت حال
عالم یہ ہوا تھا خوف طاری
رخسارۂ فتح پر تھا غازہ

قربان در شکوہ تعظیم — کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
تھا نعرۂ دور باش جاری — شمشیر سے اُسکے خون تازہ

یہ لشکر تو اس آن و بان سے اور اس شوکت و شان سے مرنے چلا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئین لباس و زیور سے مثل عروس شب اول کے آج اس لیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیان قلعہ ہاے طلسم کی بصد حُسن و آرایش یہان موجود ہین جمال مہر تمثال پریونکے مقابل اُنکے ہیچ و نابود ہین شاہ طلسم اگر اونھین کو دیکھے گا بازار ناز و ادا میرا سرد ہو جائیگا پس ایسا بناؤ کرون کہ میرا بناو شاہ سے رہے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑے اور سے بناؤ نہ بنے چنانچہ ایسی آراستگی اُس زہرہ فلک حسن و ناز نے کی تھی کہ **نظم**

زم کردین دل مریخ وہ پر زیب کڑے — جو لگائین دل زہرہ کو بھی چھڑیان وہ چھڑے
اُسکے وہ ماہ دو ہفتہ سے جو رتبہ مین بڑے — دیکھے پازیب تو خورشید فلک پانون پڑے
ڈھنگ بالون سے عیان دائرہ نور کے تھے — تپے وہ برق کہ پتے شجر طور کے تھے

اور حُسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا یا رہا اُسکا بیان کیا گیا ہے چنانچہ یہ تو اس طرح تیار ہوئی ایک طرف لشکر شاہان دربند طلسم کا کمر باندھ رہا تھا ہر ا رہا نشان کھل اُٹھا تمام دنیا لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے مین یکایک ہزارون نفیرون کو دم ملا اور شور بوق و دہل تا بہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی فیل پر ندیر زین پڑا تھا اُس پر تخت جواہر آگین بچھا تھا اُسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاؤس ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پُر دشت و کہسار تھا پڑا وُہی پر کمر بندی ہو کر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنے کی بھی نہ تھی صرف منظور تھا کہ خواجہ عمرو کو قتل کرین اور اُن کے حمایت کرنے والون کو روکین الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر سحر چار سمت سے اُٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اُٹھا روحون کا لشکر جمع ہونیکا سامان ہوا ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا دریاے آہن جوش پر تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہان تک نظر کام کرتی علمہاے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقیبہاے بلند آواز شور کرتے تھے چوب نقارون پر پڑتی تھی کہ **ابیات**

وہ شور کہ ہوش گرم پرواز — تھے بوق و نفیر لب سے دمساز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس — فیلون کی قطار و خیل طاؤس
تھا رنگ جہان مگر دگرگون — اُس روز نیا تھا دور گردون
تارے نہین اسقدر فلک پر — جتنا کہ تھا وان یہ جمع لشکر
تھی کون سی جو بلا نہین تھی — آفت کی کچھ انتہا نہین تھی

اس طرف لشکر ہمراہ لیکہ مہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ مین قران سے کہتی تھی کہ افسوس اے برادر دل کی حسرت دل ہی مین رہی اور اجل آگئی شہزادہ اسد کو بھی ہم چھڑا نہ سکے تخت سلطنت پر طلسم کے

بٹھا نہ سکے کہ رہبر ملک عدم ہوے قران کہتا تھا کہ اے ملکہ بمصداق آیہ وافی ہدایہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ
کے نظر بافضال پروردگار رکھو اور خیر اگر ہم سے اور کچھ نہ ہوگا تو یہ ضرور کرین گے کہ ایک نعرہ سر پر افراسیاب کے
لگائین گے ہوسکا تو راہ ملک عدم اُس نابکار کو بھی دکھائین گے اسی طرح اور سردار بھی کفن سر سے باندھے جان
دینے پر آمادہ باتین بانکپن کی کرتے روان تھے آخر لشکر دریا مثال دشمن کے قریب پہونچ گئے اور صلاح کی کہ ایک
طرف جاہی پڑو یا اس انبوہ کو خاک مین ملادو یا اپنی ہستی مٹادو ملک نیستی کی بستی بساؤ نام تو کرجاؤ تہلکہ ڈال
دو شجاعت دکھا کر مرجاؤ یہ مشورہ کر کے ہمرہان سحر تمام کر سب یکدل دیگر دہو کر نعرہ مارتے کوہ شگاف
کھینچکر جاہی پڑے سرے پر بحر ناپیدا کنار کے ملکہ اختر بن طول دراز قد کی فوج صف کشیدہ تھی اُسی پر
مثل آفت گئے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا سحر کی تلوار چلنے لگی گولون کی بھرمار ہوئی مہرخ
نے ماش کا چھرا مارا ملکہ اختر نشتر پر سوار استادہ تھی اُس کے نشتر پر وہ چھرا پڑا کہ اُسکو چلکر آگیا اس اثنا مین
ایک تیر بھی شیر نے آکر لگا کہ وہ گرا اختر اُس کے گرنے سے زمین پر کودی فوج نے اُس کے جانا کہ ملکہ ہماری
کام آئی یہ معلوم کر کے بیدل تمام لشکر ہوا اور فوج نے جھٹ کھایا پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا
اور ملکہ مشکین مو نے ایک سل کئی ہزار من کی سحر سے اڑائی سترہ سو لشکر اُس سل کا پھٹا اور لشکر پر دشمن کے گرا سترہ
سو ساحر ہلاک ہوے بیرون نے اُنکے غل مچایا اندھیر اچھایا اس لشکر کے بعد ملکہ دریابار ماہی گیر جو بڑی زبردست
ساحرہ ہے مع اپنی فوج کے صف آرا تھی اُسنے کہا اے لوگو یہ پیر کیون شور مچاتے ہین کیا ہوا ہے اسقدر
کثرت سپاہ ہے کہ کسی کو مہرخ کے آنے کی خبر نہین ہے اسوجہ سے یہ حال اسنے پوچھا ہنوز کوئی کچھ بتانے
نہ پایا تھا کہ مطیعان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریابار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی بہار نے اسکو آتے دیکھکر
ایک گیند اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مارا جہان وہ گیند گرا وہان سے پانی جوش مار کے نکلا اور بڑھکر
مثل دریائے زخار موج زن ہوا مچھلی اُس بحر سے تڑپ کر کنارے پر آئی بہار پکاری کہ ملکہ دریابار
یہ مچھلی قابل شکار ہے یہ کلمہ سحر کا تھا دریابار نہنگ سے اپنے دریا مین کود گئی اور مچھلی کی تلاش مین آگے بڑھی
اُسوقت ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا اور اُسکو نگل گیا ملکہ بہار کی سب نے تعریف کی کہ اے ملکہ یہ صنعت آپ
ہی کے واسطے ہے کہ جیسا اُسکا نام دریابار تھا ویسا ہی آپنے سحر اسیر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح و ثنا کا نہین ہے یونہی
ہی لڑتے بھڑتے کسی طرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سننا تھا کہ برق جلوہ چمک کر چلی اور عدو غرق مین ہوا دریابار
کی فوج مین آکر نکلا اور چخا ساحر بیہوش ہو کر گرے اور یہ سی برق آگے گرتی صقہلانے لشکر صاف ہونے لگین
تیرون کی بوچھار ہونے لگین لشکر مین آگ برسنے لگی فوج دریابار تو اپنے مالک کے غائب ہونے سے شکستہ دل
تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیر فرنگی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر و شمشیر و خنجر کی دھار
مسلمانون نے حملہ کیا اور دشمن کی صف پر اہل اسلام آگرے پھر تو تیغ زنان جو سپاہ مصیبت زدگان بار غم سے پشت خم رکھتی
تھی اسدم علم ہوئی شجاعون کی بن پڑی خنجر گلوگیر خنجر ہو جوہر شمشیر و خنجر اسی حسرت مین دانت نکالے تھے کہ دشمن کو بیدم

کرین سنان نیزہ کی زبان برکہ سینون سے ملین تیر آہ مظلومان بن کر جگر کے پار ہون کمانین کشیدہ خاطرون کی طرح کشیدہ
ٹیڑھی سیدھی سوفار کی گفتار ہر بات پر تکرار چلے سیسر گرگٹ کر چلاتے نیزے وار پر دشمن کو چڑھاتے برنگ سر ہنگ
غدار ہاتھون ہاتھ قدم بڑھائے آب و تاب آہن خستہ خورشید پر چشمک فگن تلوار کی دھار کا دریا باڑھ پر جیسے ندی بڑھنے
کے دن اساڑھ پر سفینہ جان بہادران تلاطم مین حوصلہ کا بادبان کھلا ہوا غرق قلزم رزم ایسے کہ ہوش مجھ مین نہ تم
مین شجاعون مین تو یہ ہنگامہ برپا تھا ساحرون مین یہ معرکہ تھا کہ آندھیان سیاہ آتی تھین بدلیان چھائی تھین
بلائین کا دنیا مین نزول تھا آتش فشان ہر ایک غول تھا روے زوال دُنیا کو مکارہ سمجھ کر کالا کیا تھا چہرہ فلک پر
ابر نے برقع ڈالا تھا نہین نہین دہر غدار پر کمبل ڈال کر لوٹنے کا ارادہ تھا غبار نے اُڑ کر چشم آفتاب مین خاک
جھونکی تھی پر آشوب زمانہ تھا ترنج نارنج ناریل گلستان جان وتن کے پھل تھے کمرے اور سور کے جابجا چھٹے بل تھے
لہو برستا تھا لوہا بادل تھا اسلحہ کی چقاچاق صدائے رعد تھی جادو کی بجلی چمکتی تھی کہ

## ابیات

ہر سمت تھی سحر آزمائی
سپرون کی گھٹا تھی بارش تیر
ذرون کو بناتے تھے تابان
گرتے تھے وہان سے نکلے ایسے
حلقوم کٹی ہوئین قضا مین

اُس سحر سے کفر کی صفائی
جادوگہان و سحر کاران
برساتے تھے سنگ جائے باران
اسجا سے بھی وہان لگی آگ
ہر جا تھین ہزار کربلائین

اُڑتے تھے بگولے جلتے تھے بیر
کیا کیا نہ اُٹھا رہے تھے طوفان
جاتے تھے جو چرخ تک شرارے
بڑھتی ہوئی فوج مین چلی آگ
ہر چند مسیحلون نے یہ آفت برپا کی

تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہوجاتی اور وہ فوج اتنی نہ تھی کہ شکست کھاتی لشکر ساحران تھا خاطر
پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم برہم ہو جاتی ہزار دو ساحر لشکر مہرخ کے کٹ گئے
مرنے والا ایک بہت ہوتا ہی یہان تو اتنے تھے اُنھون نے بھی جانبازی کر کے لاکھون کو مارا مگر ایک کنارہ بھی اُس بحر
ناپیداکنار لشکر کا کم نہ ہوا کسی کو کسی کے مرنیکا غم نہ ہوا خیال بھی کسی کو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہے اور یہ ہنگامہ
کسنے مچایا ہے جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ ایک ایک
ساحر لشکر دشمن پر دس دس ساحر ملکر سحر کرین اور ہوسکے تو لپٹ کر اُنکو اسیر کرلین افسر یہ حکم پاکر ایک ایک پر بیس
بیس ٹوٹنے چلے تھے کہ یکایک اتنی ہزار نقارے پر چوب پڑی دریائے خون روان جوش مین آیا زمین وآسمان کو زلزلہ
ہوا آمد شاہ ساحران یعنی افراسیاب نے ایمان کی ہوئی تمام فوج تھم کر تماشا دیکھنے لگی سامان جاہ وحشم نظر آیا ہزار
نشان سحر کے پتلے لیے کھلا ہوا ہر ایک کا پرچم نظر آیا پھر گیارہ سو نازنینان زہرہ جبین ہاتھون مین عہدے لیے
گذرین پھر کئی سو پریزادین جلکیان یاقوت کی پھراتی دکھائی دین اور کئی سو رنگ کھیلتی ہوئی نکلین انکے بعد ایک تخت
بیچ مین فیروزہ کا اور گرد اُسکے کئی سو تخت چاندی سونیکے تخت فیروزہ کٹہرہ یاقوت کا مسند زرنگار بچھا ہوا اسپر
شاہ جادوان بیٹھا ہوا اور گرد جو تخت تھے اُنپر لولیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت سوار تھا پ طبلے پر پڑتی
سارنگیان بجتی ناچ ہوتا اُس رقص کو دیکھ کر سر پر فلک پر خورشید بھی ناچا دل پیر فلک کا پھڑک گیا تھا سر پر

بادشاہ کے ابر سُرخ رنگ چھایا اُس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا لباس روپے ہوا سُرخ تھا
اس مین روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانیکا بدلا ہوا صورت خلاف تھی اس بادشاہ کی سواری کا تجمل
بارہا بیان ہوا ہے ادسی شوکت وشان سے یہ ناہنجار آیا اور شور لشکر یان جو اُسنے راہ مین سُنا تھا تو باغبان و
فیروزشاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہے یہ غل
کرتے ہین ساحر مر رہے ہین غرض یہان جب آکر پہونچا دیکھا کہ لشکر مہرخ آکر میری فوج پر گرا ہے برق جادو
تڑپ رہی ہے رعد گرج رہا ہے قران عیار بغدہ مارتا پھرتا ہے یہ دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
بہت بلند کوہ پیکر پرند ساز و یراق سے درست چالاک دچیت اُڑتا ہوا آیا یہ جست کرکے اُس مرکب پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہو کر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ اسکا تمام لشکر
مہرخ نے سُنا برق جادو تو سرد ہوئی رعد کا دم بند ہوا عیار بجالاکی بھاگ گئے لشکر سے دور نکل گئے
اور تمام لشکر لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا
اور لشکر مخالف پر مارا اُس نارنج کے شق ہونے سے پانی برسنے لگا اور ایک ایک بوند اُسکی ہر ساحرہ اور ساحر
کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے گھوڑا اپنا نیچے اُتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ اے ملکہ مہرخ و بہار
وفلان فلان تم سب مع اپنے لشکر کے پھر جاؤ اور غم مین عمرو کے جتنا تم سے ہوسکے خوب روؤ اور جس قدر
پیٹا جائے پیٹو سرون پر اپنے خاک اُڑاؤ پچھاڑین کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو مین قتل کرونگا پھر تمھارا ایسا شفیق
قتل ہوا اور تم ماتم نہ کرو حیف ہے کہ اُسکا غم نہ کرو بس جلد ہتھیار پھینکدو اسباب ساحری دور کرو دل رنجور اپنے
ناصبور نہ کرو یہ کلمات ایسے پُر اثر تھے کہ بمجرد سننے اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے
اور سواریون پر سے سحر کی اُتر کر جانب صحرا ہاے عمرو واے عمرو کرتے چلے علمہاے لشکر سرنگون ہوے
طبل و بوق نعرہ ماتم و شیون لگاتے تھے نقیبون کے دل خون ہوے طاؤسان سحر کے آتش رنج سے جسم داغدار
ہنس سوز دل سے آتش بار زاغ در زہر غم سے ہلاک پرچمہاے علم سرنگون ہوے جادوگریان شمشاد قامت
برنگ طوطیان فریاد کنان نونہالان ارجمندی پژمردہ لبان گلہاے بوستان گھوڑے غم سے سیہے
بھرتے ہاتھی خرطوم اُٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے جاہ و حشم لشکر کا خاک مین ملا ہوا سینہ داغون سے ہر ایک کا
گلستان بنا ہوا گرد و غبار مین ہر شخص اٹا ہوا سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا سر و زانو پیٹتا منھ پر طمانچے ہر ایک
لگاتا پھرا یہ سب سردار مع فوج جرار کے پڑاؤ پر بھی نہ آئے اسی ہیئت سے جنگل مین آکر ٹھہرے اور رو رو کر آب
اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور یہ سحر ہو کر پھرا تھا قران نے دور سے
اس ماجرے کو دیکھا دل سے کہا واے مردیم یہ کیا غضب ہوا پس صورت ساحر کی ایسی بنائے تو پہلے ہی سے
تھا اور ہمراہ مہرخ لڑتا تھا چنانچہ یا تو بھاگا تھا یا پھر لشکر دشمن مین آیا یہان شاہ جاودان مرکب سے
اُترا تھا ناظمان طلسم بہر تسلیم دوڑے تھے نذرین گذر رہی تھین بڑا ہنگامہ تھا یہ اُسی ہنگامہ مین قریب

افراسیاب خانہ خراب بادل بیتاب آیا اور تان کر ایک لبدہ اُسکے سر نحس پر لگایا اذبسکہ وہ بادشاہ طلسم ہے کئی سو سپرین از خود نمودار ہو گئین عیار مذکور ناچار رو بفرار لایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نہ جائیگا شاہ جادوان مخاطب بجانب شاہان در بند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا اسوقت اُسکی طرف نظر تیز دیکھا اور پکارا کہ اے زمین طلسم پکڑ قران کے پانون زمین نے پکڑ لیے اسنے دل مین کہا کہ انا للہ اب قضا آگئی لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا اے قران مین جب تجھین چاہون بسان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دون لیکن اب جاؤ اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے قران کے پانون زمین سے چھوٹ گئے اور یہ بھی بھاگ کر جنگل مین آیا اور زرغیل بجانی برق و ضرغام وجانسوز دوڑ آئے اُسنے کہا دیکھا تم نے کہ دفتر لشکر الٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر بروقت قتل اُستاد لشکر پر جا پڑین گے اور جان دیدین گے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک مقام بلند پر چلکر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کرین اور خدائے تعالیٰ کو بتضرع و زاری پکارین کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینون عیارون کو ہمراہ لیکر ایک گر بوہ پہاڑی پر آیا کہ وہان سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی دکھائی دیتا تھا چنانچہ ایک جانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی مجرائی برائے تسلیم گردن جھکائے تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل مین لشکریان مہررخ دردمند تھے العیاذ باللہ سات لاکھ آدمی لشکر کا ہائے عمرو وائے عمرو کہہ کے روتا تھا زمانہ تمام ماتمکدہ تھا شور ماتم سے دُنیا بھر گئی تھی ہائے ہائے کی آواز در و دشت و کوہ بحر و بر سے پیدا تھی ان لوگون کی صدا جہان تک چوٹ کھاتی تھی خالی مکان مین بولنے کی طرح آواز آتی تھی وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی در و دشت سے سر ٹکراتی تھی کوہ و بیابان کے دل پر چوٹ لگی تھی آہ بھی مد الف پر ہونے سے سر پیٹتی تھی دود آہ ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہو اٹھا سوز درون سے دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے مور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پر ڈالتے خاک تیر بشکل آہ لب سوفار پر جاری نالہ جانکاہ کمانین پشت خم کیے نیزے فرط دہشت سے زمین مین گڑے عمود کلے زمین پر رکھ کر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدۂ جوہر سے عجب کیا جو بہین خون کے پرنالے نازنینان ماہ پیکر خاک پر پانون پھیلائے بیٹھین زمین پر پچھاڑین کھاتین زمین برنگ گل زمین گلستان تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہوائے رنج سے ٹوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان مین نسیم چلتی تھی چشمہ ہائے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانٹون پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان موج ہوائے رنج پانون کی زنجیر دلون مین جنون کی تاثیر آبلہ دل کانٹون کے مشتاق آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصویر جنون تن سراپا جوش اشکباری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہر ماہ وش خراش غم سے بشکل کتان خرمن صبر مین آگ لگی متاع ہوش و حواس لٹی ہوئی ہر شخص اُس حالت جنون مین اور بزبان حزن اس طرح نوحہ خوان تھا

کہ بموجب

نظم

ٹکڑے ہوئے آستین و داماں
کمبخت کہاں گئی ہے تاثیر
تاثیر ہے کس طرف بتا دو
معلوم نہین کہ کیا ہوا ہے
ہی ہو کرین اب دل وجگر کو

نالون نے ہمین جہان سے کھویا
سینے کی طرح پھٹا گریبان
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہے
یہ کہ ہمین اُس طرف بہا دو
قابو مین نہین ہے اب دل زار
پیٹین رو رو کے اب عمرو کو

رو رو کے ان آنکھون نے ڈبویا
ہر دم ہے زبان یہ آہ شبگیر
اے آنسو و تم کو کیا ہوا ہے
نازل نئی ہمیہ یہ بلا ہے
آنکھین ہین پر آب زرد رخسار

یہان نالے تھے لشکر افراسیاب مین شادیانے تھے شاہ مذکور نے بعد مزاج پُرسی شاہان دربند اُس بُرج کی طرف کہ جسمین عمرو قید تھا سحر پڑھ کر اشارہ کیا کہ وہ چکر کھاتا ہوا اُڑا عیار یہ حال دیکھ کر بلبلائے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ مین جبین سائی کرنے لگے کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ہدایت معمور جناب ختم المرسلین و آلہ الطیبین ہمپر رحم کر اور ہمارے استاد کو قید غم سے چھڑا۔

نظم

سو جان سے غلام مرتضیٰ ہون
شاہنشہ و رونق اورنگ
امداد کو اپنی آئین حیدرؓ
کیا حرز ہے نام شاہ مردان

ہم نام خدائے پاک عادل
کی عقدہ کشائی مثل ایک
جو فتح کرین گے جنگ خیبر
اپنی مشکل بھی ہو گی آسان

ہر چند فقیر و بینوا ہون
ہین عقدہ کشائے کار مشکل
ہے تجھ سے دعا یہ رب اکبر
دو انگلیون پر اُٹھائین گے در

یہ تو مصروف دعا تھے مشغول گریہ وبکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادوان نے برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اُڑ گیا عمرو اُس مین سے نکلا اسنے دیکھا کہ رنگ رُخ سفید ہے جسم زار و نزار ہے آبلون سے تن لاغر ہے شاہ نے اُسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیون خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو ہمپر کرو خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ مین جادوگر پر لعنت کرتا ہون شاہ نے کہا اب حال لعنت ملامت کا کھلا جاتا ہے کچھ ہی دیر مین دھڑ پر سر نہو گا یہ کہکر رقعہ جمشید دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ عمرو کو جلد قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نہ کر ورنہ وہ رہا ہو جائے گا اور اُسکو برج سے نکالنا اچھا تھا قید رکھنا بہتر تھا اس حال کو معلوم کرکے اسنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اُڑ کر ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہو گیا پھر اسنے ساحرون سے کہا کہ مین جب اس بنگلہ کو غائب کرون تم عمرو پر تیغہائے سحر لے کر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اسکے کر ڈالنا ساحر حسب ارشاد تلوارین اور حربہ ہائے سحر لیکر گرد بنگلے کے استادہ ہوئے اور اسنے چاہا کہ بنگلے کو غارت کرون ناگاہ بروے ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر نظارہ اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار اژدر آتشی آتے ہین اُن پر دو دو جادوگر علمہائے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہین پھریرہ ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو و امیر تحریر ہے یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آئے معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مار ڈالیے شاہ نے کہا اب ان کو بھی آلینے دو حوصلہ دل کا اُن کے بھی نہ رہ جائے دیکھو تو

کہ مین کیونکر سب کو غارت کرتا ہون یہ کہہ کر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچ کے پھٹا اور اُس
دھوان اسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر پر اُن چار لاکھ ساحرون کے چھا گیا کچھ ترشح ہونے لگا بوندیان جو اُن جادوگرون
پر پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ پھل کر مع اژدر کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگون ہوے بادشاہ
نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا واہ ساحری کسکو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا
اسی تعریف کرنے مین صداے نفیر سحر سُنائی دی اور لاکھ سوار مرکب ہاے سحر پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوے
شاہ جادوان نے اُن سوارون کو دیکھ کر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوے اور بادشاہ
سے قریب آکر عرض پیرا ہوے کہ آپ کیا حکم دیتے ہین اسنے کہا یہ جو فوج سوارون کی آتی ہے دیکھین تو یہ کیونکر
آپس مین لڑتی ہے یہ حکم سُنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج آتی تھی یکایک دو لاکھ سوار داہنی جانب
ہوگئے اور دو لاکھ بائین جانب بیچ مین میدان کھل گیا اور آپس مین ایکنے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے
لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا گلہاے زخم سے تختہ گلزار ہوا تلوار جب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا
بہرام الامان زبان پر لایا کھچاکے کی آواز منزلون گئی ہتھیارون کی چقاچاق سے دُنیا بھر گئی روے ہوا سے
خون برسا عالم برزخ عرصہ جنگگاہ ہوا طائر اور خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ جو باہم آغاز ہوئی پیچھے
اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آتی تھی اُسپر یہ حقیقت کھلی اپنا تخت اُڑا کر قریب تخت ملکہ بُران
آئی اور پکاری کہ اے ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا کام آیا برسر جنگ افراسیاب ناکام
آیا ملکہ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً اختر مروارید کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ جہان کہین سحر
افراسیاب کا لڑتا ہو جل جائے ہمارا لشکر اُس لڑنے سے سنبھل جائے ایک لو اُس اختر سے جدا ہو کر غائب
ہوئی اور زیر زمین پہونچی وہان دونون سوار جو افراسیاب پاس آئے تھے باہم لڑ رہے تھے اور انھین کے لڑنے
سے سب فوج بروے ہوا جنگ آزما تھی پس اُن سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر خاک ہوے ادھر سوارون
ملکہ بُران ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے اُن کو ہوش مین آتے دیکھ کر شاہان دربند سے کہا
ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا سب ناظمون کا لشکر مسلح تو کھڑا ہی تھا حربہ ہاے سحر و شمشیر ہاے آلودہ زہر ناک
لیکر جانب حریف متوجہ ہوا اُدھر ملکہ بُران نے حکم اپنے ناظمون کو دیا کہ ہان لے شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب دیر کیا ہے
صید زبون تمھارا تمھارے سامنے کھڑا ہے لو اور شکار کرو یہ حکم دینا تھا کہ ہزار ہا بوق و نفیر پھنکی فوج تو سجی ہوئی تھی
لینا لینا کہہ کر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی ادھر
ادھر سے یہ ندی موج مار کر بڑھی ملکہ بُران فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین جو باہم
حملہ آور ہوئین تو یہ ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون و مکان کے ساکنون کو غش آگئے ہوا سے تیغ کے سناٹون
کے سوا کچھ سُنائی نہ دیتا تھا ہر سمت بگیر و بکش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صر صر شمشیر چلتی تھی تلوار
علم ہنگام جنگ تھی آسمان و زمین چور رنگ تھے آب سیماب رنگ آب و تاب صمصام و خنجر روان تھا

شکست لنگر زمین و آسمان تھا خشکی مین ڈوبتا جہاز جسم و جان تھا موجین قہرناک اٹھتی تھین موت کی بھیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن مین تھپہ ہوئی تھی زندگی جہان کی حباب آسا ہوگئی تھی پہلے ہی حملے مین لاکھون سینے تیرون نے فگار کیے تھے سیف و خنجر نے چہرہ نگار کیے تھے جوف زمین و فلک بصورت ترکش تیرون سے مملو نظر آتا پر عقاب سے جہان پر کھول کر اڑا جاہتا تھا شاہان دربند طلسمات ایک دوسرے پر جو حملہ آور ہوے تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریاے زخار موج مار کر قرین یکدگر آگئے فوجون کی مور چال سے بحر اعظم کا لہرانا ظاہر موج آب سنان و خنجر قاہر کہین تیرون کا سنانا کمانون کا بزور و شور کڑکنا کہین خنجر و تیغ کا کھچا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اس طرح کام لیا جاتا تھا جادوگرون کا یہ حال ہوا تھا کہ نخل عالم نارنج و ترنج ہی سے پھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا پھلا تھا ایک ایک ناریل ہزارہا کے سینے توڑتا بیر بغیر جان لیے منہ نہ موڑتا تھا کہین سیندور کا جو کا دیا تھا کنڈلا کھچا تھا ماش کے آٹے کا سانپ لہراتا تھا لاکھون جوت کا دیا جلتا تھا دن کو ستارہ نکلنے کا گمان تھا لاکھون سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزارون چاند نکلا ہوا تھا اور ہزارون ستارہ اڑ کر گر رہا تھا بجلیون کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مارے سے عقرب فیل سے گینڈا ابھر گیا تھا اژدر سے اژدر لپٹا ہوا تھا لاکھ ہا پنجہ چمک چمک کر گر رہا تھا بیرون کا تانتا بندھا تھا کلوا بھرکن سے اٹکا ہوا تھا ڈہرو بجا تھا نارسنگھ سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا ساحرون کے چھومنتر نے ساحر دہر کو چھو بتا دیا تھا عجوزۂ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم وہان کے سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اُس ساحر سازی کے مقابل ایک ادنی شعبہ کوئی ساحر خون تھوکتا کسی کا کلیجہ کٹ کر گر رہا تھا سلیں برستین برف گرتی ابر چھائے ہوے طبق زمین کے تھراتے غبار ایسا اڑا تھا کہ زمین کا طبق بروے ہوا تھا پتھر پہاڑون سے اڑ اڑ کر گرتے غار مین پڑے ہوے پہاڑون کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے ناریل برستے تھے یا شکم آہوے دہر سے گرتے نافۂ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر پڑھ کر بلند ہوا تھا اور سحر کرنا چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ اے یادگار سامری و جمشید گھبرانا جانا کثرت لشکر دشمن سے خوف نہ کھانا مین سب کو غارت کیے دیتا ہون اسی ہنگام مین **بران** جو اپنے لشکر سے غائب ہوئی تھی پہلو پر اسکے ظاہر ہوئی اور پکاری کہ اے **افراسیاب** اگر اختر مروارید تیرے سامنے آجاے تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر دیکھا ملکہ مذکور نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور چکر آیا اسکے ساتھ **عشاق** و دوست جادو و **شیاطین بت پرست** وغیرہ راست و چپ پر استادہ تھے اُنھون نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ ازخود پیدا ہوکر بادشاہ پر چھا گیا اور شاہ اسکے اندر آگیا گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا مین بران نے ایک نارنج سحر بڑھ کر لشکر پر مارا کہ اُس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا بیرون نے اُن مقتولون کے غل مچایا فوجین تو لپٹی ہی تھین لاش پر لاش گر رہی تھی شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ صداے بیرہاے سحر نے زمانہ سر پر اٹھا لیا بران نیچہ سحر کا پکڑ کر اور اختر ہاتھ پر رکھ کر صف لشکر عدو مین در آئی

اور ایک ایک وار مین چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی ادھر ملکہ مہ تمثال نے ایک ہلال جو مارا تو سو
ہلال جو بنکر گرے ایک ایک ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھکر حیرت آگے بڑھی اور
پکاری اے شہنشاہ آپ کس طرف ہین وہ سحر کے گھٹاٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین ہوا کہ
بادشاہ چلے گئے اوسوقت ایک نارنج ملکہ بُران پر اُسنے مارا وہ نارنج ملکہ مذکور کے سینے پر لگا کر اس کے صدمہ
سے بیہوش ہوگئی شہزادیون نے دربند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین باغبان وزیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا
ملکہ قمر سپہر انجم حشمت نے مشت گوہر جھولی سے نکال کر مارے کہ وزیر مذکور کے جسم پر بسان تیر وہ آکر پڑے یہ بھی
زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بُران کو ہوش آیا مجلس اسکے پاس کھڑی تھی اور اس کے بیہوش ہونے سے متردد تھی
اب اسکو ہوش مین پاکر شمشیر سحر پکڑ لشکر عدو پر گری اور اسی طرح مثل بازی طفلان سحر کرکے لشکریون کو ہلاک و
غارت کرنے لگی ادھر ملکہ بُران نے شاہان دربند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجھکو نارنج کس نے مارا تھا اُنھون نے کہا
حیرت نے یہ سنکر اُسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کر مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی پیشانی پر آکر لگا کہ وہ
چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوا کہ اُسکو اُٹھائے چلا اُسوقت اُسنے پکار کر نہیب
دی کہ اے بُران پنجہ سحر کا مجھکو لے جائے اور تجھکو زمین کھا جائے بُران یہ کلمہ سنکر زمین پر اُتر آئی اور غرق
زمین ہونے لگی اور پکاری کہ اے حیرت مین تجھکو چھڑاتی ہون تو مجھکو چھڑا دے اس کلام سے پنجہ نے حیرت
کو زمین پر اُتار دیا اور زمین نے بُران کو چھوڑا پھر یہ دونون اُڑ کر بروے ہوا ہم نبرد ہوئین اور بُران قتل و قمع
کرتی ہوئی ایک طرف چلی حیرت اسکی فوج مین در آئی اس اثنا مین شاہ افراسیاب گھٹاٹوپ سے
باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے بیسے ہے تو اب اسکو مار ڈال یہ سوچ کر تیغہ سحر پکڑ کے بنگلہ کی جانب چلا
لیکن اور ماجرا سنیے یعنی چالاک و سرشار و سلطان وغیرہ جو برق عیار سے جدا ہوگئے تھے غوغلے
اجتماع لشکر سنکر اس طرف آئے اور پہلے اُس طرف انکا گذر ہوا کہ صحرا مین مہرخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر
کے غم عمرو مین رو بیٹھ رہی تھین اور مسحور سحر افراسیاب تھین یہ حال ان لوگون کا دیکھکر حیران ہوے
اور ایک بلندی پر عیارون کو مصروف دعا پاکر پاس اُن کے جاکر حال دریافت کیا اُنھون نے سب ماجرا
کہا اسوقت چالاک نے خوب مضبوط ہوکر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کچھ تدبیر ہوسکتی ہو تو کرو اُنھون نے جواب دیا
کہ شاہ طلسم کا سحر ہم رد نہین کرسکتے اس مین سلیمان نے سلطان سے کہا مجھکو یاد پڑتا ہے کہ شاہ جادوان
نے بروز نوروز ایک تعویذ تانبے پر کھدا ہوا تم کو دیا تھا اور ایک برات کو اپنے سحر سے اسی طرح دیوانہ بناکر
تم سے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھوکے پانی براتیون پر چھڑکو چنانچہ ایسا ہی تم نے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار
ہوگئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمہارے پاس ہو تو ان لوگون پر بھی پانی اُسے دھوکے چھڑکو سلطان نے کہا
تم نے خوب یاد دلایا ہان وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کودا اور چشمہ سے جاکر
مشکیزہ پانی سے بھر لایا اُس نقش کو دھوکر پانی مین ڈالا اور ایک ساحر رٹے ہوا پر جاکر قائم ہوا اور لشکر جہان سے

جہان تک سحر مین مبتلا تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرنے لگا یکایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور جسم مسحوران
مین لگی وہ سب اول تو بیہوش ہو گئے پھر جو ہوشیار ہوے آپ مین آ گئے ادھر یہ ہاے سحر لیکر پھر لشکر افراسیاب
پر چلے اُس وقت قران اور سب عیار چالاک سے ملے اور کہا اے برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے
ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہم نے پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر فوج دشمن پر گرو اور خواجہ کو بحول و قوت الٰہی
رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ
جا کر شریک مہرخ ہو کر مقابلہ کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کر کے ایکطرف روانہ ہوا اور قران
و برق وغیرہ ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچ کر لڑنے لگے اور لشکر
مہرخ و بہار وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے شاہ جادوان
ان ساحرون کے آنے سے حیران ہو کر انھین کی طرف دیکھنے لگا کہ انکو کس نے رہا کیا ازبسکہ تیغ لیکر قریب
بنگلہ کے آ چکا تھا ان لوگون کی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق
بن کر بنگلے کی جانب چلی بادشاہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ایکطرف سے یکدفعہ قران کا سر پر پڑا سپرین
سحر کی سر پر آڑے ہوئین اور یہ قران کی طرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری کمند تو جلگئی
مگر بادشاہ ادھر پھرا قران اس عرصہ مین اور طرف ہو گیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار کرون کہ ایک
سمت سے ضرغام نے خنجر مارا پنجہ نے خنجر روکا اور یہ اُسی کی جانب پھرا تھا کہ جانسوز نے حباب بیہوشی ناک پر
مارا یہ چکر کھا کر گرا پتلے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کرنے لگے اور عیار سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جب تک
بادشاہ ہوشیار ہوے اسوقت تک ملکہ بران بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو
ظاہر ہوا اور اُسنے جو بران کو دیکھا پکارا کہ اے ملکہ جلد مجکو لے چلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجکو بھول جاؤ اور اس
غوغاے لشکر مین ہرچند عمرو چیخا مگر کچھ سنائی نہ دیا لیکن ملکہ اسکے چھڑانے کو تو گری ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈال کر
لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کر کے
چلے کہ لینا لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہو کر گرے اور ملکہ بلند ہو کر سناٹا
مار کر چلی ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا لے گئی لے گئی کا غوغا سنکر اُڑا لاکھون ساحر اُڑکر عقب ملکہ چلے
تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سد راہ تھی اور بادشاہ جو اُڑا سرداران بران نے روکنا
شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ سب نے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مار کر چلا لیکن بران اس عرصہ مین
بہت جلد دور نکلگئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ رہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے
جاتے ہین لیکن بران کے خواجہ کو لے جانے سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوشربا کو ایسی خجالت ہوئی
کہ جان دینے پر آمادہ ہوے اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ زن ہوئی کہ
خورشید کو اُسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دُنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئی بگیر و بہ بند کی

بکار ہوئی منزلون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون رواں کے برابر اور ایک دریاے خون رواں تھا وقت فراق جسم و جان تھا ایک طرف سے ملکہ مہرخ ایک جانب سے فوج بران گری ہوئی تھی کہ

**ابیات**

قسمت نے بھی وہ زمین دکھائی
آتش کے کلام طعنہ آمیز
ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم
آب دم تیغ و خنجر تیز
تلوار غضب کی چل رہی تھی
کھاتی تھی اسے بزنگ اژدر

گویا زمانہ بھر گیا تھا
کوسون نہ تھی بوے آشنائی
ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے
نیش انگار وان تھا شکل کژدم
تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی

کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا
سینون مین تھی آتش حسد تیز
مثل دم اژدر اُن کے دم تھے
پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
آتا تھا جو دشمن اُسکے منھ پر

ملکہ حیرت نے ہرچند جد و جہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہ ہوئی آخر تھک کر طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رُکے اور آپس سے جدا ہوے لشکریان بران شاہان طلسم دربند نور افشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالی شان مراجعت فرما ہوے اور متصل لشکر ملکہ مذکورہ یہ بادشاہ بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہو کر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر اُترے حیرت کے یہان تو مجمع عظیم پہلے ہی سے تھا مہرخ کے یہان بھی ویسا ہی ہجوم ہوا کہ جہان تک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر پڑتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا کہ حیرت کی طرف بیان ہو چکا یہان بھی تھا یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اس فکر مین جانب دشت چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران سے کیا گذرتی ہے یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکورہ نے ان کو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ و بارگاہ رہنے کو دیا کفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی سے مقیم ہوے ان کو اس حال مین چھوڑ کر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ یہ جو عقب بران چلا وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی جاتی تھی کہ تو بڑا ہے طلسم مین فتحیاب نہ ہوگی خاصکر شاہ طلسم سے سربر ہونا مشکل ہے اور وہ تیرے پیچھے آتا ہے کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کر کے صحرا مین اُتری اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کر کے ڈال دیا اور آپ بھی جا کر درہ کوہ مین چھپ رہی اس لیے کہ جو گرگ دیدہ ہے اُس کو زہر کیون دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی نہ سکے گی طلسم کچھ فتح تو آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہے لڑنا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ تو ہو گیا غرض جب یہ پوشیدہ ہو گئی شاہ طلسم کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اُسکا تفحص کیا کہین اُسکا پتہ نہ پایا اسنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہان ہے سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر مرد ارید ہے اسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا باغ سیب مین آ کر کچھ دیر ٹھہرا پھر سمجھا کہ یہان بھی ساحر میری ملاقات کو آئین گے اُنسے شرمندگی ہوگی

یہ سمجھ کر ظلمات مین چلا گیا اور ایک مکان مین وہان کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کہ اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہے اب طلسم بھی تو حوالہ باغبان کر دے اسد کو اور بدیع کو چھوڑ دے پھر آپ ہی دل سے کہتا کہ اے افراسیاب تو کیا ہے بران کو اُسکے گھر سے جا کر پکڑ لائے اور اسد گنبد جہان پر قید ہے اُسکو کون چھڑا سکتا ہے لوح کا حال کسی کو معلوم نہین ایسا کہ لوح داران طلسم اور رکن رکین طلسم بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہے ایسی باتین دل سے بناتا رنج و امید کی حالت مین پڑا تھا ادھر بعد اسکے چلے آنے کے کچھ دیر تو بران مخفی رہی از بسکہ یہ جنگ عظیم چار روز رہی تھی آج یہ چوتھا دن تھا کہ اسنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے مین گذرا تھا ملکۂ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درۂ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نہ نکالا جب شہنشاہ سیاران میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ ناہید نے پردہ تیرگی شب سے نکلکر فروغ پایا کہ نظم

ستارون سے کھلا پھر تختہ شام
ہوے مہتاب سے روشن در و بام
سر شب پر دھرا تھا ماہ کا تاج
ستارے بھی شگفتہ دل تھے کچھ آج

بران نے عمرو کو غار سے نکال کر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اختر مراد یدکے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام اُس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین عندلیب وار ترنم سرا ہوا کہ اے ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تم نے بڑا احسان مجھپر کیا ہے مین اُسکا شکریہ ادا نہین کر سکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہے کہ قطعہ

شرمندۂ فیض اہل امکان
کیا شکر ادا کرون مین تیرا
شہرہ ترے فیض کا ہے ہر جا
قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان
دیکھے جو تو فیض کی نظر سے
زر مہر سے مہ سے سیم برسے
یہ جشن یہ زور یہ حکومت
یا رب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہر باری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور دعوای کنیزی کا رکھتی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی راے سے کی بد دعا کی قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کو کب اس حال کو سنکر ناراض نہ ہون گے بلکہ خوش ہون گے ملکہ نے فرمایا خیر ہر چہ بادا باد لیکن افراسیاب جس طرح مجھ سے لڑا اس طرح میرے باپ سے نہ لڑ سکتا مرد عورت مین بڑا فرق ہوتا ہے اور بہت سے سحر ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہو سکتے ہین اگر تم قید نہ ہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپ کی مدد کو چلون گی اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دل مین آتا ہے کہ دریاے خون روان خشک کر دون اور پل پریزاد ان توڑ ڈالون خواجہ نے کہا اب براے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہے آئندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرین گے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائیگا اب تو ذرا دم لے لین یہ کہہ کر دامان کوہستان مین گئی اور کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھ کر سحر پڑھا

کہ چند نازنینان مہرطلعت زمین سے نکلکر سامنے آئین اُنسے حکم کیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو یہ حکم پاکر وہ غائب ہوگئین بعد لمحہ کے پھر آئین لب چشمہ مسند مغرق بچھا دیا ملکہ و خواجہ آکر بیٹھے چپگیرین اُن گلعذارون نے سامنے رکھدین پھر دو عورتین آئین اور دسترخوان اُنھون نے بچھا دیا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ مسلا بھی اور آفتابہ سامنے لائین خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھو کر کھانا نوش فرمایا بعد فراغ اکل و شرب نازنینان زرین پوش آئین اور کشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین ملکہ مےنوشی کرنے مین مصروف ہوئی اُس اثنا مین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در چاندنی کا بنا ہوا سرد چلنے لگی پانی چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ رنگ کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار چاندنی دیکھتی تھی اور عمرو اس کی خاطر سے آہستہ آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین ہین لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے اُنھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ بران اسکو نہین ملی پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کی طرف پھرے راہ مین اُنسے اور چالاک سے ملاقات ہوئی اور اوسکو قسمین دین کہ مرشد زادے لشکر مین تشریف لے چلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے حجاب ہوگا ابھی کوئی کار نمایان مین نے نہین کیا ہے عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین ہین اور بڑا کام تو تمنے یہ کیا کہ تمام لشکر کو سحر سے شاہ جادوان کے چھڑایا اچھا بروقت آنے خواجہ صاحب کے چلے جانا عیار مذکوران کے بجد ہونے سے ہمراہ ان کے چلا اور یہ سب اول جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین مقتولون کی اُٹھ رہی تھین ملکہ مسطور اندر بارگاہ کے چپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سناٹا تھا لشکرون مین بھی وہ گھما گھم اور رونق نہ تھی جا بجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب طلسم بچنے کا نہین مناسب ہے کہ یہان سے نکل چلین ورنہ دین و ایمان سب برباد ہوگا بعض خیام سے غم پدر و پسر و برادر سے صدائے نوحہ و شیون برپا تھی عیار یہ تمام سب دیکھتے ہوے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہو رہے تھے نقارہ شادمانی پر چوب پڑ رہی ہر خیمہ مین ناچ ہو رہا تھا بازار عیش و عشرت گرم تھا عیار سب طرف پھر کر بارگاہ مین آئے ضرغام نے سب سے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہین ہر ایک سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے بھی صفت و ثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اس کیفیت مین مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہماے جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کرا کے بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو بھی تھی غرض ان کو بتعظیم تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہے ہمانے کہا مین اسی واسطے آئی ہون کہ تم سے صلاح کرون میری راے یہ ہے کہ شب کو شاہان دربند طلسم کو چلکر اپنی بارگاہ مین لے آؤ مہرخ نے کہا بہتر ہے چلو یہ کہکر مع ہما کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اُس لشکر مین پہونچ کر ہر ایک سے ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکہ بران

ہین وہ ہم سے کچھ فرما نہین گئین نہ یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے اپنے ملکون کو جانا نہ یہ فرمایا کہ یہین رہنا ہم کو آپ ابھی
اسی جگہ رہنے دین صرف اتنا بندوبست کردین کہ ایک صحرائے فراخ و وسیع مین ہم کو اتروا دین کہ یہان
تکلیف بہت ہے یہ سنکر مہرخ نے مہتر قران سے کہا کہ یہان سے پانچ کوس پہ ایک کوہ سیاہ ہے وہان ان
سب کو لیجا کر اتروادو سب بادشاہون نے کوچ کیا قران ان کو لیکر ہمراہ چلا اور دامن کوہ مین جب پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہے جسمین نہ کوئی درخت ہے نہ جھیل ایک تختہ صندل کا ایسا ہموار و مصفا
زمین کا تھا غرض وہان لشکر اترا لیکن بازار سے ملکہ مہرخ کے سرا اُس لشکر کا آکر ملگیا اب سب ساحرون کو
بفراغت جائے سکونت ملی مہرخ و قران پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے اور مصروف عیش ہوئے اس وقت
صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری اس لشکر مین آئی اور یہان ہزارہا ساحرون کو لشکر بران سے آتے جاتے
دیکھا اسنے انھین کو دیکھ کر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی جواہر نگار
پر ایک عیار کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اسکو پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ
سے دریافت کیا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر امیر سے آیا ہے مگر خواجہ کی صورت سے شکل اسکی بہت مشابہ ہے
غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھ کر آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے
پڑھا لکھا تھا کہ منم بران اے مہرخ مین عمرو کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن مین آئی ہون اور اپنے طلسم کو
جایا چاہتی ہون اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کو آؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جائین گے اُن سے بھی ملجاؤ اور
اور ایک چیز مین نے سحر سے تیار کرکے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہے اُس چیز کو اس سے لیکر سونگھنا تم کو سب
واضح ہو جائے گا کہ مین کس وجہ سے تمھارے پاس نہین آئی اور اُس کو تنہائی مین جا کر سونگھنا تاکہ میرا راز
اوررون پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہو کر اُٹھی اور بارگاہ کے دونون سمت راوٹیان بنی ہین
عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی مین آئی یہان چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہوگی
اُسکو بیان کرنے کو علحدہ لے گئی ہے یہ سمجھ کر چپکا بیٹھا رہا اس اثنا مین بہار اپنی بارگاہ سے یہان آئی چالاک
کو یہ پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام مین داخل ہوئی ہے اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھ کر باتین کرنے لگی
ہنگام تکلم مین اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہان ہین چالاک نے کہا کہ ابھی ایک ساحرہ نامہ
لیکر آئی تھی اُسکو لے کر الگ گئی ہین کچھ مشورہ کرنے کو بہار نے کہا اکثر شاہ جادوان کے یہان کی عیار
بچیان جادوگرنیان بنکر آتی ہین اور پکڑ لے جاتی ہین انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے گئی ہین چالاک نے پوچھا
عیار بچیون کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا عیار بچیان پانچ ہین صرصر شمشیر زن۔ صبا رفتار۔
شرارہ نقب زن۔ شمیمہ سنگ انداز۔ تیز نگاہ خنجر زن۔ انھون نے تمھارے باپ اور
بھائیون سے سامنا کیا ہے اور دعوی برابری کا رکھتی ہین عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے
یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور راوٹی مین آیا یہان صرصر مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے جو

بتران نے بھیجی ہے عیارہ نے کمر سے ایک حباب بیہوشی نکال کر اُسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ
باندھکر قنات چاک کرکے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہان مہرخ کا پانون پڑا تھا وہان کا فرش تو
دب گیا تھا اور عیارہ کے پانون کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھکر جھپٹا اور تلاش کنان صحرا مین پہونچا
صرصر ہنوز جنگل مین پہونچی تھی کہ اسنے پہونچکر نعرہ کیا باش کہ ما ہم رسیدیم صرصر سمجھی کہ مین پشتارہ بدوش بھاگ
نہ سکونگی بس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار کے عقب مین بہار بھی آئی تھی چالاک
نے اُس سے کہا کہ تم مہرخ کو ہوشیار کرکے لیجاؤ مین اس عیارہ سے سمجھ لون یہ کہکر جانب کوہ چلا صرصر
وہان سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے مین جانتی ہون کہ تو عمرو کا بیٹا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ چلا جا
اِسنے جواب دیا کہ اری چڈو تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ مین بیٹھا رہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہے
عیارہ نے کہا منم صرصر یہ کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اُتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یون قید نہو گی
بس دھوکا دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھکر منھ ہاتھ دھونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھون میرے
تعاقب مین آتا ہے یا نہین اُسکا منھ جو پھر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اسنے ایک
گولی بیہوشی کی بھری کاغذ کی کمان مین رکھکر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنے کی
یہ ہوئی کہ جب اُسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہ بھی تو بے نظیر عیارہ ہے سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہی آئیگا ضرور
مجکو پکڑ نے بس یہ سمجھکر سامنے بیٹھ گئی اور حلقہ ہاے کمند اپنے سامنے کی طرف اس طرح بچھانے لگی
کہ جو کوئی ادھر سے گذرے وہ اسمین پھنسے یہ کمند بچھانے مین مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب
کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی تیر کی طرح اسکے دماغ مین سرایت کر گئی تڑاتڑ کئی بار چھینکی اور بیہوش ہو گئی چالاک
خوشی خوشی دوڑا جب قریب اُسکے پہونچا کمند کے حلقون پر پانون پڑا سا تون بند کمند کے اُچھل کر
گردن و کمر مین آگئے اور یہ بندھکر گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ پچی ہو گئے چونکہ جنگل مین ہوا
سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہو گئی اور اسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہے یہ دیکھکر بہت خوش
ہوئی لیکن کمند مین چالیس گرہین ہوتی ہین اور بڑے عیار جو زبردست ہوتے ہین وہ یہ طریقہ جانتے
ہین کہ ایک طرف سے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارتے ہین سب گرہین کھل جاتی ہین چالاک بھی یہ خیال
کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا مارون جو گرہین کھل جائین اسی خیال مین تھا کہ صرصر کود کے اس پر
آ ہی تو پڑی اسنے بعجلت تمام تر جھٹکا سرا کمند کا تھام کر لگایا کہ سب حلقہ اُس کے کھل گئے اسوقت
اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ دور ڈھلک کر ایک غار مین گری یہ جست کرکے
اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ نہ بن آیا اُسنے انثیین اسکے پکڑ لے اتفاق سے صبا رفتار بھی اس طرف
آئی اور پکاری کہ گھبرانا نہین ہم بھی آ پہونچے صرصر سمجھی کہ شاید قران آیا یہ سمجھکر اسنے چالاک کو
چھوڑا اور جست کرکے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچا ناچار اسنے تیغ کھینچا چالاک بھی تیغ

کھینچ کر مقابل ہوا دونون عیارنیان اسپر چوٹین ڈالنے لگین اور یہ بھی روک روک وار کرتا تھا
چالیس چوٹین اسنے مارین صرصر نے سب روکین فقط اتنا فرق ہے کہ وہ دو ہین یہ اکیلا ہے اب اسکو
بھی غصہ آیا اور اسنے قصد کیا کہ مار ڈالون لیکن جب اسکو آئے ہوئے صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر
سے اسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر پہونچا دیکھا تو برق شمشیر چمک رہی ہے دل سے کہا کہ عجب
خونریز زمین ہے کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے
تلوار چل رہی ہے یہ دیکھ کر پکارا کہ واہ واہ اے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال رہے
کہ اسمین ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہے یہ آواز سُنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے گویا
ہوئی کہ اے بی بی وہ موا کالیا حبشی جلاد فلک آگیا یہ سُنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اُس کے
ساتھ روان ہوئی چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اسنے کہا بھیا اس مالزادی قحبہ نے
بڑا غضب کیا مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا نہین کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان
گالی نہ دو اسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے اور وہ دوسری میری لونڈی ہے عیار بچیون نے
جو یہ بھاگتے مین سنا پھر کر گالیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موؤن نے ہمکو لونڈیان مقرر کیا ہے ان کو
اور ان کے اُستاد کو گہری گور مین تو بین جمشید قسم کہ ان مرُھتون نے ہم کو سارے طلسم مین چھنال مشہور کر رکھا ہے
یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا کہ اُستانی صاحبہ آج جو مین نہ آتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ
وہ جانتے نہ تھے اب جو تم نے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالون گا یا اندھے کوئین مین اُٹھا کر ڈال دونگا
عیار بچیان کوسنے دیتی ہوئین ایکطرف چلی گیئن اور یہ دونون پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار
ملکہ مذکور کو لا چکی تھی اُسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا
تم بھی بیٹھو اُسنے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہے کہ بران
اپنے طلسم مین لیے چلی گیئن چالاک نے کہا اُن کا طلسم کہان ہے قران نے کہا اُس وقت سب حال
از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تاکہ یہ جملہ کوائف سے آگاہ ہوکر دوست دشمن کو پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو
مین مہتر برق باہر سے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ مین بران کے لشکر مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکور کے
کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار ہین اور اے ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین
مہرخ نے کہا اب انشاء اللہ اسی طرح حملہ کرکے شہزادہ اسد کو بھی چھڑا لائینگے اب مین انتظار مین ہون کہ
خواجہ میرے لشکر مین آئین تو جشن کرون قران نے کہا مین جا کے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا
ہون ملکہ نے کہا کہ تم سب چلے جاؤگے تو چالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا ادھر بارگاہ
حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر رہا ہو گیا تو کچھ
پرواہ نہین شہنشاہ سے بچ کر کہان جائیگا اسوقت اور جادوگرنیون نے کہا ہمکو یہی تعجب ہے کہ بران

کے ہاتھ سے بچ کر نکلگئی یہ سنکر سفاک رو یگین تن نے کہا مین دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے ان کو رسی مین باندھ دیا رسی سحر سے جلگئی تھی لیکن اتنے عرصہ مین بُرّان بھی نکل گئی تھی صرصر نے کہا بی بی یہی بڑا ستم ہوا کہ عیارون نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل امر انکا رنج والم کہان تک بیان کرون اسی حرف و حکایات مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جو شرمندہ ہو کر پردۂ شب مین چھپ گیا تھا اب اپنے گریبان سحر سے بسان متفکران سر اُٹھایا کہ نظم

یہ باتین یقین کہ آئی شب کی قیامت
ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت
بٹھایا نور کا جوشن سحر کو
کیا خورشید نے روشن سحر کو

صبح کو افراسیاب برنگ دود جگر بستر خواب سے اُٹھا اور ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہاے طلسمی کی سیر کرنے لگا اس لیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہل جائے چنانچہ ہر سمت پھر کر باغ مینا مین آیا یہان اسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوے یہ تخت پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا ادھر صحرا مین بران و عمر و شب بھر عشرت پذیر ہوے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل دو سر جادو نام کہ یہ منظر و بد انجام ان کے اس مقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ او صحرا کا افراسیاب کی طرف سے محافظ ہے چنانچہ جہان بُرّان بیٹھی ہے اُس کے چار سمت پہاڑ ہے بیچ مین یہ میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ مین بُرّان کا سامنا نہ کر سکونگا کیونکہ وہ مالک اختر مروارید ہے نیس یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر جو خوب عمدہ اُسکو یاد تھا پڑھا کہ سلین بڑی بڑی اڑ کر درّہ کوہ مین آڑ ہوگئین راہ آمد و رفت کی بند ہوگئی اور اُس میدان مین کہ جہان خواجہ و بران بیٹھے تھے اندھیرا ہوگیا خواجہ نے کہا خداوند اخیر کرنا بُرّان نے کہا خواجہ گھبرانا نہ چاہیے ہم جو یہان غافل بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بند کی ورنہ میرے پاس اختر مروارید ہے کسی کا پنجہ مجھپر قابو ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکل جاؤنگی تم بیٹھے رہو کچھ فکر نہ کرو یہ تو اسطرح کی فکر مین ہے لیکن سیاہ دل دو سر جادو ان کو اپنی دانست مین مقید کر کے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کر کے دریاے نور کے کنارے آیا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران مین آپکی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون اسکے پکارتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا مین بیٹھا تھا اور اسکے پاس اسوقت نامہ لقا کا آیا تھا اُسکو پڑھ رہا تھا اُسمین وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھول گیا ہے مدت سے ہماری مدد کے لیے تو نے کسی کو نہ بھیجا یہان خدا پرستون نے مجکو پریشان کر رکھا ہے سب ساحر مارے گئے صرف ایک صبا جادو باقی ہے وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی پھرتی ہے اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہان بھیج کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے اور اگر تو نے تامل در باب اعانت کیا تو مین جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہان سے سلیمان کوہ کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھکر بادشاہ ساحرون کو کہ رہا تھا کہ کیا خدا پرستون نے سر اُٹھایا ہے اب کسی ساحر کو

میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجون وہ یقین ہے کہ مسلمانون کا خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہان
جاتا تھا چالاک مارڈالتا تھا اب تو وہ عیار یہان آگیا ہے کوئی اور عیاران عیارون کے برابر کا ہے کوہے
اب کھٹکا وہان کا کچھ نہین ہے انھین باتون مین یخچہ نے جاکر سیاہ دل کو سامنے پہونچایا اسنے بادشاہ
کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھر سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا
تھا دوسرے یہ کہ مین جس غار مین رہتا ہون وہان سے گرد آوری کے لیے جو اُٹھا تو کوہ کے میدان مین بران
شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک مرد سے سرگرم سخن ہے مین سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو یہ بھاگی تھی اس جگہ آکر
مخفی ہوئی ہے پس مین نے مقابلہ کرنا مناسب نہ جانا لیکن درّہ کو چار سمت سے بند کر دیے اور خدمت بندگان بادشاہ،
مین خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ خبر سُنی فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہو گیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہے
اُسنے قسم کھا کر بیان کیا بادشاہ نے اُسپر بھی بنابر احتیاط رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین بھی معلوم ہوا کہ بیان
سیاہ دل سچ ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا اور سیاہ دل سے گویا ہوا کہ آگے چل مین بھی آتا
ہون وہ یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا
یخچہ نے اُٹھا کر دریا کے پار پہونچا دیا یہ اپنے غار کی جانب روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار
عمرو کو ڈھونڈھنے نکلا تھا اور دریاے خون روان کے کنارے تلاش کنان پھر رہا تھا اسنے اسکو دیکھا
کہ ایک ساحر دریا سے اُس پار اُترکر ایک طرف جاتا ہے عیار ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑکر
اسکے قریب گیا اور صاحب سلامت کرکے کہا بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیون نہ کرتے
ہمیشہ جس کام پر تم نے ہاتھ ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہے سیاہ دل اس گفتگو کو سُنکے سمجھا کہ شاید یہ ساحر
بھی میرا حال جانتا ہے پس جملہ ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ بُرائی نہ سمجھو تو جہان وہ باغی قید ہین ہم بھی
تمھارے ساتھ چلین اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہین دونون ایک ہین بُرائی کیا ہے ایک سے دو بہتر آؤ چلو
یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونون اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہان پہونچکر کہا وہ قیدی کہان
ہین اُسنے کہا اس پہاڑ کے اندر اسنے کہا پھر اسکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اسنے کہا بران بڑی زبردست
ساحرہ ہے ہم تم مقابلہ نہ کر سکین گے افراسیاب کو بُلا آیا ہون وہ آیا ہی چاہتے ہین تامل کرو یہان تو یہ گفتگو
ہے وہان بران سے خواجہ نے کہا اے ملکہ تم یہان کبتک رہوگی اب اپنے گھر چلو یا میرے لشکر مین یہان
بیٹھنے سے فائدہ کیا دوسرے کھٹکے کی جگہ دل نہین لگتا ہے ملکہ نے یہ سنکر اختر مروارید اپنے جوڑے سے نکالا
تمام درّے مین روشنی ہو گئی اس اختر کا یہ ماجرا ہے کہ چار ہزار برس بیشتر باغ جمشید و سامری مین ایک میلہ
ہوا تھا اُس روز بران کے دادا پردادا نے قبر سامری پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے
یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہان جانے سے پجاریون نے وہان کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا
بڑے بڑے سحر اس اختر سے ظاہر ہوتے ہین چنانچہ ملکۂ مذکور نے اس اختر سے یون کاٹ کر چاہا کہ درّہ کوہ مین

راستہ پیدا کرون اسنے تو یہ چاہا اُدھر بیرون درّہ **قران** نے **سیاہ دل** سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ تو ابھی
تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہے اُسنے کہا کہان اسنے کہا ارے بھائی جُھک کے دیکھو وہ درختون سے
نظر آتا ہے اُسنے اسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا کھوپری خوب سامنے تھی **قران** نے پشت پر سے
اچھی طرح تان کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہو گیا بھیجا نکلکر دور گرا اور صداہاے مہیب پیدا ہوئین تراق
پڑاق وہ سلین جو درّہ کوہ مین آڑ تھین گر پڑین آندھی آئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا **سیاہ دل** جادو کو **بہران**
آمادہ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھ کر پکاری کہ وہ مارا کسی نے اُسکو جسنے ہمین قید کیا تھا اس اثنا مین **قران** دوڑ کر اندر درّے
کے آیا اور اپنا نام لیکر نعرہ کیا **عمرو** نے نعرہ سُنکر کہا کہ آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ **قران** دوڑ کر قدم پر گرنے
چلا **عمرو** نے چھاتی سے لگا لیا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا **قران** نے پھر حال **سیاہ دل** کا بیان کر کے کہا کہ
**افراسیاب** آتا ہوگا مناسب ہے کہ یہان سے لشکر مین تشریف لے چلیے سب مشتاق دیدار ہین اور چشم براہ
تمام سردار ہین **عمرو** اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر شاہ جادوان بھی نکل چکا تھا اور الیا
قریب پہونچ چکا تھا کہ **سیاہ دل** کے مرنے کا شور اُسنے بھی سُنا اور وہین سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران
اس نعرے کو سنکر **قران** تو ایک غار مین کود پڑا اور سر غار پر بنا بر احتیاط حلقے کمند کے لگا دیے اور اندر غار کے نقب
کھودتا چلا کہ شاید یہان کوئی آئے تو مجھکو نہ پائے ادھر **عمرو** بھی بھاگا لیکن لالچ جو دامنگیر ہوئی فرش اُٹھانے لگا
**بہران** نے کہا فرش کو چولھے بھاڑ مین ڈالو خواجہ تم نکل جاؤ یہ سنکے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اس اثنا مین زمین کو
زلزلہ آیا برق شرربار چمکی پہاڑ پر طائر پکارے کہ یا **افراسیاب** جادو یا **افراسیاب** جادو خواجہ نے ناچار
گلیم اوڑھ لی ملکہ تنہا اُس صحرا مین رہ گئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک کی طرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ
اُس شعلہ مین تپلہ یاقوت کا بصورت **افراسیاب** استادہ ہے یہ دیکھتے ہی اسنے ایک نارنج زمین پر مارا جہان
وہ نارنج گرا وہان کی زمین شق ہوئی اور پانی اُسمین سے جاری ہوا اور بڑھ کر آن واحد مین دریا ہوا اور بسان
قلزم زخار موج مارنے لگا دفعۃً ایک کشتی مثل ہلال فلک چمکتی ہوئی سر تا پا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے
آ لگی یہ یم خوبی و قلزم محبوبی جست کر کے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن و جمال اُس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوبان
عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت مین ڈوب مرتے عرق تصویر پیشانی پر آتا حسینان جہان کنیز بنکر پانی بھرتے زلف
مشکفام پر چشمہ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق مین پریشان جبین مبین بحر نور جبین جبین موج قلزم حیات
ضرور ابرو کشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمہ مہر پر چشمک فگن چشم سحر آفرین کے تعشق مین مثل مردم آبی
حسین گرداب بحر الم مین ڈوبے ہوئے دو چشمے ناز و غمزہ کرشمہ سے بھرے ہوئے چشمہ خورشید مین وہ آب و تاب کہان
جو اُسکے روے انور مین تھی وہ آب کہان آب گوہر مین تھی غنچہ دہن محیط عالم مین صورت حباب چاہ ذقن مین
لطافت و صفا کا آب اسی طرح سب تن گلبدن کا دریاے عالم مین بے رنگ گوہر نایاب کہ بمقتضاے ابیات

عارض سے چمن نے فیض پایا
گیسو سے ختن نے فیض پایا
کی جسنے نظر جہان سے کھویا

| | | |
|---|---|---|
| اک جام دیا جسے ڈبو یا | | سینے کیے چاک دل ہلائے |
| | | مٹی مین بہت قمر ملائے |

اُس ناؤ پر جا بیٹھنے سے یہ ظاہر کہ آفتاب حسن برج آبی مین آیا برج حوت نے اُس کشتی پر رشک کھایا اسکے ناؤ پر جانے سے وہ شعلہ جبین پتلہ یاقوت کا تھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا پتلا اُسمین سے نکلا اُس وقت اُس عربدہ ساز نے نیا تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ ملایا پانی دریا کا بلند ہو کر جادر پڑنے لگی مگر لب ساحل پر آکر آتش ہر موج بنتی اور پتلے پر شرر بنکر گرتی اُسوقت پتلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا کہ منم **افراسیاب** نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکار کر کہا کہ اد چھوکری یہ سحر تو نے ایسا کیا ہے کہ میری جگہ پر اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہو کر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کر سکتی ہے تو وہی ہے کہ میری گود مین ننگی آتی تھی اور پیشاب کر دیتی تھی اچھا اب یہ بتا کہ انکو کیا کیا جنکے لیے یہ مصیبت اٹھائی تیرے باپ کو لازم نہ تھا کہ میرے مقابلے مین تجکو بھیجتا اُس دزد عمرو کو تو نے کیا کیا **بران** نے جواب دیا کہ عمرو عیار تین دن پہلے اُس لڑائی سے تیرے برج غضب سے نکلگیا تھا تو جانتا ہے کہ مین لے آئی ہون بھلا وہ میرے چھڑانے کا محتاج رہتا وہ شہنشاہ عیاران ہے شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکل گیا مگر تو کہان جائے گی لے لڑکی اگر تو میرے پاؤن پر گرے اور کہے کہ جیسے **کوکب** میرے باپ ویسے آپ تو مین تیری جان بخشی کرون **بران** نے کہا میرے باپ نے کچھ تجکو مجھے حوالے نہین کر دیا کچھ تیرا ہم دیا نہین کھاتے محتاج تیرے نہین رعیت نہین پھر ہم منت کیون کرین شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑے گی ملکہ نے کہا ہزار بار لڑون گی لڑنا نہ ہوتا تو گھر سے کیون آتی شاہ طلسم نے یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا **بران** کشتی سے کود کر سامنے آئی کشتی بھی دھوان بنکر اُڑ گئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا اے چھوکری یا جان سے کیا تجھکو مارون لیکن کچھ تنبیہ کر دینا لازم ہے تا کہ ادب آجائے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ اسی موم کے گولے سے ادب سکھاؤ گے جو تمھارے ہاتھ مین چھپا ہوا ہے یہ کلام سحر آگین تھے گولا موم ہو کر ہاتھ مین چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھٹ گیا اور اسنے ایکی مرتبہ منھ سے افسون پڑھ کر پھونکا کہ **بران** کو غش آنے لگا اسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک پتلی زمین سے نکلی گلاب کا شیشہ لیے تھی گلاب اُسنے ملکہ پر چھڑکا کہ ہوش آیا پتلی تو غائب ہو گئی اور ملکہ نے اختر مروارید نکال کر شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو پتلیان اسکی طرف سے پیدا ہوئین اور گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر ملکہ نے اختر کو زمین پر پھینکا شاہ جادوان کمر تک زمین مین غرق ہو گیا اور پکارا کہ اری چھوکری خوب تجکو اُس یار بیوفا نے تعلیم کیا ہے لیکن میرے ہاتھ سے کہان جائے گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ نے تو شاہ کی کمر تھام کر زمین سے نکالا اور ایک نے **بران** کی گردن پکڑ لی اس مقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکورہ کو شاہ جادوان نے گرفتار کر لیا لیکن اسپر شاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ مین تھے اُنکا بیان ہے کہ ملکہ مذکورہ کو عمار بچی نے آکر قید کیا چنانچہ صاحبون کی تقریر یہ اچھی (جاہ) ترزیق بیان بتصریح تمام بیان کرتا ہے **اول بیان صاحب دفتر** یہ کہ جب پنجے نے بران کو

پکڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اُسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی بادشاہ نے ہاتھ ڈال کر ایک زنجیر اور طوق الماس زنگ نکالا اور برّان کی گردن مین طوق پہنا کر زنجیر سے باندھا اور اختر مروارید چھین لیا یہ ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علٰحدہ کھڑا تھا اُسنے بھی دیکھا اور فکر مین رہائی ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر کہ تیار ہوا بیان کیا جائے گا لیکن اب افراسیاب قید کرکے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالون پھر آپ ہی آپ سوچا کہ اس لڑکی کو کوکب کے پاس بھیجدون تاکہ وہ شرمندہ ہو اور پھر مجھسے لڑنے کا ارادہ نہ کرے غرض یہ اسی فکر مین دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعتہً ایک آواز تڑاقے کی آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس مین غرق تھا گلے بازو پر ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے مین پڑے بُت جواہر کے کہنی سے شانے تک بندھے تاج ہیرے کا سر پر رکھے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ برّان نے پہچانا کہ میرے والد ماجد شاہ کوکب ہین بس اُسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہین مین اپنی خوشی سے ناحق لڑنے آئی نہین معلوم کیا اُنھون نے سنا جو خود چلے آئے اور اس طرح اس جلاد بادشاہ کے مقابلے مین جو یہ آئے ہین اگر کوئی خدانخواستہ ان کو ذلت درپیش ہوئی تو تمام شہرون مین طلسمات کے میرے باعث سے انکو ندامت ہوگی اب یہ مجکو ولیعہدہ سلطنت پر نہ رکھین گے اگر ان کو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر مرجانا الحاصل یہ تو خوف کھا رہی ہے اُدھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی پہچانا اور دونون باہم دست بہم ہوئے اور شاہ افراسیاب نے کہا اے یار بیمروت کوئی حق محبت تمنے یاد نہ رکھا سب رسم آشنائی بھلادی آج بیٹی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی مین آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہین کہ لڑنے آئے یا ملنے افسوس **نظم**

نگاہین کیون پھرین یہ کیا ہوا ہے | اگر تیری خوشی یون ہے بھلا ہے | بتا تو مجھ سے اے پوشیدہ دشمن
یہی ہے حق الفت یار پرفن | کمی ہمت مین کیون ہے آج ہمسے | نہ ریزش ہوگی اب ابر کرم سے
اگر کچھ رحم ہو دل مین پیارے | سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے | وہ باتین یاد کر اے یار پُرفن
کرکو نظر ساتھ تھے جب تھا لڑکپن | مراد بے نیازی سے سروکار | تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتین اُسکی سنکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور پکارا کہ اے یار وفادار مجھسے کوئی بات بیوفائی کی نہین ہوئی پہلے تمھین سے چھیڑ نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تم نے اُس تخت کی اُٹھانے والی پتلیون سے ایک پتلی کو مار ڈالا پھر جب نامہ مین لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہان چلے آتے تمھارا گھر تھا کوئی منع نہ کرتا مجھسے آکر لپٹ جاتے اسپر طرہ یہ کیا کہ مجلس کے تپلے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو بٹھا رکھا آج اپنی دختر کو مین اسیر دیکھ رہا ہون مجکو قسم ہے جمشید معلی جناب سامری و الاالقاب کی کہ مین نے اُسکو تم سے لڑنے نہین بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خرد ان خطا داز بزرگان عطا اس پر تم رحم فرماتے وہ وا واہ اور اُلٹے آپ مجھسے شکایت کرتے ہین افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ برّان پر سے

سحر اُتار لیا اور کہا اے برادر تمکو اُس دزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی سُن سُن کے مجکو بھی غصہ آیا تھا پاے سامری نے عنایت فرمائی جو تمہاری طبیعت راستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اس ابلیس کی شکر رنجی کو عاقل کب مانتے ہین ذراسی بات مین دوستون سے نہین بگاڑتے ہین اچھا اب بمصداق مضی مامضی - گذرے ہوی رنجورون کا ذکر کیا آؤ گلے ملجاؤ کہ بموجب

**نظم**

وہ جو گذرا سو گذرا او جفا کار
خفا ہوتے نہین مہمان سے ظالم
وفا تجھ مین کہان نا آشنا ہے
یہ دھوکا ہے برائے حسن انجام

نہین لازم کہ اب دے ہمکو آزار
خفا ہو مجھ سے اُلٹے کر نہ شکوے
کسی کا آشنا بھی ہو تو کیا ہے
بسر کر زندگی اُلفت سے اے یار

حذر کر آہ مظلومان سے ظالم
بگاڑا ہمنے کیا تیرا بتا دے
نہین دنیائے فانی جائے آرام
نہ اب ہم ہین نہ ہی تو کچھ گنہگار

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا اُدھر سے کوکب اپنی خوردی جتانے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا شاہ جادوان نے ہان ہان کرتے شانہ پکڑ کر اُٹھایا جیسے ہی منہ کوکب کا مقابلہ مین اُسکے آیا کوکب نے پف جو کیا بیہوشی کا سفوف ناک مین شاہ جادوان کے تیر کیطرح پہونچا اور وہ چکر کھاکر زمین پر گرا کوکب نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیاران عمرو بن اُمیہ عیار اور نعرہ کرکے اختر مردارید شاہ جادوان سے لیکر بران کو دیا وہ تو خوف سے لرز رہی تھی یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی کہ واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپنے اسوقت وہ کام کیا ہے کہ اگر شاہ کوکب ہوتے تو داد تمہاری عیاری کی دیتے یہ کہکر ایک نارنج سینہ افراسیاب پر لگا دیا وہ نارنج ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر پذیر نہوا اور نارنج پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین مین سما گیا بران سمجھی کہ یہ مارا جائیگا اور اب جو ہوشیار ہوگا آفت در قیامت ڈھائیگا یہ سمجھکر خواجہ کو لیکر اُڑ گئی اور ایک پہاڑ پر آکر اُتری اور وہان خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل اے خواجہ حیران تھی کہ میرے باپنے کبھی ایسی گفتگو تو اپنے ادنی غلام سے بھی نہین کی آج یہ کیا ماجرا ہے جو افراسیاب سے ایسی باتین منت آمیز کرتا ہے خواجہ نے کہا یہ تمنے نہ دیکھا کہ دونون بادشاہون کا حفظ مراتب مین نے کیسا کیا اے ملکہ یہی ہم لوگونکی عیاری ہے کہ جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی ہی عیاری کرکے کام حریف کا تمام کرتے ہین کچھ خوف ایسی باتون کا تم اپنے دلمین نہ کیا کرو اب چاہیے کہ دم بھر یہان بھی نہ ٹھہرو اور میرے لشکر مین چلو وہ مقام یہان سے نزدیک ہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم پھر آکر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہے چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی صورت بدلی اور ملکہ کی شکل بھی تبدیل کردی دونون صورت بدلکر روانہ ہوے اُدھر شاہ جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران تھا کہ یہ کوکب نے میرے ساتھ کیا کیا غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار بصورت کوکب آکر بران کو چھڑا لے گیا اور جمشید نے تجکو بچا لیا ورنہ بران صاحب اختر سحر بھی بیہوش ہونے پر تجکو مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست نبرد رہتے ہین اور تو بندہ مقبول سامری ہے اسوجہ سے بچ گیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات کے پیچھے ہاتھ دھوکے نہ پڑ جائے تدبیر جنگ کیا اور طرح سے نہین ہوسکتی جو تو قتل عمرو کے پیچھے پڑا اب لازم ہے کہ چندے صبر کر اور آرام پذیر ہو یون دو تین

پھرنا اچھا نہین ایسا نہ ہو کہ ایک روز تو کسی عیار کے ہتے چڑھ جائے اور وہ تجکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کر کے
یہ بھی باغ کی طرف روانہ ہوا ۔ **دوم بیان انبہ پرشادہ صاحب** وہ یہ کہ جب بران کو پنجہ سحر افراسیاب نے
پکڑا بران نے اُف کر کے کہا پنجہ سحر کا جلجائے اُف کرتے ہی اُن دونون پنجون مین آگ لگی اور مثل شعلہ بھڑک کر
جل گئے بادشاہ زمین سے تڑپکر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لاؤ اُس کے ہاتھ مین کمند سحر آگئی وہ
کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک مین ملے افراسیاب اپنے سحر مین آپ ہی لبسان کمند پیچ و تاب کھائے اتنا
کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے پاؤن لڑکھڑائے اور پھرا کے چار دن شانے چت زمین پر گرا
وہ کمند جھٹکا کھا کر اسی کے جسم مین لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اُسوقت بقدرت کردگار صبا رفتار
اس طرف آنکلی اور دور سے تمام کیفیت اس نے دیکھی اور ازبسکہ عمرو و قران بھاگ گئے تھے میدان خالی
پا کر اُسنے صورت اپنی مثل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ کیون نہ ہو وہ آخر کس شخص کی بیٹی ہو
اسی طرح تعریف کنان برابر آکے پہونچی اور بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ ملکہ بیہوش ہو گئی اس اثنا مین ایک
پتلا بلور کا آیا کہ شیشہ پانی کا لیتے تھا بس اُسنے تین چھینٹے اُس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ
وہ کمند سحر کھل گئی شاہ مذکور نے اُٹھکر اختر مروارید بران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان مین اُس کی
سوزن دیکر اُسکو باندھ لے اُسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ اب تو جا کر حیرت کی بارگاہ مین ٹھہرین
اس گیسو بریدہ کو زندان ظلمات مین قید کر کے آتا ہون تجکو اسکی عیاری کے صلہ مین مالا مال کر دونگا کہ تو نے
واقعی کار نمایان کیا ہے عیارہ نے یہ سُن کر اپنی راہ لی اور بادشاہ بران کو لیکر جانب ظلمات گیا اور
وہان پہونچا زندان خانہ مین آیا ملکہ اسی طرح بیہوش ہو شاہ نے زندان مین آکر سحر پڑھا کہ افعی سحر و اژدر
ظلمات بجادو دونون محافظ و داروغہ زندان خانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر خدمت ہوے اُسنے بتاکید تمام
حکم دیا کہ تم اپنا زبر دست سحر اس مجرمہ پر کرلو ایسا کہ یہ محض بیحس و حرکت ہو جائے پھر طوق و سلاسل مین
جکڑ کر اُسکو ہوشیار کرنا اور ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اسے آٹھ پہر مین دینا اور صبح و شام ہر وقت
حفاظت کرنا اس کی جانب سے کبھی غفلت نہ کرنا کیونکہ یہ بلائے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب
ہے اور بندون کی طرح ایسا ویسا ساحر اُسکو نہ جاننا اگر یہ چھوٹ جائے گی تو ہزارون کو قتل کریگی قیامت
ڈھائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی صاف یہان سے نکل جائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سُن کے اُن دونون ساحرون
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ یہ تو کیا ہے اگر ہم اس کے باپ کو اس طرح غافل پائین اور اپنا سحر
اُس پر کرلین تو ساری عزت اُس کی خاک مین ملجائے کبھی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی نہ پائے آپ اطمینان
رکھیے یہ زندان ظلمات ہے سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا پھر یہان سے کوئی بھاگے
گا تو کدھر جائے گا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے مین ٹکراتا پھریگا اور ہم خانہ زاد موروثی اسی حفاظت
اور پاسبانی ہی کے لیئے ہین رات دن یہان سے ہلتے بھی نہین اس مجرمہ سے کبھی

غافل نہ ہون گے بادشاہ نے فرمایا کہ ہان بس یہی چاہئیے یہ کہکر وہان سے پھرکر جانب بارگاہ ملکہ حیرت روانہ ہوا یہان محافظان زندان نے بران کو خوب اسیر سحر کرکے ہوشیار کیا اس پروردۂ مہد ناز و نعم نے کاہے کو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکھا تھا اور ایسی صعوبت مین مبتلا ہوکر رنج و غم کاہے کو اٹھایا تھا آنکھ کھلتے ہی عجب سامان نظر آیا فلک تیرہ رو نے غضب کا روز سیاہ دکھلایا زندان سیاہ مین پھنسایا کہ

## ابیات

| | | |
|---|---|---|
| دیکھا تو عجب خراب زندان | کچھ دیو نژاد تھے نگہبان | زندان وہ سیہ خراب ابتر |
| جیسے کہ مہیب غار اژدر | آسیب جو اسمین آئے ڈر جائے | دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے |
| کیا کہیے کہ کیسی چھت پرانی | اک سر پر بلائے آسمانی | تھے دیدۂ دیو روزن در |
| کڑیون کی کڑک کہ شور محشر | کڑیون کا یہ گھن سے ماجرا تھا | باران بلا برس رہا تھا |
| کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی | دیوارون سے جھڑ رہی تھی لونی | دیوار کا تھا یہ قول ہر دم |
| ماندے ہین بہت کھڑے کھڑے ہم | رخصت جو نگاہبان سے پائین | کل کو کہین آج بیٹھ جائین |
| اول تو نہ تھا نشان روزن | ہو جس سے سیاہ خانہ روشن | تھا بھی تو یہ رنگ تھا نرالا |
| مکڑی نے لگا دیا تھا جالا | گردون نے عجب زمین دکھائی | تھی بیٹھنے کو فقط چٹائی |
| اندوہ کا گھر کے آیا بادل | نہ شمع نہ روشنی نہ مشعل | اک تیرگی لحد کا عالم |
| معلوم نہ تھا کہ ہین کہان ہم | الجھن وہ غضب کی کہ نزع کا حال | دل ہلنے لگا تو آیا بھونچال |
| گھبرا گئے وہ بار بار اٹھنا | ہر مرتبہ بیقرار اٹھنا | وہ یاس وہ بیکسی کا عالم |
| تاریکی بخت ایک ہمدم | کہنا یہ خدا سے کرکے نالے | دنیا سے مجھے بس اب اٹھالے |
| اس گھر سے کشادہ ہوگی ہر گور | تا چند رہون مین زندہ در گور | |

یہ ماہتاب فلک حسن تو اس طرح خسوف الم مین مبتلا ہے اسکے قید ہونے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہے چنانچہ قول انبہ پرشاد تمام ہوا۔ اب یہان سے مقولۂ صاحب دفتر اس طرح ہے کہ عمرو اور بران صورت بدل کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے افراسیاب بھی زمین سے نکلکر ہوشیار ہوا اور رقعہ جمشید اُسنے دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو صورت بدلے ملکہ کو لیے ہوئے جانب لشکر مہرخ جاتا ہے یہ معلوم کرکے اسنے ایک پتلہ سحر سے بصورت کوکب بنایا اور اُسکو کچھ تعلیم کرکے اُڑا دیا اور آپ بھی اُسکے پیچھے چلا ہنوز عمرو و بران راہ مین تھے کہ یکایک کوکب کو اُڑتے ہوئے آتے دیکھا دونون ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آکر اُترا اُنھون نے سلام کیا اُسنے یہ کلام کیا کہ اے بران مین تیری تلاش مین اور یہان ایکبار آیا تھا اور مقراض و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ پتہ سُنکر یقین ہوا کہ یہ ہمشبیہ شاہ کوکب ہے غرض ہمشبیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت آجہی مین ہے اختر کو اس شبیہ سے مس کرنا ہوگا اور جو تجکو چلنا منظور نہ ہو تو اختر مجھے دے کہ مین لے جاؤن ملکہ نے کہا لیجیے مین ابھی ٹھہر کر آؤنگی یہ کہہ کر اختر حوالہ کیا

اُسکے دیتے ہی ایک صداے مہیب آئی عمرو تو فوراً غائب ہوگیا کہ پھر کوئی آفت آئی اور رہبران حیران کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور شاہ جادوان نے نکلکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پنجے سحر کے بہت پیدا ہوکر ملکہ مذکورہ کے لپٹ گئے ملکہ بیہوش ہوگئی شاہ جادوان نے اس پتلے سے اختر مروارید لیا اور ملکہ کو زنجیر سحر مین باندھکر پروانہ کی اور پنجہ مین دابے ہوے ظلمات مین آیا اور محافظان زندان خانہ ظلمات کو بلاکر ان کے حوالہ کرکے براے حفاظت تاکید فرماکر آپ جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اور ملکہ مذکور کو محافظان زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہو چکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ اسی رنج و گزند مین اس شہر یا اقلیم محبوبی کو چھوڑکر بقیہ حال شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری جو داخل طلسم گوہر گرہ ہین سنیے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادۂ قاسم کا گوہر گرہ مین اور قید کرنا اُن کو نافرمان جادو دایۂ بنفشہ جادو کا اور چھڑا لے جانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق ہو کر اور لانا مزار عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزار عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے فتح طلسم کے سعی کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور تحائف طلسمی لیکر پھرنا جانب لشکر امیر یہان ساحران فرستادۂ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ قاسم کا آکر ان ساحرون سے لڑنا و دیگر حالات متضمن اس داستان کے اور ختم ہونا اس جلد نادر بیان کا لمولفہ

سوکھی نہ ہمین سنا تو ساقی
ایک ہی پیمانہ ہم کو دے اور
ہون کشتی مے پہ ہوکے اسوار
گرداب الم مین دل پھنسا ہے
ہے موج ہواے توبہ زنجیر
وابستہ سلاسل ستم ہون
پابندی شرع سے ہے کیا کام
زنجیر ہے موج بادۂ خام
دیکھون بھی تو دیکھون روے ساغر

لا وہ بھی دے مے جو کچھ ہو باقی
ہے دل کو جو دخت رز سے الفت
دریاے طلسم نشہ کے پار
ڈوبا ہو مین بحر بیخودی مین
پابندی زہد کی ہے تدبیر
کچھ ہوگی نہ چھوٹنے مین دیری
ہون قیدی میکدہ مین ناکام
ہان ساقی مہربان خدا را
بہکون بھی اگر تو سوے ساغر

آخر ہوا چاہتا ہے یہ دور
نازل ہوا چاہتی ہے آفت
ہے دلمین جو موج نشۂ مے
آؤن گا نہ آپے مین کبھی مین
کیا غم ہے جو قیدی الم ہون
ہے پیر مغان مدد پہ میری
ہے طوق گلو جو دورۂ جام
نیرنگ طلسم جام دکھلا
میخانہ بنے جو میرا زندان

دیکھوں میں بہار بزم رندان
جب بنت عنب ہو ساتھ میرے
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو
غنچہ ہو ہر ایک گلابی کی شکل
زلف سنبل اُسی کو سمجھیں ہم
گھر آئے جو مے کے شوق کا ابر
جس سے نظر آئے شکل انجام
گلدستۂ بزم ہون معانی
نادر ہے کلام جاہ دلگیر
اقلیم سخن کا شاہ ہے یہ
تارے ٹوٹے ہیں آسمان سے
جان آگئی جب پڑھا فسانہ
اچھی نہیں آپ اپنی تعریف
افسانہ کے ناظرین ذیشان
اس ذرہ کو آفتاب کرتے
برخاستہ دل ہوا ہے تیرا
شاید کہ قلم نہ تو اُٹھائے
یہ رنج جو تجکو ہے بجا ہے
سب قدر کرین گے تیری آگے
زندہ کن مردہ معانی

پھر دیکھوں میں دخت رز کا جوبن
گردن مینا کی ہاتھ میرے
ہو جام ہر ایک صورت گل
سورج لکھی آفتابی کی شکل
جو دل سے ہوائے شوق نکلے
لیجائے وہ دل سے رند کے صبر
میں فتح کرون طلسم تحریر
رونق محفل کی خوش بیانی
دیکھا نہ سُنا کلام ایسا
گردون ہنر کا ماہ ہے یہ
زندہ اسی دم سے شاعری ہے
واللہ ہے علیحدہ زمانہ
اے ہیچمدان یہ یاوہ گوئی
ذی فہم و ہنرور و سخندان
اسوقت تھا فخر تجکو زیبا
ہے قول سے تیرے رنج پیدا
پیدا نہیں جبکہ قدردان ہو
لیکن اتنا نہیں روا ہے
معلوم نہیں کہ آگے کیا ہو
جان داد بہ جسم خوش بیانی

ہاتھ اپنا صراحیوں کی گردن
نظارہ بہار باغ کا ہو
ہو قلقل مینا صوت بلبل
اُلجھن ہو جو ہجر مے سے ہمین
گلشن میں نسیم کے ہوں جھونکے
چشم نرگس ہو صورت جام
اورنگ کشور دل ہر ایک کا تسخیر
ہر اک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا کب ہو نام ایسا
پیدا ہے فروغ وہ بیان سے
مردہ مضمون میں جان دی ہے
بس جاہ کہاں تلک یہ توصیف
عزت ہے سخن کی تو نے کھوئی
گر دیکھتے مہر کی نظر سے
لیکن مطلب میں تیرا سمجھا
یہ تیسری جلد ختم کر کے
محنت بے سود رائگان ہے
اُمید قوی ہے یہ خدا سے
اچھا لکھا اب وردِ داستان کو

رونق افزایان انجمن علم وفن وقدردانان جواہر بے بہائے سخن خریداران متاع دلستان ہنر پروری ومشتاقان لقائے شاہد سخن گستری زورق نشینان بحر زخار معانی وکشتی شکستگان دریائے نادانی گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شاہد سخن سنجی اسطرح فرماتے ہیں اور سفینۂ ہنر پروری پر چڑھ کر دریائے بیمروتی سے یون اُتر جاتے ہیں کہ جب شہریار اقلیم شجاعت وروبائے شہامت وفنون علم شجاعت کل عالم یعنی شہزادہ ملک قاسم ہمراہ ایک معشوق زیبا ساحرہ کے کشتی پر بیٹھکر دریا میں روانہ ہوا اور اس نازنین نے ہمکو زہر گین شراب پینے سے شاہزادہ نے منع فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریا میں بہو نچکر ڈوبی سیارہ عیار نے سب کیفیت کنارے پر دیکھی اور ناچار وہاں سے مراجعت کی لشکر یان شہزادہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہی اور سرداروں سے رخصت ہو کر آپ بھی

جانب طلسم روانہ ہوا سرداران لشکر نے اسی مقام پر انتظار شہزادہ نامدار مین خیمہ کیا حال اس عیار کا آئندہ بیان ہوگا لیکن ماجرائے شہزادہ بیان کیا جاتا ہے کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی آنکھ شہزادہ کی بند ہوگئی بعد کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوئے تفکر پر جھکایا اور نظر بفضل داورگر کے جیب ہو رہا رجوع قلب سے دعا اپنی مخلصی کی کرتا تھا کہ بموجب **نظم**

| | |
| --- | --- |
| نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال | فقط وہ تھا اسی جادو کا جنجال |
| زبان پر تھا یہی ہردم کہ یا رب | رہونگا کب تک اسمین مین معذب |
| اُمید مخلصی ہے دل سے مسدود | کرم کر مجھ پر اپنا میرے معبود |
| کوئی صورت تو ایسی بھی دکھاوے | کہ بوئے مخلصی کچھ مدعا دے |

شہزادہ مذکور تو زندان الم مین مصروف دعا ہے لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ طلسم کے آسمان کی ماہ تھی اور نام اسکا بنفشہ جادو ہے اور وہ ضعیف جو اس نازنین کے ساتھ تھی اسکی دایہ ہے تجارت مکر و زر کی سرمایہ ہے بادشاہ طلسم کی طرف سے اس کام پر یہ مامور ہے اسکا یہ دستور ہے کہ شہزادی کو ناؤ پر سوار کر کے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اسکو حسن و جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کر کے لے آئے زندان رنج و مصیبت مین پھنسائے اور ملکہ کو جائے سکونت پر پھر پہونچادے اور آپ شاہ طلسم سے جا کر اطلاع کر دے کہ مین آنیوالے کو دریا کے گرفتار کر آئی چنانچہ جو کوئی کہ شراب اس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہے فوراً غرق دریا مین آپ کو دکر ہوتا ہے اور محافظ زندان طلسم اسکو لیجا کر قید کرتے ہین از بسکہ قاسم نے شراب کشتی پر نہ پی تھی اسوجہ سے اس دایہ نے سحر پڑھ کر ناؤ کو ڈبویا اور اپنے مکان مین شہزادہ کو لا کر حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کیا اور آپ خبر کرنے بادشاہ پاس گئی اور شہزادی کو اُس کے باغ مین پہونچاتی گئی چونکہ یہ غنچہ گلستان خوبی و سرو بوستان محبوبی نازک اندام و سیمتن بو ملکہ بنفشہ جادو عندلیب آسا گلزار شہزادہ قاسم پر فریفتہ ہوچکی تھی جب اپنے باغ مین آئی فراق شہزادہ کا بہت شاق ہوا کبھی حیلہ سے رونی بیٹی چلائی یہ ملکہ ہمیشہ مان باپ سے علیحدہ اس باغ مین رہتی ہے اہسین جلیسین کنیزین بہر خدمت معین ہین اور اسی باغ مین جو لوگ کہ اس پر عاشق ہو کر قتل ہوئے ہین انکے مدفن ہین غرضکہ اس گلزار مین تخلیہ تو تھا ہی یہ ملکہ چبوترے پر سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا مسند بچھوا کر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کی کرنے لگی تا غنچہ خاطر بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار مین کانٹا سا کھٹکتا تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل پھٹا تھا بیتابی سیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی یہ چبوترے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئی کنیزون اور ہمسرون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہا ئی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جانان کیا اور تصویر تصوّر سے کہنا آغاز فرمایا کہ لو سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق بن کر آغوش تمنّا مین ناز کرتے ہین شکر ہے زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو مثل ماہی بے آب اضطراب حاصل ہے اور بڑا احسان ہے صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہے دہن گو ہجوم

نالہ و آہ سے بند ہونے مین کلام ہے کبھی معشوق تھے اب عاشقون مین ہمارا نام ہے راحت کسی پہلو نصیب نہین وہ کونسا وقت ہے جو دو چار بلائین ہم سے قریب نہین بہر حال اے جانی تمھارے شکر گذار ہین اپنے دل کی طرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری کو درمیان سے اٹھائے تمھارا جمال رشک آفتاب ہم کو دکھائے وہ قید خانہ جو دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہے مانند عمر سخن دراز ہو کر تم کو آزاد کرے فیض قدم گلرنگ سے تمھارے اس باغ ویران کو اللہ آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین خوشیان منائین اب جی ہمارا تنگ ہے طبیعت کا یہ رنگ ہے کہ بات کرنا مشکل ہے آرزون کی سونی محفل ہے گیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہے کیا کہین کہ کیا بے خبری ہے۔

## غزل

| | |
|---|---|
| راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے | آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے |
| اللہ رے طول مردم دیدہ ہوے ہین پیر | آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے |
| کس وقت زلف یار کا ہم کو نہین خیال | فرصت کہان ہے سلسلۂ انتظار سے |
| فیض ہوا سے رُخ ہے سو قصر آسمان | پیدا ہے شوق اوج مزاج غبار سے |
| بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین | کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے |
| بر آئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو | اتنا لگا رہا ہمین آغوش یار سے |
| اے جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون | پھر غم نہین ہے کشمکش روزگار سے |

یہ بیان فرقت یار کرتے کرتے شوق وصال نے اور ہی کچھ سمجھایا دل مین یہ خیال آیا کہ اے ناوان جو کوئی عشق کرکے بدنامی سے ڈرا کبھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جب کسی نے بحر ناپیدا کنار محبت کے کنارے پہونچ کر کشتی سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور زیادہ دریائے غم او گرداب الم مین ڈوب کر مر گیا بیڑا پار نہ ہوا بلا سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے ماہر ہون گے ہزارون دشمن ظاہر ہون گے بدنامی حد سے آگے بڑھے گی رسوائی بلا بن کر سر چڑھے گی آفت بہر استقبال پیشقدمی کرے گی مگر ایک رات تو ہنس بول لین گے عقدۂ سربستہ غم دل کھول کھول لین گے دایہ تو کشتی پر دیکھ ہی چکی ہے کہ تو شہزادہ پر مائل ہوئی تھی اب دیر نہ کرو بسم اللہ روانہ ہو جانب جانانہ ہو اور خانۂ دایہ سے اُسکو یہان لے آ رات بھر مزے اڑا آئندہ جو کچھ ہو گا سمجھ لینا یہ مشورہ جو بیتابی دل نے سمجھایا اُسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین اُنسے سحر پڑھوا کر تخت منگوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہو کر خانۂ دایہ مکار مین اپنے تئین پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ برائے اطلاع دربار شاہ طلسم مین گئی تھی ملکہ نے ان نوکرون سے پوچھا کہ دایہ کہان ہین اُنھون نے بیان کیا کہ بادشاہ کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہین اسکو لیجاؤنگی اور اپنے مکان مین قید کرونگی ملازم یہ سنکر آمادہ بہ فساد ہوے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ سزا دو ان کو کنیزون نے ایک ایک کو پکڑ پکڑ کر جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ بھاگے اور ملکہ نے اس حجرہ کا کہ جسمین قاسم مقید تھا قفل توڑوایا اور اندر آکر

کنیزون سے فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھ کر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کرکے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی جسم شہزادے پر سے دور کین ملکہ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین نے آپ پر جان و مال سب نثار کیا آیئے تشریف لے چلیئے دیکھ لین گے جو کچھ آیندہ خدا دکھائے گا ہم بھی آپکے عشق مین جان دین گے شہزادہ اُٹھکر اسکے ہمراہ ہوا اور باہر حجرۂ زندان سے نکل کر دونون تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوے راہ مین شہزادہ شکر یہ احسان اس ماہ تابان سپہر کا ادا کرتا تھا اور کہتا کہ

## ابیات

خالق کا ہے رحم دور غم ہے
تائید ہے فضل ہے کرم ہے
اللہ نے قید سے چھڑایا
زنجیر کے گھر سے گھر مین آیا
اللہ نے لی خبر ہوئی خیر
آئی تھی بلا مگر ہوئی خیر
تکلیف ہوئی تمھین سراسر
احسان یہ آپکا ہے مجھ پر
شہزادی جو تھی فدائے دلبر
فرمائی تھی ہنس کے یہ مکرر
مین تیری ہون اک کنیز ناچیز
ہے آتش عشق شعلہ انگیز
کیا مین نے کیا ہے تمپہ احسان
قربان ہے تمپر اب دل وجان
کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
جھکی نہین اب تلک تو تقدیر
ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا
یہ چرخ کرے گا حال کیا کیا
القصہ اسی طرح کی تقریر
کرتے ہوئے گھر مین پہونچے دلگیر
شہزادہ نے دیکھا ایسا اک باغ
رضوان کو تھا جس کے ہجر کا داغ
آنے سے جو اُن کے باخبر تھا
استادہ چمن مین ہر شجر تھا
رکھتے تھے جو انتظار اشجار
باندھے ہوئے تھے قطار اشجار
کہتے تھے یہ بیش حق تعالے
مالک کا ہمارے بول بالا
وہ پھولے پھلے ہو جسکا یہ باغ
حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
ایسی روشین تھین صاف ہموار
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد
لکھتے ہین یہ گل کھلا کے خامہ
ہو تختۂ لالہ راز نامہ
دکھلائے قضا قلم کی رفتار
ہو خطِ غبار خطِ گلزار
گلچین کی نظر نہ تھی خزان پر
تھا اُسکا دماغ آسمان پر
سامان تھا جس قدر مہیا
باہر ہے بیان سے ذکر انکا
پتھر کے مکان وہ چشم بددور
فرہاد تھا جسکا ایک مزدور
تھے نقش ونگار سے وہ گلزار
مانی بھی جہان ہو نقش دیوار
گلزار تھا فرش جس مکان کا
وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا
جس گھر مین تھا سبز سارا سامان
گویا وہ زمردین تھا ایوان
جس گھر مین تھا فرش زرد تیار
گویا وہ مکان تھا زعفران زار
اسباب نشاط وعیش ہر جا
کثرت سے وہان پہ تھا مہیا
تزئین مکان شیشہ آلات
ہوجاتی تھی جنسے دن ہر اک رات
آراستہ مسندین بہت خوب
چنگیر مین دھری ہوئین خوش اسلوب
آراستہ مے کی کشتیان تھین
دراصل وہ جان میکشان تھین
ہر ساغر بادہ ہمسر گل
تھی ہر بطِ مے جواب بلبل
ہر ایک خواص نازک اندام
مہ پارہ ودلفریب وگلفام

| | | |
|---|---|---|
| اندر کے اکھاڑے کی بھین پریان | رفتار پہ ان کے دل تھا قربان | ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان |

مین لاکر مسند زر پر بٹھایا اور آپ پہلو مین جلوہ گر ہوئی جام مے گلفام سے لبریز کرکے پیشکش فرمایا شہزادے نے سوال اسلام کیا اس ثبت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دور ساغر چلنے لگا جلسہ عشرت جمال مطربان خوش نوائے بادہ نغمہ سرا سے مست کیا۔ نظم

| | | |
|---|---|---|
| نغمون مین شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا | تھی رقص وغنا سے گرم محفل |
| ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل | تھا پیر مغان کا حکم جاری | تھی دختر رز سے ہم کناری |
| تھا بزم مین اجتماع یاران | آراستہ جشن میگساران | پہلو مین پری وہ جلوہ گر تھی |
| صورت مین جو غیرت قمر تھی | یاقوتی لب کی بس گزک تھی | نہ غم تھا کوئی نہ کوئی زک تھی |
| تھا جوش بہار شادمانی | زورون پہ تھا عالم جوانی | اسی جوش طرب مین بسان حوصلہ |

کم ظرفان دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ۔ نظم

| | | |
|---|---|---|
| | | اسی ہنگام مین مہر جہانتاب |
| جھکا جس طرح چشم مائل خواب | بشکل شوق آخر منہ چھپایا | نیا نیرنگ گردون نے دکھایا |

یعنی کنیزان ملکہ موصوف نے عرض کیا کہ اے شہزادی آج پنجشنبہ کا روز ہے یہ شب غم اندوز ہے حسب دستور تشریف لے چلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ کیا تمھارے اور بھی عاشق ہین ملکہ نے ہنس کر کہا اوئی دور گور کیا میرے دشمن ہرجائی ہین یہ کہکر پہلوے شہزادے سے اٹھی شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھون یہ کہان جاتی ہے غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ مین روان ہوئی اور ایک طرف کو بہت دور پر جاکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہے رقبہ بہت معقول نظر آتا ہے زنگ کٹہرہ آسمانی ہے اور اسپر نقش ونگار ایسا ہے جسپر ونگ بہزاد اور حیرت زدہ مانی ہے شکے اس کٹہرے مین بنے ہین اور گوہر آبدار شگوفون کے لٹکتے ہین جیسے ستارے آسمان مین نکلے ہین اندر اسکے جو رقبہ ہے خیابان جنان کا تختہ ہے گلہاے زنگار رنگ کھلے ہین درخت برگ وبار سے لدے ہین پھولے پھلے ہین زیر درختان قبرین پختہ بنی ہین مسافران عدم کی منزل گاہین خوب سجی ہین قبرون پر شامیانے استادہ ہین طنابین انکی سیاہ ہین گشتہ زلف ہونے پر مدفونون کے گواہ ہین عود سوز و عنبر سوز گرد ہر قبر کے رکھے ہین دل جلون کا دل جل جل کر خاک مین ملنا بتاتے ہین سپند آتش پر خیال آتشین رخسار کا پتہ بتاتا ہے سویداے خاطر سوختہ جان نظر آتا ہے گھنی گھنی چھانون درختون کی قبرون پر ہے بے پھلے پھولے ناشاد و نامراد مرنا اہل قبور کا ظاہر ہے بخورات کا دھوان جو پیچ و تاب کھاکر بلند ہوتا ہے یہ کہتا ہے کہ عاشق سنبل گیسو اس طرح خوابگاہ لحد مین سوتا ہے خاموش عبرت دور باش سناتا ہے یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ دل خوف سے تھراتا ہے۔ نظم

| | | |
|---|---|---|
| | دیکھا عجب اک مکان ہو کا | خاموش چراغ آرزو کا |
| پیدا غم و یاس کی نشانی | کچھ قبرین نئی ہین کچھ پرانی | ممتاز نہین گدا سے سلطان |

جو مور وہان وہی سلیمان
سب قیدی محبس تاسف
دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
دنیا کی طمع نہ حرص دولت
سب خواب مین بیخبر برابر
یون بلبل و فاختہ کی فریاد

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر
ہر چاہ مین بند چند یوسفؑ
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک
اک عالم بیکسی و غربت
افسردہ ہر ایک برگ کا دل
وہ گل ہین کہان کہان وہ شمشاد

خاموش برنگ بزم تصویر
سوکھے منھو ایک بھی نہ کھولے
تن خاک ہر ایک آرزو خاک
نہ خانون کے بند در برابر
سائے مین بھی اسکے دھوپ شامل

ملکہ بنفشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہرا کر شمع و گل چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ **بیت** لحد پر یار آیا ہے مرے شرمندہ کرنے کو ❊ نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا ❊ ملکہ نے موے مشکین زلفین عنبرین کھول دیئے اور شمع روشن کی پھر تار نفس سے در مین گوہر اشک گوندھ کر اس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اس طرح نالہ کیا کہ **نظم**

زرا الفت کا کچھ تو نے نہ پایا
یہ چشمے رات دن بہتے ہین جاری

کہان ہے اے مرے دلدار ہرجا
فلک نے خاک مین تجکو ملایا
لحد پر تیری ہے مسکن بنایا

میری جان میرے عاشق زار ہرجا
مجھے ہے غم مین تیرے اشکباری
نشان خانۂ راحت مٹایا

یہ نالہ کرکے دوسری قبر پر آئی لب گور سے مردے نے یہ آواز سنائی کہ **بیت** اس طرح قدم گور غریبان پر نہ رکھو ❊ مردون کو زمین مین تہ و بالا نہ کرو ❊ ملکہ نے قبر پر شمع روشن کی اور گلہاے بیان آرزو چڑھائے اشک مسلسل خسار پر بہائے موتیون کی لڑیان رو کر بنائین آب اشک کی چادرین چڑھائین پھر اس طرح درد دل زبان پر لائی کہ ۲ **بیت**

چھپے ہین دلمین لاکھون تیر غم کے
عیان ہے دیدۂ گریان سے برسات

پڑے چھالے ہین سینے پر الم کے
روان چشمون سے ہر دم اشک گلنار

تصور دلمین ہے تیرا ہی دن رات
فقط رونے سے ہی مجکو سروکار

اسی طرح وہ نازنین بادل اندوہگین اور ایک قبر کی طرف باموے پریشان و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اس پر چڑھائی گلین تمنا سے پھول بر سر تربت لائی صاحب قبر نے وہان گور سے یہ آواز سنائی کہ **بیت** کیسا رونا کس کی شمع کیسی چادر کس کے پھول ❊ خشک پتے ہین مزار عاشق مفلس کے پھول ❊ اس مایۂ ناز نے اس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا۔ **نظم**

نہ تیری یاد ہے دل سے فراموش
نہین مٹتا کسی صورت سے یہ غم

رہا کرتی ہون بت کی طرح خاموش
پڑی ہے خانۂ دلمین تباہی

کیا کرتی ہون دلمین تیرا ماتم
مٹی ہے میری ساری بادشاہی

شہزادۂ قاسم فرط رشک سے اس معشوقہ کو دستور عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود محو آئینۂ عبرت ہوکر سکتے کے عالم مین تھا گویا بیدم تھا نخل باغ ہر ایک نظر مین نخل ماتم تھا نرگس بیمار کو جاتا غنچے کے پھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتم دارہ بہار تھی لبسان زن سوگوار تھی خاطر گلشن کو

خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان پھٹا تھا اسوقت یہ سامان پیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان حال سے یہ ندا آتی تھی کہ جب فصل مہرگان برنگ اجل شاہد بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیر بن نہ آئے گی یہ بیماری جان لیکر جائیگی ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زر گل دوا مین اٹھائے ممکن نہین کہ خزان ٹل جائے بلبل شیون کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بردل سرو پا بگل نہر بسان چشمہ چشم اشکباران سوسن بزبان بے زبانی آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد مقام فنا سے ہر گلشن آباد برگ ہر ایک کف افسوس داغ بالائے جسم داغ طاؤس سبزہ برنگ صف ماتم بچھا ہوا ہین دم والپسین کا پتہ بوے گل بیرون چمن نکلتی یا باغ کی جان تن سے نکلتی کلیون کا چٹکنا وقت نزع لیسین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیانہ تربت نظر آتا غنچہ مقبر و گنبد کی صورت دکھاتا زمزمۂ طائران سے صدائے کل من علیہا فان پیدا **بیت** بر سر شاخ گل بہ باغ جہان ٭ غلغل کل من علیہا فان ٭ شہزادہ ازبسکہ فرزندان حمزہ مین سے تھا فرط رحم دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا اور انجام کار شاہ و گدا کا خیال کرکے محو حیرت تھا اس عرصہ مین ملکہ نے عاشقون کی قبر پر روشنی کی روئی پیٹی بیان حسرت آلود کرتی رہی ناگاہ نگاہ اس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اُسکو روتا ہوا دیکھ کر اپنا رونا بھولی سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اس جگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہے اسی سبب سے روتا ہے پس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پونچھ کر پکاری کہ اے جانی واے سرمایۂ زندگانی خدا تجکو نہ رولائے اگر تیرے اوپر کسی طرح کی آفت آئیگی پہلے نشانہ تیر آفت یہ کنیز بن جائیگی اب کی مرتبہ دو قبرین یکجا بنینگی ۔ **نظم**

کہو کیسی طبیعت ہے مری جان
یہ کہہ کر خوب روئی وہ گل اندام
لگادی آگ سی سوز جگر نے

یہ کیون آئے ہین آنسو تا بدامن
گہر ریزی سے آنکھون کو رہا کام
پھر اسنے اسکو قسمین دین کئی بار

ملا یا منھ سے منھ بولی کہ قربان
یہ کیون بھیگی صف مژگان کی چلمن
بھگویا پیرہن کو چشم تر نے
کہا کر رنج دل تو اپنا اظہار

شہزادے کو اس کے پوچھنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور کہا اے ملکہ مین انجام کار ہر انسان کا یاد کرکے رویا تھا اب یہان سے چلکر بارہ دری مین بیٹھو اور ان قبرون پر رونے کا حال مجھ سے بیان کرو کیا یہ سب تمھارے عزیزون کی قبرین ہین جو تم ان کے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پرنم کرتی ہو تم تو عاشق کہہ کر روتی تھین یہ کلمہ مجکو بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور مسند پر بٹھا کر گویا ہوئی کہ اے یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام گوہر شاہ ہے پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہے کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا فی الجملہ مجکو ہمراہ دایہ دریائے طلسم پر بھیجتا ہے اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ کرکے قید کرتا ہے اور وہ شخص چالیس روز تک قید رہتا ہے اس لیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہے تو اس مدت مین چھوٹ کر طلسم کو فتح کریگا اور

ملکہ کو عقد مین لائے گا چنانچہ بعد چلنے کے جب وہ نہین رہا ہوتا ہے تو اُسکو قتل کرتا ہے مین اس مقتول کی لاش منگا کر اس رقبہ مین کہ جو آپنے دیکھا ہے گڑوا دیتی ہون ابتک بہت سے عاشقان نامراد یہان آے او قتل ہو کر دفن ہوے مین ہر پنجشنبہ کو ان کی قبرون پر جاتی ہون روح کو انکی شاد کرتی ہون شمع جلاتی ہون گل چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو روتے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس راز سے واقف ہوا اپنا قتل ہونا یاد کر کے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سُنا ہنس فرمایا کہ لے ملکہ آج تک حالت کفر مین جو چاہا تمنے وہ کیا لیکن اب تم نے اسلام اختیار کیا ہے ہم سے واسطہ تم کو ہوا ہے خبردار اب کبھی ان نامحرمون کی قبرون پر نہ جانا تم کو شرم نہین آتی کہ معشوق ہو کر جاتی ہو کلمات بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کر کے نہین رویا تھا وہ عبرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہے کہ

**بیت** کسی کی مرگ پر ہرگز نہ کیجئے چشم تر اے دل + بہت سا رویئے اُن پر جو اس جینے پہ مرتے ہین +

مین پوتا حمزہ کا ہون انشاء اللہ اس طلسم کو فتح کرونگا اور تم کو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر بافضال کارساز عالم رکھو اور اس حرکت لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہہ کر بعتاب جانب ملکہ نگاہ کی وہ مطلوب کی خفگی دیکھ کر ڈری اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھ کر زار زار روئی شہزادے نے گلے سے لگا یا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسۂ عشرت جما مغنیان خوش آواز نے ترانہ عیش و نشاط گایا جام شراب گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے کوتاہ ہوتی ہے کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ برہم ہوئی و بسان زلف جانان پریشان ہو کر روے شاہد سحر پر سے ہٹی رخ آفتاب نظر آیا کہ **نظم**

شباب شب زمانہ نے کیا کم
ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم
بڑھے سامان محفل گھٹ گئے تھے
رہی محروم مطلب کثرت ذوق

وہان ملازمان دایہ گمراہ جو داد بیداد کرتے جانب دربار شاہ روانہ ہوے تھے دارالامارۃ کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کر چکی تھی کہ آج آپ کی صاحبزادی نے طلسم کے آنیوالے کو شراب پینے سے منع کر دیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبو دیا اور اُسکو اپنے گھر مین لا کر قید کیا بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اس مجرم کو اپنے یہان رہنے دو صبح کو مین زندان طلسم مین بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت ہو کر باہر آئی تھی کہ ملازم اسکے ملے اور تمام کیفیت معرض بیان مین لائے دایہ کو غصہ آیا اور پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اسنے ملکہ کی کہہ سنائی شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر اس حال کو تحقیق کر کہ ملکہ نے اس مجرم کو لیجا کر قید کیا اپنے مکان مین یا اپنے پہلو مین بٹھایا جیسا کچھ ثابت ہو وہ مجھ سے بیان کر تا دایہ حکم پا کر اپنے گھر مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا کھایا شراب پی پھر بزور سحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پر بیٹھ کر شب جو باقی تھی اسمین حال ملکہ و شہزادہ دریافت کرتی رہی مزار عاشقان کی کیفیت جبتک دیکھی ملکہ کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار و مدار کرتے دیکھا جلگئی آخر صبح کو اُڑ کر بادشاہ پاس گئی اور ماجراے شبینہ حرف بحرف زبان پر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود

اُٹھکر روانہ ہوا یہان شہزادے نے صبح کو وضو کیا نماز پڑھی پھر ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ رخسار خوف سے زرد تھا جانتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہے شہزادے نے یہ حال دیکھکر اسکی تسکین کی کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدہ طلسم یہ ہے کہ بغیر لوح طلسم ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اس طلسم کی معلوم ہے ملکہ نے یہ سُن کر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور گویا ہوئی کہ ابیات

کہ آہ اب ہم کہاں ہو وائے افسوس
رہا تا حشر یہ غم ہائے افسوس

گلے مل بوسۂ عارض ہمین دے
کہ جوش خاطر مشتاق بھرے

نہین معلوم تجکو اے پریزاد
کہ ہے چرخ ستم زا محو بیداد

جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہے
فراق ظاہری اب مدعا ہے

خدا حافظ کہان تم کہاں اور کہاں ہم
عوض راحت کے دل کا بڑھ گیا غم

فراق دائمی کا وقت آیا
مزا اتنا نہ تھا ہم نے اُٹھایا

کہ جسکے بدلے ہین غم مین گرفتار
ہوئے قہر محبت کے گنہگار

اے شہزادۂ عالی مرتبت لوح طلسم کی کیا کیفیت بیان کرون اسکا ہاتھ آنا دشوار ہے خود بادشاہ طلسم اس کا طلبگار ہے صورت حال یہ ہے کہ اس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہے اور اس دروازہ کے متصل ایک شہر آباد ہے کہ نام اس شہر کا شہر جام ہے اور عقاب بن جام جادو اسکا حاکم ہے پہلے باپ اُسکا جام جادو مالک تھا اور اس کے پاس لوح تھی اب جیسے وہ مرگیا نہین معلوم کہ لوح کیا کر گیا کہان دھر گیا بیٹا اسکا ہر چند کہ مالک ملک و مال ہو لیکن لوح کے حال سے ناواقف کمال ہے اور بادشاہ طلسم سے باغی ہو نہ خراج دیتا ہے نہ اطاعت کرتا ہے اور اسکے پاس ایک گلدستہ ہو کہ اس گلدستہ کی وجہ سے سحر اسپر کسی کا اثر نہین کرتا ہے اور نہ کوئی اسپر غالب آتا ہے جس جگہ وہ گلدستہ رکھا ہوتا ہے اس مکان مین جو ساحر کہ جاتا ہے سحر بھول جاتا ہے پس جب اسنے بادشاہ سے سرکشی کی بادشاہ مذکور اسکا کچھ نہ کرسکا تو اسنے طلسم کے آنے جانیوالون کیلیئے راہ دوسری بنائی ساکنان طلسم ادھر سے آمد و رفت رکھتے ہین اور مقیدان طلسم کیلیئے یہ راہ دریا کی مقرر ہو جدھر سے کہ آپ آئے ہین اور سُنا ہو کہ شہر جام مین جو دروازہ ہو وہ اس پہاڑ پر ہو کہ جسکے دامن مین بیشۂ حیرت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ پہلے مین بیشۂ حیرت ہی مین آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیئے جاتا تھا کہ وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش کی تھی اس زنگی کو مین نے قتل کر کے اس شہزادی کو چھڑایا اور اس کی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر اسکا اس طلسم مین آکر قید ہوگیا ہے یہ معلوم کر کے مین اس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا بس وہ وہی دروازہ ہے کہ جسکا تم پتہ دیتی ہو اور سلطان اسی دروازہ سے داخل ہوکر شاید شہر جام مین قید ہے اے ملکہ مین اسی بادشاہ کے چھڑانے کو اس طلسم مین آیا ہون یہ شیدائے یکدیگر یعنی ملکہ و شہزادہ اسی طرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی ملکہ گھبرا کر پکاری کہ خداوندا خیر کرنا شہزادہ قاسم گھبرا کر دست بقبضہ ہوا اور اٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا پھسلکر گرا بیہوش ہوگیا اور یہی کیفیت بنفشہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہوگئے ملک گوہر شاہ

اور دایہ روئے ہوا سے نیچے اُتری اور شاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونون مجرمون کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ مین لا کر انکے جدا کرکے وصال روحانی سے دونون کو شاد کر دے یہ حکم دے کر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیر ہائے سحر سے ان گرفتاران سلسلۂ عشق کو باندھا اور سحر پڑھکر کنیزون کو تو ہوشیار کر دیا ان دونون کو تخت سحر پر ڈالکر لے چلی کنیزون نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگین اور دائی کو برا بھلا کہتی تھین اور جازم ہوئین کہ سحر سے لڑکر دایہ کو قتل کرین اور ملکہ کو چھین لین لیکن خوف شاہ طلسم ایسا غالب تھا کہ جسارت نہ کر سکین اور بکتی جھکتی ملکہ کی مان پاس چلین راہ مین باہم کہتی جاتی تھین کہ لوگو یہ نگوڑی دائی کیسا ہاتھ دھوکر ہماری ملکہ کے پیچھے پڑ گئی خدا کی مار اس کی صورت کو سات اتوار آٹھون منگل کی جھاڑو اس کو اڑھائی گھڑی کی موت آئے بی اس دائی کو دودھ پلانے کی بھی کچھ محبت نہین دائی کاہے کو ہے قصائن ہے ہے ہے بوا میرا پالا پا تھا پھر مین اپنی جان نثار کرتی تھی ایک انھین سے بولی کہ تمھارا تو پالا پا تھا مین نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منھ سے بیٹا ہی کہا ہے خدا گواہ ہے کہ بغیر دیکھے اسکے قرار نہین آتا اسی طرح کی باتین یہ کنیزین باہم بناتی بہت جلد محل مین آئین یہان ہزارہا کنیزین اور ماماصیل مغلانی پیش خدمت حاضر تھین ایوان ملکۂ بادشاہ نہایت وسیع و عمدہ تھا ہر فرقہ و عملہ کے لوگ اپنے اپنے کام مین مشغول حسب معمول تھے ان عورتون کو روتے ہوے دیکھکر سب عورات پوچھنے لگین کہ ارے کیا ہوا خیر تو ہے انھون نے کہا اے بی بی دائی نافرمان کی جان کو روتے ہین جلد ملکہ کی امّی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہان ہین ان سے کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ موئی انّا پکڑے لیے جاتی ہے یہ سُنّا تھا کہ سب انیسین مصاحبین دوڑین بارہ دری مین ملکہ ماہ پیکر پری تمثال جادو بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کہ ان سب نے کہا حضور صاحب زادی کے نوکر آئے ہین کہتے ہین کہ انکے دشمن کہنے والی بندی قید ہو گئی یہ سُنتے ہی بڑی حضور کے بھی چھکّے چھوٹے چوسر الٹ کر بارہ دری کے باہر آئی بنفشہ کی نوکرین سب دوڑ دوڑ کے قدمون پر گرین اور چیخ مار کر روئین اور سب حال بیان کرکے کہا اے بیوی ملکہ فقط اتنی گنہگار ہین کہ اس مردوے کو دائی کے گھر سے جا کر لے آئین سو وہ بھی اسواسطے کہ اسکو قبرین اور قتل ہوؤن کی دکھائین تاکہ وہ عبرت پذیر ہو اس جُرم پر اس قطامہ دائی نے نہین معلوم کیا کیا ان کے باپ سے جاکر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی ہے ان باتون کو جو ماہ پیکر نے سنا فوراً اپنے یہان کے خدمتگار چوبدار خواجہ سرا اور محلہ کے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور دائی کے جوتیان مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی مین پہونچ گئی ہو تو اندر دولۃ الامارۃ کے گھسکر چھین لانا کچھ بادشاہ کا خوف و لحاظ نہ کرنا اس کھرّٹے کو تو سودا ہو گیا ہے پہلے تو الہٰی نافرمان سے کہا کہ لڑکی کو مردون کے رجھانے کیلئے لیجایا کر سے اب بڑی غیرت موئے کو آئی اے کوری بیٹھ جھینکنے لگے مین سچ کہون میری بچی ہر بار مرد کو دیکھتی ہے اور ترس کر رہجاتی ہے آخر کو وہ بھی جوان جہان ہے اسکے بھی جی ہے کہ نہین یہ باتین سُنکر کنیزون اور محل کی عورتون نے تائید کلام کی کہ اے ملکہ آپ سچ فرماتی ہین۔ جس بات کا خیال

نہ کرو تو برسون نہ کرو اور جو ہر بار اسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی بڑی پارساؤن سے نہیں رہا جاتا ہے ایک ان مین سے بولی کہ اے بیوی ہماری صاحبزادی کم تو سیدھی بات نہ کرنا آتی تھی اب تک رو کر نام خدا سے روٹی مانگتی ہین اسی دائی مالزادی نے دریا پہ لیجا لیجا کے دیدہ دلیر بنایا وہ تو ملکہ ہی سی نیک کوکھ کی بیٹی تھین جو دبی دبائی رہین بھی دوسری ہوتی تو آسمان مین تھگلی لگاتی غرضکہ یہان تو عورتین غوغا کر رہی ہین ادھر کئی سو ملازم بڑی ملکہ کے جو دوڑے دائی راستہ ہی مین تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا او غیبانی مارے جوتیون کے جو تجھکو فرش نہ کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی اور اسنے پہچانا کہ یہ سب ملازم ملکہ کی مان کے ہین ملکہ کو لینے آئے ہین اگر تونے ذرا بھی انکار دینے مین کیا تو یہ بہت بری گت بنا دینگے خیر پھر مجھے کیا مطلب ہے جو اپنی آبرو گنوائے اور نوکرون کی مار کھائے یہ معلوم کر کے گویا ہوئی کہ صاحبو مین تو آپ ہی ملکہ کو انکی مان پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہے تم صاحبزادی کو لیجاؤ بھلا مین ان کے دشمنون کو رنج پہونچاؤن گی مجھ سے کب ہوگا کہ کوئی ان کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے جب ان نوکرون نے یہ باتین عذر آمیز سنین ملکہ کو اس سے لیکر تخت سحر پر بٹھا کر محل کی طرف لے گئے اور دائی شہزادہ **قاسم** کو لے کر جانب دربار بادشاہ گئی ملازمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل مین لا کر پہونچایا اور سحر اس پر سے برطرف کیا کہ اسکو ہوش آیا اپنے تئین محل مین اپنی مان کے پایا اور مادر کو سامنے دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کر کے مان کو سلام کیا اور دل تو بھرا تھا ہی بدنام ہونیکا حیلہ کر کے رونے لگی مان نے اٹھ کر براہ چشم نمائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے اور کہا او مردار بڑا غضب کیا تو نے کہ حرمت شادی غیر مرد کو پہلو مین لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتین سنکر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی اسوقت مان نے اٹھ کر گلے سے لگایا پیار کیا ملکہ نے کہا آپنے بھی بے تحقیق کیے امی جان مجکو الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بے حرمتی ہوئی ہو مین نے تو ترس کھا کر اس قیدی کو اپنے باغ مین بلایا تھا دایہ اماں نے مجھپر یہ غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا اسوقت سب محل والیان صدقے قربان ملکہ پر سے ہوتی تھین اور کہتی تھین ہئی ہئی ہماری صاحبزادی کا لہو پانی اس مردار دائی نے ایک کر دیا اے لوگو ابھی یہ سن یاری آشنائی کرنے کے قابل ہے ابھی چھوٹی حضور ہین کیا مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون اس سال سے تو ذرا اتنا بھی ہوئین ہین کہ جوان معلوم دیتی ہین کیون بڑی کھلائی ابھی ان کو کتنا برس کہان لگا ہے بڑی کھلائی نے کچھ پورون پر انگلیون سے حساب کر کے کہا اس مہینے کی پندرھوین کو میرے منھ مین خاک ہونستی نہین ہون تیرھوان برس بھر کے چودھوان شروع ہوا ہے یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا کوٹ لیا حیرت زدہ ہو کر کہا دوئی بیوی یہ اتنی سی چھوکری کو دائی چھنالا لگایا وہ جو کہتے ہین کہ لڑ الوگو میرے تو سُن کے حواس جاتے رہے حاصل الامر مان نے ملکہ کی بیٹی کا منھ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا اسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے سے طبیعت کو نفرت دلمین محبت یار تھی روتی رہی کچھ کھا لیا اور منھ لپیٹ چھپر کھٹ پر پڑ رہی مان نے کہا دیکھو صاحبو میری بچی کو بخار چڑھ آیا ہے اگر اسکا ایک بال بھی بیکا ہوتا

تو مین آگ لگا کر اس گھر کو نکل جاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کو جہان میری بچی کو دکھ ہے
اس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوے ہون سب انیسین یہ سُنکر کسورنے لگین
اور پلنگ کے پاس جا کر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی تھین اور سرد آہین بھرتی تھین ان کو تو اس حال مین
رکھیے اب حال دایہ سنیے کہ وہ شہزادہ کو لے کر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دار الامارۃ کے دروازہ پر
تخت کو اُتار کر شہزادہ کو ہوشیار کیا اور زنجیر کا سرا پکڑ کر اندر دربار کے لائی شہزادہ نے ایک بارگاہ کفر مآل
کو دیکھا کہ ایک بادشاہ کئی زینے کے تخت پر جلوہ فرما ہے تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل و گوہر صدہا
جڑا ہے قبا ے قلم کار زر اندوز گلے مین ہے کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہے لباس شاہی سے تمام جسم پر آراستہ
ہے اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے منھ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے ہین کرسیان ذہکل بیشمار
بچھے ہین قرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہے کچہریان لگی ہین باادب دربار مین سب حاضر ہین بہت سے
پہلوان خودسر ہین اور ایک عیار تیز و طرار باندھے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب ساحری کا گلے
مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے اس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین پہونچ کر بطور خدا پرستون کے
سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور اُس کے پیغمبرؐ کو مانتا ہو سب ساحرون
نے یہ آواز جو سُنی نہایت برہم ہوے اور بادشاہ نے دایہ سے فرمایا کہ تو اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ
کو گرفتار کر کے کیون نہ لائی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا مین لاتی تھی آپ کی بیوی کے ملازم آکر مجھ سے چھین لیگئے
یہ سنتے ہی بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور خواجہ سراؤن نے دوڑ کر خبر تشریف آوری
بادشاہ بانوے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے سب اپنی کنیزون انیسون وغیرہ کو بلا کر ایک جا استادہ کیا اور
فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ اس دایہ قحبہ کی لگائی بجھائی سے یہان آتے ہین اور میری لڑکی
کو پکڑ لے جانے کا ارادہ رکھتے ہین اور وہ نگوڑی ابھی روتے روتے ذرا سوئی ہے تم سب کو میری جان
کی قسم بادشاہ اگر ہون سے تون کرے تو سب اُن کے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تم نے کچھ اس کام مین
قصور کیا تو مین ابھی سر پیٹتی سر پھرا نکل جاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپکے تابع ہین اگر آپ خداوند
سامری و جمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُن سے بھی لڑین یہ عرض کر کے وہ سب آمادۂ جنگ ہوئین اور
لاٹھی پتھر وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ چمکنی پرانی ہانڈی جلتی ہوئی لکڑی سوختے وغیرہ
سنبھالے اور زوجۂ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے فرش خاک پر پاؤن پھیلا کر پائینچے چڑھا کر بال سر کے
پریشان کر کے بیٹھی اور سب عورتین گاتیان باندھکر پائچون مین گرہ دیکر ملکہ کے گرد کھڑی ہوئین اس عرصہ
مین بادشاہ داخل شبستان ہوا کنیزون نے تسلیم بھی نہ کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھ کر پریشان ہوا بی بی کو
اپنی زمین پر بیٹھے دیکھ کر دل سے کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت ناگہانی آئی غرض زوجہ کے قریب آکر بیٹھ گیا اور
گویا ہوا کہ صاحب کچھ تم نے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سُنا اور یہ اپنا حال یون تم نے ابتر کیا ہے شاید اس خیال سے

کر مین بیٹی کے عوض تم کو کچھ کہون تو ایسا نہین ہے تم اس گیسو بریدہ کو میرے حوالے کرو تم سے کچھ واسطہ نہین یہ کلام سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھا اُدھر موئے بوباک تجکو صدقے اُتاروں اپنی بچی پر سے کہ تو نے اس دائی قحبہ کے کہنے سے میری لڑکی کو مار آتارا اور ابھی تک بھڑ فے تجھکو چین نہین بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سُنا فرط غضب سے آگ ہو گیا اور ریکارا کہ مالزادی کچھ تیری قضا تو نہین آئی ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ ارے تجھ مالزادی کہنے والے کو خاک مین ملاؤن گہری گور مین تو یون تجھکو ہی ہی کر دون تیرا حلوا پکاؤن لو مونڈی کاٹے نے مجھ کو بے وارثی سمجھا ہے اپنی حکومت پر دھمکاتا ہے ابھی طلسم ہوشربا آباد ہے میرے مان باپ بھی جیتے ہین شاہ **افراسیاب** کو سامری سلامت رکھین وہ شاہ تو میرا حال سنکر ان چھیلی ٹھوک دیگا یہ نہ جاننا کہ مین ایسی ویسی ہون مین بھی ملک **احمر سبز پوش** کی بیٹی ہون جو بھائی ہے ملک **اخضر سبز پوش** کا اور ملک **اخضر** باپ ہے ملکہ **لعل سخندان** کا جو شہنشاہ **افراسیاب** کی منگیتر ہے میرے چچا نے **حیرت** کو گھر مین ڈال لینے سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہین کی ملک **گوہر شاہ** نے یہ باتین جو بی بی سے سنین غصے مین تو بھرا تھا ہی ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر لگایا کہ غیبانی ٹراے جاتی ہے کیا کریگا وہ **افراسیاب** بیر البس طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا شروع کیا ہی ہی وہ بندی رانڈ ہوگئی **گوہر** مر گیا اُسکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی اُدھر کنیزین وغیرہ محل کی سب عورتین دوڑین اور کہتی تھین واہ واہ میان سچ تو مان باپ کی بیٹی نہ بنایا کوئی لونڈی بنائی کہ جب پایا دھن کٹی کر لیا ایک بولی موئے کے ہاتھ ٹوٹین گے جیسا پٹ سے ہماری بی بی کو مار بیٹھا دوسری نے کہا کہ اسی طرح سامری کرے ہکی بھی ٹنڈیان کسی جایئن تیسری نے کہا نا صاحب ہماری بی بی کا ایسے جلاد موئے قصائی کے یہان گذر کہان آگ لگا کے نکل بھی جایئن پھر ایک اور اُنمین سے بولی کہ ہان بی سچ تو ہے جس شہزادی کے کبھی مان باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اُسپر یہ مار پڑے یہ تو کہو ملکہ ہی ایسی نیک ساعت کی پیدا اور رنیک کوکھ کی جنی تھین جو اتنے دن ایسے ظلمی سے نباہ بھی کر گئین دوسری نے جواب دیا کہ پھر آخر کہان تک کلیجے پر پتھر رکھتین اور چپ بیٹھی رہتین وہ بھی آدمی ہی ہین نہ رہا گیا بول اُٹھین پھر بولین تو آفت آئی بادشاہ نے چارطرف سے جو یہ کاؤن کاؤن سُنی ہر ایک کو جھڑکا کہ چُپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہے عورتون نے کہا لو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری علذ کرنے سے گئے اور اُلٹے آنکھین نکالنے لگے تو یہان کوئی دبنے والا نہین جب سے ہماری ملکہ کو مارا ہے ہماری آنکھون مین خون اُتر آیا ہے جی مین آتا ہے کہ چھاتی پر چڑھ کر ڈھائی چُلو لہو پی جایئن بادشاہ یہ سُنکر اُن سب کو مارنے چلا وہان تو صلاح ہو کر جنگ پر سب آمادہ ہی ہو رہی تھین بادشاہ کے بڑھتے ہی چار سمت سے عورتین ٹوٹ پڑین اور لاٹھی پتھر پھکنیان دسینے پڑنے لگے اور چونکہ یہ سب عورتین ملکہ مذکورہ کے میکے کی ہین اور شاہ **افراسیاب** سے تعلق رکھتی ہین اُنکو بڑا غرور ہے کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت کا

ان کو نہین سمجا یا بادشاہ پر حملہ آور ہوئین اتنو ہائین ہائین لگے لگے مار ہوئے کو لینا گھیرنا کی صدا بلند ہوئی
اور تڑ اتڑ چٹاق پٹاق دھون ہون کیون اور کی آواز آنے لگی بادشاہ ازبسکہ مرد میدان نبرد تھا ان کے
حملہ کو رد کرکے قریب تر پہونچا اور دو تین کو لات سے تین چار کو ہاتھ سے دھکا دیکر گرا دیتا اور کہنیان مارتا
اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھِنگنے قد کی گول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کرتا وا ایتل سر مین
ڈالے ڈوپٹے کی کاتی باندھے تھی اُسنے جھک کر ٹانگون مین بادشاہ کے اپنے تئین پہونچایا اور انہین دونون
ہاتھ سے مضبوط تھامبے بادشاہ پکارا اری مالزادی یہ کیا کرتی ہے اری چھوڑ او قحبہ میری جان گئی ادھر تو وہ
کنیز پکڑ کر لوٹ گئی ادھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور اوپر سے عورتون نے بری گت بنا دی تاج کہین گرا
قبا کے فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے منھ مین توے کی سیاہی بھر دی کسی نے جوتیون کا
ہار بنا کر گلے مین پہنا دیا کسی نے ہانڈی کا ٹھیکرا گردن مین ڈالا کسی نے ڈاڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب
دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بن گئی ہے اُسوقت ملکہ نے اس کنیز سے کہا کہ انہین چھوڑ دے اُسنے چھوڑ دیے
سب عورتین سامنے سے بھاگ گئین بادشاہ بھی جان چھڑا کر اُٹھ کے بھاگا اور اُسی حال سے باہر
دار الامارہ کے جو آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے اور بعض مقربون نے دست بستہ استفسار حال کیا
اُسنے جھلا کے کہا کیا بیان کرون مین نے بارہا کہا ہے کہ بیگم کا مزاج بہت بُرا ہے اُنکا غصہ سامری کی بلا
نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین بوچھار کرنے لگتی ہین یہ کلام سُنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا
آج ساری حکومت انہین ملگئی یہ تو بہ راہ ادب چپکے چپکے باتین کرنے لگے اور بادشاہ نے ہاتھ منھ دھو کر لباس
تبدیل کیا اور بموجب مثل نزلہ بر اعضاے ضعیف میریز دفوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید بیٹھا ہے اُسکو قتل کرو
اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادہ قاسم کو اُسی وقت برابر آب ریز کے
لے جا کر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہو کر کوئلے کا خط گردن پر کھینچا پھر جلاد دوسرا حکم پوچھنے
سامنے شاہ کے آیا اُس وقت شہزادہ قاسم کو اپنے مرنے کا یقین کامل ہوا جس طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتا
تھا سواے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگار نظر نہ آتا تھا شہزادے نے اپنے عقائد کی تجدید ملین کی
اور کلمہ شہادت پڑھا اور ازبسکہ خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ تھا تہ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا

| | | |
|---|---|---|
| بصد عجز پکارا **نظم** | اے خالق بے عدیل میرے | غمخوار مرے کفیل میرے |
| ہر دکھ مین ہے تو ہی کام آتا | ہے تو ہی بلاؤن سے بچاتا | زندان بلا مین ہون مین محبوس |
| جینے سے بھی اب ہوا ہون مایوس | تو چاہے تو اس بلا سے چھوٹن | زندان غم و عنا سے چھوٹون |

یہ دعا اسکی مستجاب بدرگاہ مسبب الاسباب ہوئی یکایک دار الامارہ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا
کہ خداوند تشریف لائے بادشاہ سر دیا برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھ کر جانب در دوڑا جلاد کو قتل
شہزادے سے منع کرتا گیا وہ کنارے جا کر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک پیر مرد کو ہر ایک ساحر بہ تزدیر

بتعظیم تمام لیے ہوے آیا کہ اُسکی داڑھی تا بسینہ ہی یہ اُسکا نقشہ ہے نظم

مَلتا تھا اَلَم سے دست افسوس
آہستہ خرام بزم رفتار
ہے پردۂ دوستی مین دشمن
گھسا تھا سجود کا جبین مین
تسبیح کے بطن مین تھا زنار
رہرو کو وہ غول تھا سر راہ
ظاہر مین بلال رض دل مین بوجہل

پیدا ہوئی در سے ایک صورت
جبہ سر دوش سر پہ دستار
ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
پوشیدہ بُت اُسکی آستین مین
کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
یوسف کے لیے بناتا تھا چاہ

بیٹھا تھا وہ اس جگہ جو مایوس
ظاہر مین بکمال نیک سیرت
جو راہ نما وہی ہے رہزن
باطن مین تمام دیو سیرت
دُنیا کے لیے بنا تھا دیندار
تھا فرق زمین و آسمان کا
نیکی کے حساب مین بدی سہل

اس غول صحرائے گمراہی کو **اسکندر بن سامری** لوگ کہتے تھے اور خدا اُسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس یہ کبھی کبھی آتا ہے اور ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہے وہان رہتا ہے خلقت اس طلسم کی ہر ماہ مین جمع ہوکر اسکی پرستش کرتی ہے حال اسکا آئندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اُسکو لاکر تخت پر بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اُسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے سب نے فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا تو شہزادہ **قاسم** پر اُسنے نگاہ کرکے پوچھا کہ کون شخص ہے اور کس جرم پر قتل ہوتا ہے قدرت کو سب خبر ہے مگر تم سے اسکا حال سننا چاہتے ہین بادشاہ نے سب حقیقت شہزادے کی بیان کی خداوند نے یہ حال سنتے ہی کہا کہ تم نے فرمان بڑے خداوند یعنی سامری کا اپنے دل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین کہ جہان خون مسلمان کا گرے گا وہ جگہ برباد ہوگی اور باران رحمت ہمارا وہان نہ برسے گا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند پھر اس گنہگار کو کیونکر ہم قتل کرین اسنے تو ہمارے نام و ننگ کو مٹانا چاہا ہے اس ثانی ابلیس نے فرمایا کہ اسکو اپنے طلسم کے بیابان **حیرت** مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا بادشاہ یہ سنکر اُٹھا اور خداوند کے گرد پھرا قدمون کو اُسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کار مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہے یہ کہہ کر **نافرمان** اور ایک ساحر اور **شمشاد جادو** نام کو حکم دیا کہ اس خطاوار کو لے جاؤ بیابان مذکور مین چھوڑ کر چلے آنا بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران خیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور سحر بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوے یہ تو اُس طرف گئے یہان محل سے خواجہ سرانے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار اُٹھ جائین ملکہ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر جو سُنی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اُس بندی کے پاس جائینگے خواجہ سرا اس کلام کو سُنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سُنا آراستگی مکان و آرائش اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر بھینٹ تیار کرکے منتظر ہوئین اس اثناء مین شور مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب پہونچکر سجدہ کیا اور خاک پائے خداوند کو لیا آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین بھی گرد پھرتی تصدق ہوتی ایوان مین لائین

مسند پر بٹھایا شراب پلائی داڑھی مین عطر لگایا نذرین جواہرات بہت کچھ دیا ملکہ نے اشارہ کیا عورات نے
محل کی ہار پھول دونے مٹھائیون کے زرنقد سامنے لاکر رکھا ہاتھ باندھ کر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اس شیطان نے
جو کچھ انھون نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کرکے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اس اثنا مین اُسکو خیال
ملکہ **بنفشہ** کا آیا اُسکی مان سے پوچھا کہ ہماری بندی **بنفشہ** کیا کرتی ہے اور کیون سامنے نہین آئی ملکہ نے یہ سُنکر
رو رو کے تمام حال دایہ کا اور بادشاہ کا بیان کرکے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور سمجھاتے جائین کہ وہ دختر سے اور
مجھ سے بدی نہ کرے یہ کہہ کر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ صاحبزادی کو بُلا لاؤ وہ گیئن اور ملکہ کو بمنت تمام لیکر آئین
ملکہ ازبسکہ مسلمان ہوچکی تھی سوچی کہ مجھکو سجدہ کرنا پڑے گا لازم ہے کہ کچھ مکر کرون یہ سوچ کر سامنے جب آئی چیخین
مار کر رونے لگی مان نے اُٹھ کر گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ بیٹھی رہی خداوند نے
اسکا حال دیکھ کر فرمایا کہ سچ ہے لڑکی تمھاری سہم گئی ہے اسکے ہوش درست نہین ہین یہ کہکر حکم دیا کہ گوہر شاہ
کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شاہ سے جاکر عرض کیا کہ جلد چلیے خداوند آپ کو بُلاتے ہین بادشاہ
محل مین جانے سے ننگ وعار رکھتا تھا مگر حکم خداوند سے ناچار ہوکر داخل محل ہوا سب کنیزین تو بہت ٹھٹکین
کہ ہم نے شاہ کو مارا ہے کیا سامنا کرین اور زوجہ اُسکی اُسی جگہ منھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے
خداوند کے آیا وہ بہت خفا ہوا اور بغصہ اُسنے کہا کہ کیون او گوہر شاہ تو نے اب بیدینی پر کمر باندھی ہے تو نہین جانتا ہے
کہ بڑے خداوند استری کا کیا آدر کرتے تھے بیشاب اُسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی اور سبب
لذت انسانی یہی ہے اے بادشاہ اسکی پرستش ہر صبح کرنا لازم ہے بخلاف اسکے تو نے اپنی عورت کو ناراض کیا کہ
اُسنے ہم سے تیری فریاد کی بس خیریت اسی مین ہے کہ اسکے پاؤن پر گر اور تقصیر معاف کروا بادشاہ کی کیا مجال
تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھ کر قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے
اُسوقت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے سے اب لگجاؤ اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نہ کرنا ملکہ نے شوہر کو
گلے سے لگایا اور دونون نے باہم بوسے لیے اور ملگئے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بلوایا وہ ہر ایک
قدم پر بادشاہ کے آکر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب فراز
عالم سمجھایا **بنفشہ** نے رو کر کہا کہ اگر اجازت اپنے باغ مین رہنے کی نہ پاؤنگی اسی طرح رو رو کر جان دونگی
نہ پانی پیونگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ اے بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین دیتا
وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا نکل آئیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے یہ کہکر بیٹی سے
کہا اچھا اے فرزند تم اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سُنکر ہنسی اور باپ کے گلے سے لپٹ گئی آخر سب شاد وخرم
ہوے اور خداوند اُٹھ کر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل دارالامارۃ ہوا ملکہ **بنفشہ** نے اپنی مان کی بلائین
لین اور کہا میری اچھی امی جان مجھکو باغ مین جانے دیجیے مان نے کہا اچھا جاؤ گل وغنچہ سے اپنا دل بہلاؤ
لیکن اب کوئی ایسا امر نہ کرنا جسمین مجھکو بولنا پڑے اور تم بھی بدنام ہو اُسنے کہا جی نہین اب ایسا نہ ہوگا

یہ کہکر سواری طلب کی کنیزین شہزادی کی تخت سحر تیار کرکے لائین ملکہ سوار ہو کر روانہ ہوئی اور راہ مین تصور شہزادہ قاسم کرکے گوہر اشک تار نفس مین پرونے لگی اور بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر لائی کہ

نظم

الفت کا برا ہو جسنے مارا
ہین دشمن جان حبیب میرے
ہے عشق کا یہ فساد سارا
اس دام بلا مین ہون گرفتار
برگشتہ ہوے نصیب میرے
اللہ سے ہے امید دیدار

اسی طرح زاری کنان باغ مین جب آگئی وحشت نے اُس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے اُس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اُس ایوان کو سیہ خانہ بنانے لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اس سے بھڑکا ہوا تھا اگر زر آتشین تو لتا تھا ہر ذرہ مکان دیدہ غول تھا زمان ہجر کے اندیشہ کو بہت طول تھا طالع سے اپنے لڑتی تھی اپنے دل سے رہ رہ کے بگڑتی تھی کبھی یاد زلف مین پیش نظر اندھیرا تھا کبھی داغ دل چراغ کی صورت جلتا تھا بیتابیون نے گھیرا تھا کبھی آنسوؤن کا تار باندھکر سمرن موتیون کی بناتی اور بہر مرگ استخارہ فرماتی گھر کی شکل نظر مین گور تھی سفیدی رخسارہ کا فور تھی بستر کو کفن سمجھتی شکن بستر کو اژدر کا پھن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور ہوتا تو یہ کہتی کہ

نظم

آنکھین رہین اپنی تر ہمیشہ
دیوار پہ سر کو دے ٹپکنا
اے خانہ خراب اے جفاکار
کس کس کو کیا نہ تو نے ناشاد
عشرت کا پیا تھا کب پیالہ
ایسا غم ہجر ہے جو جانکاہ
پھر آنکھون کو ہو نصیب دیدار

دو چار گرائے گھر ہمیشہ
بیٹھی جو کبھی ملول ہو کر
گردش ہے تری عجب دل آزار
آنکھون کو بنا نہ بحر زخار
ہے داغ جو دل مین مثل لالہ
جام مے خسروی پلا دے
پھر کان اٹھائین لطف گفتار

اشکون کا وہ متصل ٹپکنا
گردون سے کیا خطاب رو کر
کس کس کو کیا نہ تو نے برباد
اتنا تو ہنسی نہ تھی مین زنہار
نکلی تھی کہان وصال کی راہ
بچھڑے ہوے یار سے ملادے

اسی بیتابی مین یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ مین نے اُس مجرم کو بیابان حیرت مین بھجوا دیا اور وہ ایسی جگہ ہے کہ آب اُس کا رہا ہونا وہان سے ممکن نہین لیس وہ ایسی ہی جائے سخت وصعب ہے کہ جہان زندہ رہنا دشوار ہے مجکو لازم ہے کہ اُس سرگشتہ صحرائے اُلفت کی خبر منگا ایسا نہ ہو کہ وہ شمع حریم صاحبقرانی صرصر صعوبت بیشہ طلسم سے بجھ جائے اور شیر نیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ سوچکر پاس رسوائی کو طاق نسیان پر دھر دو کنیزون کو اپنے پاس بلا کر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ کیا اور منت کہا کہ تم مجکو خبر میرے یوسف گم گشتہ کی لادو تو مین تمھاری کنیز ہو جاؤنگی اُنھون نے جب یہ حال اُس زلیخائی مصر عاشقی کا دیکھا پند و نصیحت کو بیفائدہ سمجھکر بدنامی کو گوارا کیا اور تخت سحر سے بنا کر سوار ہوئین نام ان دونون کے شعلہ جادو وشرارہ جادو وہین چلتے وقت ملکہ کو سمجھاتی گئین کہ اپنا حال تباہ نہ کرو اسقدر نالہ وآہ نہ کرو ہم جاتے ہین خدا کو منظور رہے تو اُس شید اکو آپکے لاتے ہین ورنہ اے ملکہ

بیت جان دی جان اگر بگڑ گئی بات جیتی ہو تو ہوگی پھر ملاقات ÷ ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم واے رفیقان
محرم مین تمھارے ہی آسرے زندہ ہون جلد آنا اگر دیر لگاؤگی تو مجھکو زندہ نہ پاؤگی لو جاؤ خدا اے کریم کو تمھین
سونپا یہ سنکر وہ دونون تخت اُڑا کر روانہ ہوئین یہ تو ادھر سے چلین لیکن اُدھر شمشاد و نافرمان شہزادہ کو
اُسی بیابان مین لائے اور تخت سے زمین پر اُتار کر دونون بزور سحر بلند ہو گئے شہزادہ کو سحر سے بیہوش رکھا
جب بلندی پر پہونچے رد سحر پڑھ کر ہوشیار کر دیا اور آپ روانہ ہوے یہان تک کہ دربار بادشاہ مین
پہونچے اور خبر پہونچا دینے شہزادے کی عرض کر کے اپنے اپنے گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادے سیاح دشت محبت
قیس نجد اُلفت کی کھلی ایسا جنگل ہول خیز اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے بھر آگیا تن ناتوان مین
لرزہ آگیا دل کو قوی کر کے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو
سوز مفارقت سے دل جلتا دوسرے یہ طپش عیاذاً باللہ منھ سے سانس لینے مین شرارہ نکلتا گرد اُس صحرا ے
پُرخار کے پہاڑ تھے قلہ کوہ تا بفلک دوار تھے اُن کے پتھرون سے شرر نکلتے درہ ہاے کوہ انا اسفل السافلین
کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب وہان آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار
پاے دل و رگ جان کے لیے نشتر کانٹون ہی کا کوسون تک بستر اژدر غاروان مین منھ کھولے بیٹھے شعلہ آتشین
چھوڑتے ہوا گرم زہر آلود جلتی کانٹے جلے پھپھولے پھوڑتے بگولے سیاہ بسان دود آہ پیچ و تاب کھاتے دیو بنکر
ڈراتے درخت کا کوسون کیا منزلون نام نہین دھوپ بھی ٹھہراتی اسے آرام نہین اس شہریار اقلیم جنون کی اس
دشت مین عجب شوکت تھی فوج یاس و الم و حرمان کی بھرتی لشکر تاب و توان و جاہ و حشم کی رخصت تھی شامیانہ
غبار صحرا کھنچا تھا آفتاب کا کنول اسمین جلتا تھا گردش قسمت بسان چتر بلا گردان تخت وہی تختہ بیابان
بیکسی و تنہائی حاضرین جلسہ دربار مصاحب اور رفیق قدیم خیال یار صحرا کی سائین سائین آواز اس نکارہ
کی شہنا نواز وحشت کا ڈنکا بجتا خاک صحرائی کی قبا تن پر آراستہ محتاجی کا تاج سر پر دھرا غولون کے نعرے
نقیب کی صدا اس تجمل و شان سے زار و نالان بگولے کی طرح اس بیابان مین ہر سمت روان تھا خیال
جانان مین سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا فرد۔ لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤنگا + یہ پروردہ ناز و مہد دولت کہ وہ دشت پر آفت پاؤن مین چھالے حلق مین
کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ نظم

وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
کپڑے ہوے تر عرق مین سارے

گرمی کی وہ فصل دوپہر بھٹیاب
جھونکا تھا ہوا کا لطمۂ غم
رہ دور و دراز کوس کا لے

منزل ہوئی سخت راہ بارِ ریگ
دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کانٹے کف پا مین اور چھالے

اس تشنہ دیدار یار کا پیاس سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اس دشت مین آب کہان اس کو
دور سے ایک ریگ کا دریا نظر پڑا اس سراب کو یہ بحر آب سمجھ کر لپکا اور اسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے لہراتا
نظر آیا یہ ایسا بیخود تھا کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے قدم آگے بڑھایا جیسے ہی چند قدم آگے چلا اس بالو مین گھٹنون

تک دھنس گیا الغرض بسکہ صاحب قوت وطاقت تھا زور کرکے جو نکلا ابکی کمر تک سما گیا پھر جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اس کشمکش مین تیغہ کہین گرا خود کسی جگہ اُترکر رہ گیا اس دشت مین جو کسی کو چھوڑتے تھے تو لباس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کر دیتے شہزادے کو بھی اسی وجہ سے مسلح یہان لائے تھے وہ سب ہتھیار جابجا گر پڑے اور یہ ماہی قلزم شاہی سینے تک جو بالو مین گیا مثل ماہی بے آب تڑپا اب کی بالکل غرق اس محیط خاک مین ہوا یہ گوہر خزینہ صاحبقرانی درج زمین رکھا گیا یا گنجینۂ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ لیکر زمین مین سمایا تھا یہ تہیدست نقد محبت سینے مین لیے ہمسر قارون ہوا مگر اتنا فرق البتہ رہا کہ وہ بخیل تھا اسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض جب بالکل لقمۂ نہنگ بحر ریگ ہوا دل سے کہا وا اے ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت مین پھنسی ساحل نجات اب منزلون دور ہے تقدیر سے بشر مجبور ہے موج آہ کا بھی روان ہونا دشوار ہے اے مرگ ناکامی تیرا بیڑا پار ہے نفس در قفس بالو کا محبس سانس لینا دشوار دوش سے کرتا ہستی کا بار اس آفت مین نظر بافضال کردگار

**نظم**

ہوتا ہے فشار اب کہان جبین
راضی ہے تو تو کیا ہے کاہش
تو چاہے تو پار رہے یہ بیڑا
بچ جائے گی مجھ غریب کی جان

سمجھا کہ ہماری آگئی موت
آئے ہین سوال کو نکیرین
ہے تو ہی تو بے نیاز یارب
طے ہے ورنہ زیست کا بکھیڑا

پہونچے تہ خاک ہوگئے فوت
خالق سے یہ بار بار خواہش
ہے تو ہی تو کارساز یارب
تو چاہے تو ہو یہ مشکل آسان

اسی کشمکش رنج فنا کی مین یقین تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے کہ خالق بحر وبر کو اسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو چلی تھین اس جنگل مین آکر پہونچین اور ہر سمت ڈھونڈھنے لگین جب کہین پتہ نہ ملا سحر سے بلند ہوکر یک بیک نگاہ کو چار سو دوڑایا ایک مقام پر ستارہ بالو مین چمکتا نظر آیا جب وہان پر آئین خود شہزادے کو پڑا دیکھا اور آگے بڑھین تو تیغہ چمکتا دیکھا سمجھین کہ وہ دریاے محبت کا نہنگ اس سرابگاہ مین بیرنگ حباب بحر فنا ہوگیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئین اور رونے لگین اور ایسا روئین کہ دامن صحراے آتش فشان بھگونے لگین اور بصد زاری نوحہ آغاز کیا کہ اے جوان مرگ وناشاد تو نے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہاے جب ہم اس کشتۂ حسرت وارمان سے جاکر یہ تیرا حال کہین گے کیا اسپر گذرے گی افسوس کہ وہ زندہ نہ رہے گی ہو جب

**نظم**

ہر اک دم تازہ اسکو اک خلش ہے
گھے چون نرگس بیمار بیمار
سُنے گی ہمسے جب تیرا یہ وہ حال
کرے گی گل کی صورت پیرہن چاک

مقیم سینہ جائے دل تپش ہے
ہے اسکے حال مین ہر دم تباہی
تو جینا اُسکو ہو جائے گا جنجال
اسی اندوہ مین ملتی تھین وہ ہاتھ

بہ رنگ زلف کہ آشفتہ اطوار
تپان ہو جس طرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اُڑائے گی بہت خاک
غم ورنج والم البرانکے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ یونس ماہی ریگ طپان ہوا ریگ کو جنبش ہوئی گویا وہ سراب ابھی اسکی غم مین بیقرار ہے ان کنیزون نے معلوم کیا کہ ابھی یہ بیجان زندہ ہے بہ رنگ گوہر غلطان ہے بس بیتابانہ اُٹھکر اس جگہ گئین کہ جہان گنجینۂ مراد دفن تھا اور تخت سحر کو پانون کے نیچے رکھکر کھڑی ہوئین اور ہاتھ ریگ مین ڈال کر شہزادہ کا بازو

وسر تھا اور زور کیا کہ وہ ابھرا اور جب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ رہائی قریب آیا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے اسنے بھی اُبھر کر زور کیا کہ تخت سحر پر آگیا کنیزین اُس گنجینہ آرزو کو پاکر بہت خوش ہوئین اور پنجہ سحر سے خود و تیغہ وغیرہ اُٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ اس مصیبت سے چور ہو رہا تھا باہر آتے ہی بیہوش ہو گیا کنیزون نے بالو جسم انور سے چھڑائی خود پہنایا لباس درست کیا پھر سحر کا ابر پیدا کر کے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے بستر اوقات پر لائی یعنے جو پانی کھانا ساتھ لائین تھین اُسمین سے پانی حلق مین چھکایا کہ اس بیہوش بادہ ناکامی کو ہوش آیا تخت پر اُٹھکر بیٹھا سجدہ شکر خدا کیا پھر اُن دونون سے مزاج ملکہ کا پوچھا اُنھون نے ماجرا خداوند **سکندر بن سامری** کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ کی اُلفت اپنی نسبت معلوم کر کے بیتابیان کرنے لگا ادھر انتظار کنیزان مین ملکہ مغموم کا یہ حال تھا **رباعی**

| | | |
|---|---|---|
| ہم درد فراق سے جو گھبراتے ہین | گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین | دم پا بر کاب ہے ہمارا پیارے |
| آنا ہو تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہین | | |

اسی گریہ و زاری مین دیو شب غم نے منہ دکھایا دن کا رخ زرد ہوا کسی کے شباب کی طرح ڈھل گیا آخر دود آہ سے عالم سیہ خانہ بنا کہ بموجب **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| اک سانس مین سو مقام لینا | دل ہاتھون سے اپنا تھام لینا | اسپر یہ غضب کہ شام آئی |
| اندھیر ہوا اداسی چھائی | وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلدار | وہ شام وہ آمد شب تار |
| بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ | جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ | در پردہ شکایتین زبان پر |
| کہنا اسے رکھ کے آسمان پر | کیون اے ستم و جفا کے بنیاد | ہو یون ہی یہ مشت خاک برباد |
| فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا | ہم جی سے گذر گئے تو پھر کیا | یہ کہہ کے وفور اشکباری |
| پھر بستر غم پہ بیقراری | | |

یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین شہزادے کو باغ مین لیکر ہو چلین اور ایک ضرغے مین درختون کے اُسکو بطور مخفی استادہ کر کے آپ خدمت ملکہ مین حاضر ہوئین یہ ان کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھی اور پکاری **بیت** اے پیک ما دلستان خبر یار بگو ۔ احوال گل به بلبل بستان سرا بگو ۔ کنیزون نے پہلے کچھ ٹال کے ادھر اودھر دیکھ بھال کے شادی مرگ ہو جانے کے خیال سے اور ہی ذکر چھیڑ انجام کو چپکے سے کہا کہ ہم اس عنقائے اوج حسن کو ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپا کر سامنے آئے ہین یہ سنتے ہی ملکہ کو غش آگیا کچھ دیر مین جب افاقہ ہوا اُٹھکر جانب یار چلی کنیزون نے عرض کیا کہ آپ اس باغ مین ان کو لیکر رہیئے گا کوئی دم اندازہ پھر آپکے باپ سے جا کر لگا دیگا ابکی مرتبہ اس آفت کا سامنا ہوگا جس سے مشکل دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چند رفیقون کو اپنے ساتھ لیجیے ہم تخت سحر تیار کرین آپ مع شہزادہ سوار ہو کر ایک سمت کی راہ لین اور بیرون طلسم نکل چلین ملکہ نے کہا کیا مضایقہ ہے لیکن انکا مقدم راضی ہونا ہے کنیزون نے کہا وہ فرزند صاحبقران ہین کبھی بھاگنے پر راضی نہون گے اسے بیوی جو انکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی جان آفت مین کس لیے پھنساتے

ان سے کہنا اور یہ تدبیر کرنا بیکار رہے ہم ان کو سحر سے بیہوش کردین گے اور تخت پر ڈال کر منزل مقصد کی راہ لین گے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو پھر اچھا تو ہے یہ کہہ کر صندوقچہ ہاے جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لیا اور چند رفیقون ونہیسون وغیرہ کو طلب کرکے اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی جلد جلد براے سفر تیار ہوئین اس عرصے مین ملکہ شہزادے کے پاس آئی شہزادہ نے اسکو گلے سے لگایا بوسۂ لب و رخسار سے ذائقہ پایا ماجراے فراق یاد کرکے دونون روے پھر وصل ہونے سے شاد کام ہوے ملکہ انھین درختون مین فرش بچھواکر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خوان ہوئین کہ شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھ کر سو گیا ملکہ نے تخت سحر سے بنواکر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی سوار ہوئی کنیزین بھی سحر سے اُڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اڑایا اور صحرا کا راستہ لیا اور تمام رات رہروی کی صدہا کوس راہ طے کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہے کہ جسکا جی چاہے چلا آئے اور مبتلاے بلا نہو صحیح و سالم نکل جاے اس شہزادی رہگراے طریق الفت دیدہ نوردِ منزل محبت نے ہر چند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن نہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ نجم سیار طلسم افلاک سے منھ چھپاکر روبفرار آیا اور شہنشاہ کواکب براے تجسس فرازیان عرصۂ سپہر مین قدم زن ہوا کہ بموجب

**نظم**

نظر نے صبح کی صحبت طلب کی ۔ کہ جب دیدار شب سے بھر گیا جی
اُٹھین انکھین بشوق روے خورشید ۔ لگے ہونے نظارے سوے خورشید

وقت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اُتارا اور آپ بھی اُتر پڑین ملکہ نے کنیزون سے فرمایا کہ اس جگہ ٹھہر کر کچھ دیر آسائش کرین اور شہزادہ بھی دیر سے بیہوش ہے ایسا نہو کہ کوئی رنج اسکی جان حزین پر پہونچ جاے اسکو بھی ہوشیار کردین ابتو بڑی دور گھر سے نکل آے ہین شہزادہ پھر کر چاہے کہ پھر وہین چلا جاے ممکن نہین کنیزون نے حسب الارشاد ملکہ شہزادۂ دیجاہ کو ہوشیار کردیا اس مسافر صحراے غفلت کی جب آنکھ کھلی دیکھا کہ پہاڑ پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہے یہ دیکھ کر متحیر ہوکر مستفسر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ملکہ نے کہا گھبراتے کیون ہو جو کچھ ماجرا ہوگا معلوم ہوجائے گا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش امکان مین ہو تو بچھا دو اُنھون نے چادرین سر سے اُتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت غربت و محبت وہان بیٹھے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ ناز مین تجھکو اُس مقام آفت زا سے کہ دراصل مصیبت خانہ اور غمکدہ تھا لے کر بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے لے جاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تمنے میری جان اُس ریگستان سے بچائی ہے اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون ورنہ اس حرکت بیجا کی سزا دیتا خبردار مجھ سے ربط رکھے کبھی ایسی بات نہ کرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا اگر نہین ہے تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نہ جاؤنگا اور تم کیا یہان لاکر آفت و مصیبت سے بچ جاؤ گی رنج و غم مین مبتلا نہوگی دیکھو تو کہ ابھی فلک شعبدہ باز کیا نیرنگی دکھلاتا ہے اور کس کس رنج و غم آفت مین مبتلا کرتا ہے اور پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور صانع طلسم کونین نے

کیا چاہا ہے یہ فرما کر بعجلت تمام اُس معشوقۂ نازک بدن نازنین سیمتن سراپا ناز کے گلے مین ہاتھ ڈال کر پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی تھی وہ کنیزون سے طلب کرکے مصروف بادہ کشی ہوئی کنیزین اُس پہاڑ پر سیر کرنے لگین وہ عجب وقت تھا کہ نور کا تڑکا یونہین سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا لہلہانا گلون کا کھلنا ستارون کا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی جانوران آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا پانی منقارون مین لیکر پرون پر چھڑکنا پھریریان لینا غوطہ پانی مین مارنا اور سیدھے ہونا چوگلا اور کوڑیالا کھلا ہوا جانوران چوپایہ کا جست وخیز کرنا ہرن بارہ سنگے چیتل نیلگاے وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران خوش نوا کا چہچہانا مورونکا جھنگھاڑنا جھاڑیان فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ تھین گلون کی کنول روشن تھے بلبلین مغنی ہر کار بہار تھین کہ نظم

خاطر بھی جہان کی عشرت اندوز
لبریز شراب سے پیالے
تھی کبک کے قہقہے کی آواز
کھوئی تھی بہار دلکا سب رنج

صحرا مین بھی جوش گل ہے ہر سو
تھی صبح بہار صبح نوروز
چشمے کے کنارے پر برابر
طاؤس کا رقص تھا خداساز
چلاتی تھی بلبل آؤ آؤ

پھولون کی چھڑی ہے شاخ آہو
آتے تھے نظر تمام تھالے
مستون کے لگے ہوئے تھے بستر
تھی طائر خوش نوا نوا سنج
نالہ کوئی با اثر سناؤ

ایسی بہار مین یہ نئی کیفیت آشکار تھی کہ معشوقہ گلبدن و یاسمن پیکر زیب آغوش و زینت ہمدوش خوف بادشاہ طلسم سے کبھی رنگ رخ زرد و لمین محبت کا ورد چاہنے والے کا پہلو نصیب ہم آغوش حبیب شہزادہ کا کبھی زلف سونگھنا کبھی لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ سنبھلکر کپڑون کو درست کرنا گاہ ہنس دینا کبھی رونا ایک لحظہ مین تیوریان چڑھ جاتین کمانین کھنچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہوتین کبھی باتین بزرنگ لیلی و قیس ہوتین یہ ہنگامہ راز و نیاز برپا دونون دیار عاشقی کے شہر فرمان روا کہ نظم

نہ ٹھہری ایک لحظہ کثرت ذوق
اٹھاؤ شمع ساق نور افزا
صدف کا خون سے منھ ہو جائے پھر تر
جمے بطن صدف مین اشک نیسان
ابھی لازم نہین ایسا ارادا
ہوئین شرمندہ مستی خیز آنکھین

بڑھے سینہ پہ ہاتھ اور ملگئے لب
مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا
بنے یاقوت یہ بلور شفاف
مبارکباد دینے آئے ارمان
غرض معشوق و عاشق ہوگئے باہم
جھکین دامن پہ مطلب خیز آنکھین

پھر آخر بڑھ گئی بیتابی شوق
ہوس بولی کہ مہلت دیتے ہین کب
دکھائے ملازادہ اپنا جوہر
کھلے کچھ رخنہ آئینہ صاف
کہا پاس شرع نے ہان یہی کیا
رہے راحت فراموش دو عالم

یہ شیرین و فرہاد اس پہاڑ پہ سرگرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھر ان بیچارون کو فراق کی مصیبت مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تک جادو نام کہ عیار بھی ہے اور ساحر غدار بھی اور صبح کو بزور سحر اُڑکر تمام طلسم مین پھرتا ہے گرد آوری کرتا ہے جو نئی بات دیکھتا ہے بادشاہ کو اُس سے آگاہ کرتا ہے آج بھی حسب دستور وہ بے شعور طلسم مین پھرتا ہوا اُس طرف آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع عورتونکا

دیکھ کر بزور سحر ہرن کی صورت بنکر کوہ پر آیا اور جو کچھ ملکہ و شہزادہ مین ہنگامہ محبت گرم تھا وہ سب اسنے دیکھا اور غضبناک ہوا چاہا کہ اسی وقت دونون کو گرفتار کرون مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہم کو دیکھ رہا ہی اسنے تیر کمان مین جوڑ کر سر کیا ہرن چوکڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آکر ٹانگ مین ترازو ہوا اُس وقت تو ہرن نے بزنکالے اور اُڑ کر چلا مگر کہتا گیا کہ باش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا تونے کہ **بیت** ابھی تو موت سے نا آشنا ہے ٭ مزا ان لذتون کا دیکھ کیا ہے ٭ یہ کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہوگیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے سے کہا اے شہریار یہ کوئی ساحر میرے باپ کا ملازم تھا اب جا کر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہے بیان کریگا وہ پھر گرفتاری آئے گا ہم کو روز بد دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائے گا ملکہ نے کہا اب یہان سے اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نہ جائینگے اور جو تم ہمکو سحر سے بیہوش کرکے لے جاؤگی تو اپنی جان گنوائینگے ملکہ مضطر ناچار ہوکر چپ ہو رہی اور ترساک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی ہر سمت پھرنا موقوف کرکے ملکہ کے گرد جمع ہوگئین ملکہ یاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو حالت خوف و رجا مین بیٹھے ہین اودھر وہ عیار شاہ طلسم کی خدمت مین اسی حال زار سے آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے آکر بیٹھا تھا امراے دولت حاضر تھے کہ عیار نے حاضر ہو کر مجرا کیا اور تیر اپنے پانون پر لگا ہوا دکھایا اور ماجراے شہزادہ و ملکہ قسم کھا کر سنایا شاہ کو غصہ آیا اُسی وقت چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کرو دو ساحر **آتش بیان و اخگر زبان** جادو اپنے مطیع اور رسا ساحر لیکر روانہ ہوئے اور بزور سحر اُڑ کر بہت جلد اُس پہاڑ پر کہ جہان شہزادہ و ملکہ تھے آئے اور زمین پر اُتر کر نعرہ زن ہوئے کہ باشید اے تیرہ روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤگے شہزادہ اُن کو دیکھ کر بلارک افراسیابی کھینچ کر اُن کی جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یہ کمر تک زمین مین سما گیا شہزادے کا یہ حال دیکھ کر ملکہ کو تاب نہ رہی گود پھیلا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی **شعلہ و شرارہ** کنیزین ملکہ کا رونا دیکھ کر آگے بڑھین اور پکارین کہ مُردون ہماری صاحبزادی تڑپی جاتی ہین خدا تم کو غارت کرے اسکی بھولی صورت پر تمھین رحم نہین آتا ہے یہ کہکر شعلہ نے ایک ناریل اُس ساحر پر سحر پڑھ کر مارا کہ جس نے شہزادہ کو غرق زمین کیا تھا وہ ناریل اس ساحر کے سینے کو توڑ گیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہوگیا شہزادہ زمین سے نکلا اور تلوار لیکر اُس گروہ بدکردار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون کو مار گرایا پھر اور چند ساحرون نے افسون پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہوکے زمین پر گرا ملکہ کی کنیزین بھی نارنج ترنج مار رہی تھین اور سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین ہنگامہ عظیم برپا تھا کبھی روشنی تھی کبھی اوجالا تھا ایسی آفت خیز حال مین **آتش بیان** نے ایک ترنج **شعلہ** پر مارا وہ ترنج کو آتے دیکھ فوراً زمین مین سما گئی اور پشت پر **آتش** کے آکر نکلی اور ایک تیر آتش کا اُسپر ایسا مارا کہ اسکی پیٹھ کو توڑ کر سینے سے نکلگیا اور وہ مر کر گرا اُدھر **اخگر** اور **شرارہ** سے سامنا ہوا اخگر نے چکر سحر کا اُسپر مارا کہ اسکا سر زخمی ہوا اسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ اخگر کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اس اثنا مین اور ساحر فرستادہ

شاہ طلسم یہان آئے فوج بیشمار ساتھ لائے نفیر سحر پھنکی جھانجھ بجنے لگے بیر شور مچانے لگے ڈہرو کچھ اپنی سی گانے لگے ہزارہا ساحران جنعورتون پر ٹوٹ پڑے رائی ماش ہنولون کا پھر آپ چلنے لگا ابر سحر برسا یہ ناشکستہ کنیزان ملکہ بھی خوب لڑین کیا کر سکتی تھین آخر زخمون سے چور ہو کر گرین ساحرون نے انکو قید سحر مین مبتلا کر کے ملکہ پر بھی سحر کیا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی ان سب کو اسیر کر کے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوے بادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ یہ جا کر پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ وشہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے ان کو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوے دربار شاہی مین اپنے تئین پایا شہزادۂ ذیجاہ نے پھر حمد وثنا خدائیتعالی کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیرون کو حکم قتل کرنے کا دیا اُسوقت ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار تھے عارض زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدہ کا ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان صبر چاک دست ستم دراز کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانین میری تیرے ناخن پا پر نثار ہین اے شہریار مجھکو تجھپر تصدق کرین اور قتل کر ڈالین تو خون اپنا بحل کرتی ہون بشرطیکہ تجھکو رہا کردین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے سرمایۂ زندگی عاشق کب مجھ سے ہوگا کہ تجھ ایسے یار وفادار کا مرنا دیکھون جبتک زندہ ہون کبھی تجھکو قتل نہ ہونے دونگا آگے جو مرضی خدا ملکہ بلبلا کر یہ فرماتی تھی کہ ہاے تونے کچھ مزا اپنے شباب کا نہ پایا میرے مہمان تجھکو ان ظالمون نے ستایا اب نظم

## نظم

مزا کچھ بھی نہ پایا ہاے تقدیر
محبت مین چلی ہے مفت مین جان
جو زندہ رہنا دُنیا مین مری جان
شگفتہ غنچۂ دل میرا کرنا

مقدر نے وہ سامان ہے دکھایا
عدوے جان ہوا ہے چرخ بے پیر
خدا حافظ ہے اب تیرا چلے ہم
لحد پر میری آکر کرنا احسان

کہ فرق جسم وجان کا وقت آیا
نہ نکلا ہاے دل کا کچھ بھی ارمان
لیے جاتے ہین دلمین ہجر کا غم
چڑھانا پھول دم بھر وان ٹھہرنا

یہ کلمات حسرت ومحبت عاشق ومعشوق کے سُنکر بادشاہ کمال برہم ہوا اور جلاد سے بتاکید تمام فرمایا کہ جلد تر سران بیحیاؤن کے جدا کر جلاد بتعمیل مستعد قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض رسا ہوے کہ اے بادشاہ بیت مقبول ہو عرض یہ ہماری ٭ سکہ ترا مہرومہ پہ جاری ٭ اس مجرم کو خداوندیا بان حیرت مین بھنکوا گئے تھے اب نہین معلوم کیا اُنکی مشیت مین گذرا جو یہان سے رہا ہو گیا ازبسکہ یہ مقدمہ خداوند سن چکی ہین بغیر انکی اطلاع قتل اس گنہگار کو کرنا اچھا نہین وینز ملکہ کی مادر گرامی قدر ایک مرتبہ تو ناراض درباب تنبیہ ملکہ ہو چکی ہین ایکی مرتبہ تو یقین ہے کہ اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگی ہم جان نثارون کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ خداوند سے اس امر مین اجازت لینا ضرور چاہیئے اُن کے حکم سے مادر ملکہ بھی سرتابی نہ فرمائینگی اور حضور کے لیے بھی باعث بہبودی ہے یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر صدف جادو کو حکم دیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور سب حال عرض کرو اور جو کچھ وہ ارشاد فرمائین سُن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ باتوقیر خدمت خداوند

مین حاضر ہو کو حملہ کو الف زبان پر لایا خداوند حال سُن کے خود سوار ہو کر بادشاہ پاس آئے بادشاہ نے بدستور قدیم شرائط تعظیم و تکریم ادا کر کے برابر اپنے بٹھایا اس عرصہ مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی پہونچی ملکہ کی انّا دائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر و سینہ پیٹنے لگین کوئی کہتی تھی افسوس میرے گود کی پالی کسی نے کہا ہے ہے بچی تیری جوانی کوئی پکارتی یا سامری میری فریاد کو پہونچو میری صاحبزادی پر سے یہ بلا دُور کر د کسی نے کہا ارے لوگو مین کدھر جاؤن ایک بولی مین اپنی بلائی گی اکا بلا لیکر مرجاؤن یہ حالت مادر ملکہ نے جو اُن سب کی دیکھی چادر سر سے پھینکا بال پریشان کر یہ کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ مین ابھی اس گھر کو پھونکا دے کے سر بصحرا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھون گی جب بادشاہ بیگم اس ہئیت سے باہر چلی سب عورتین محل کی روتی پیٹتی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گیا ہائے یہ کیسا غضب ہے اے صاحبو یہ کیون ٹھہری بیگناہ پر پھیرے ہوا اسی طرح کے کلمات کہتی ہوئین جلوخانۂ ایوان شاہی مین سب کی سب آئین خواجہ سراؤن نے دوڑ دوڑ کر خبر بادشاہ کو دی کہ بیگم صاحبہ روتی ہوئی دربار مین آتی ہین یہ سُننا تھا کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے حکم دیا کہ ملکہ کو مع اُسکی کنیزون کے قید سے رہا کر کے اُسکی مان پاس پہونچا دو ہم اُسکا ایسا علاج کر دینگے کہ وہ نام بھی اس مسلمان کا نہ لیگی اور اس گنہگار کو بھی فی الحال قتل کرنا مناسب نہین اس لیے کہ شہزادی اُسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے ہلاک ہو جائے گی جب مین اُسکا علاج کر دون اُسوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سُنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر اُتاری اس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجھکو بغیر تیرے رہا ہونا منظور نہین سرکار عشق مین عاشق کی رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابروے یار نے فرمایا کہ اے ملکہ جو قید غم سے چھوٹا وہی سہی تم رہا ہو کر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ خیال نہ کرو نظر بفضل خدا رکھو ملکہ مضطر یہ نصیحت سُنکر مصلحت اپنے رہا ہونے مین سمجھ کر داخل محلسرا ہوئی مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا گیا تھا کہ حضور باہر نہ جائین ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ تھی کہ ملکہ آکر لپٹ گئی اور رونے لگی مان نے کہا اری چھوکری تیرے غم نے مجکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب پیٹ سے پانون نکالے ہین شاباش بچی کیا کہنا خوب باوا کا نام روشن کیا اورا مان نگوڑی کا سر مونڈا ارے میرے یہان کی لونڈیان بھی نہین بھاگین اور چھنالین مشہور نہین ہوئین نہ کہ بیبیان خیر شکر ہے سامری کا یہ بھی نصیبون کا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ پر آئی اور باآسائش رہنے کو جگہ دی اُدھر شاہزادے کو ساحرون نے لے جا کر ایک زندان تنگ و تاریک مین قید کیا کئی ہزار ساحرون کا اُس مکان مین پہرا مقرر ہوا شہزادہ یاد مین ملکہ کے بیقراریان کرتا کبھی درگاہ خدا مین اپنے چھوٹنے کے لیے گریہ و زاریان کرتا ادھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار زنجیر ستم کا غم کرتی ارمانون کا اپنے دل مین ماتم کرتی حال ان دونون وابستگان سر رشتہ زلف و گیسو کا آیندہ بیان ہوگا۔ اب ذکر **سیارہ بن عمرو عیار**

مذکور ہوتا ہے۔ کہ یہ عیار نیک کردار جب سرداران شہزادہ نامدار سے رخصت ہو کر جانب کوہ چلا گھاٹیان
پہاڑ کی طے کر کے قلعہ کوہ پر پہونچا وہان ایک حصار بلند نظر آیا ہزارہا دروازہ آہنین بنا تھا بیچ مین ایک دروازہ
بہت بڑا تھا اور کھلا تھا یہ بسم اللہ کہہ کر اُس دروازے مین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب
آئی دروازہ بند ہو گیا اور سُنائی دیا کہ اے اجل گرفتہ ماندی ماندی تا دور قیامت اینجا ماندی عیار نے
اس آواز کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحرائے پرخار دشت پر آزار
مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تابش آفتاب سے سیاہ تھی یتیرہ بختی مسافران صحرا کی گواہ تھی غار
ہر ایک سا تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کی طرح نرم تھا ہوائے گرم کے جھونکے ہوائے خاطر
مفلسان سے کہین بڑھے چڑھے دل و جگر جلاتے فرط تپش سے رہرو وہان طپش کھاتے پانی نام کو
نہین چشمہ چشم بھی اشکون سے خالی زبان خرگان سی سوکھی سناٹے چٹیل میدان انسان نہ حیوان گفد
کی طرح سبزیون کا بیابان بگولے آڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سرگرم پرواز ہر سمت
سائین سائین کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا
کہین کہین جانور جو نظر آتا نکلتا تا پانی کی تلاش مین پھڑ پھڑاتا زبان باہر نکالے تڑپتا کسی جگہ جو ایک
دو درخت تھے جلے ہوے سوکھے ٹنڈ کھڑے تھے ان پر دو تین چیلین لوٹے ٹیکے آنکھین بند کیے بیٹھی تھین
اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل روزگار جلتا تھا زمین کے قلب سے
شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو تو وہ جنگل آگ کی بھٹی بن جاتا دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ **ابیات**

ٹھیک ہوتی ہے جس گھڑی دوپہر
پر فرشتون کے جلنے لاگے ہین
غرض ایسی ہی دھوپ پڑتی سخت
وقنا ربنا عذاب النار

جلنے لگتا ہے دھڑ دھڑ اکر دہر
جہر ماتھے یہ اپنے بجبر دھر
جن و انسان وحش و طیر و درخت

چیلین کیا انڈے چھوڑ بھاگے ہین
کرے ذرات پر جہان کے نظر
ہاتھ اُٹھا کر کہے ہین مثل چنار

یہ عیار طرار پیادے پانون مین نرم و نازک باندھ کر قدم اٹھائے اُس
زمین آتش بیز کو طے کرتا چلا جاتا تھا جب بہت پیاسا ہوتا پانی مشکیزے سے نکالکر حلق تر کر لیتا اور طلسم کا معاملہ
سمجھ کر کچھ دعائین اپنے اوپر دم کر لیتا تشنگی اسوقت کم پاتا دوڑ کر بہت دُور نکلجاتا اسی طرح جب دن ڈھلا
اور آفتاب کی عرصہ فلک مین دوڑ دھوپ کم ہونیکا وقت آیا اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے
مقام پر پہونچا کہ جہان کچھ درخت سبز لگے تھے گھانس بھی ہری تھی چشمۂ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈی جو
اس کے بدن مین لگی جان تازہ جسم مین آئی یہ ایک چشمہ کے کنارے گیا ہاتھ منھ دھو پانی پیا دن جو کم رہ گیا
تھا سوچا کہ شب بھر اسی مقام پر رہنا اچھا ہے پس وہان ٹھہر کر تماشائے سبزہ زار سے دل پرسوز کو تراوت بخشی
کرنے لگا دیکھا دور تک درختان سرسبز کے ضرغے ہین اُن کے نیچے ہزار در ہزار جانور چرتے پھرتے ہین نیل گائے
ہرن پاڑھے وغیرہ بیشمار ہر سمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہے کہ وہ جانور کبھی کلیلین کرتے ہین اور خوش

ہوتے ہنستے ہین اور کبھی ایک مقام پر سب اکٹھا ہو کر شاخین ایک دوسرے سے ملا کر اس طرح روتے ہین کہ دل سنگ بھی اُن کے رونے پر آب ہوتا ہے اشک کے دریا مین ہر ایک تن اپنا ڈبوتا ہے عیار کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دل سے سوچا کہ یہ مقدمۂ طلسم ہے ان جانورون مین کچھ اسرار ہے آگاہ اُس سے پروردگار ہے تم بھی یہان بہیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہے اور فلک کیا بازی تازہ بروے کار لاتا ہے یہ سوچ کر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر آراستہ کی گھنڈیان قریب سینہ کے لگا کر زمین پر گرا اور ہرن کی طرح جست و خیز کرتا دور نکلگیا پھر وہان سے دوڑ کر انھین جانورون مین آکر ملا اور انھین کی طرح گریہ و زاری کرنے لگا وہ دن تو کم باقی ہی رہ گیا تھا کچھ ہی دیر مین وہ زمانہ آیا کہ ساکن برج اسد نے غار مغرب مین منھ چھپایا اور آہوے شب عجب خیز کرکے عرصۂ عالم مین آیا کہ نظم

جو چھم چھم کرکے آیا آہوے شام
بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام
پھنسے اُنمین چکارے بنکے تارے
بکھیرے تھے کہکشان نے جو شرارے

سرشام وہ جانور سب کے سب ایک سمت کو جستین کرکے چلے یہ عیار بھی اُنکے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب کچھ دور جاکر ایک میدان مین جمع ہوئے ناگاہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوا کہ ہر تن مو اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا ہر ایک ہاتھون مین جھولیان میوے اور شیرینی کی اور روٹی سے بھری تھین بس اُس ساحر نے اُس میدان مین آکر تھالے بنائے اور اُس مین کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز دی کہ اے مقیدان طلسم آؤ اور اپنا اپنا حصہ لیکر کھاؤ سب جانور اُس صدا کو سُن کر دوڑے اور اُن تھالون مین منھ ڈالکر کھانے لگے عیار مذکور بھی ایک تھالے مین منھ ڈالکر کھڑا رہا اس اثنا مین وہ ساحر جب ایک تھالے مین کھانا رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار مذکور بھی کھانا چھوڑ کر اُسی طرف چلا لیکن اس طرح سے کہ وہ ساحر تیر بھر کے فاصلے سے آگے اور یہ جھاڑیون مین چھپتا ہوا اُس کے پیچھے روان تھا صحرا مین چاندنی کی کیفیت تھی کوسون تک چادر نور کھچی تھی کوڑیالا کھلا تھا سبز سبز گھانس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہ ہاے مروارید ریشم سبز مین پروئے ہین جانور آوازے کے چپ ہوے بیٹھے ہین تالاب اور جھیلین برنگ آئینہ مصفا ہین بگلے ایک پاؤن سے بغلون مین چونچ دابے کھڑے ہین مرغابیون کے غول کنارے اور ٹاپوؤن پر بیٹھے ہین قمریے ایک جگہ پر دن مین سر ڈالے کھڑے ہین جنگل سے ایک آدھ ہرن بھی نکل آتا ہے مینڈک جھیل خشیمہ مین اُڑاتا ہے جھینگر جھین جھین کرتے ٹیڑی ٹراتی ہے یہ عیار ہرن بنا اس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر پریدا اگر کے اُڑا یہ عیار تھم گیا اور اُسنے دیکھا کہ اس مقام پر دو راہین ہین ایک راہ تو وہ ہے جدھر وہ ساحر گیا ہے اور دوسری اُس کے خلاف ہے عیار اُس ساحر کا ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسم پر سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت کے نیچے ٹھہر گیا کیونکہ کئی پہر کا تھکا ماندہ تھا آرام پذیر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی جب تارے ڈوب گئے بڑے بڑے تارے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختوں کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈارین

دامان کوہ اور بہیڑ سے نکلین جابجا سو سو پچاس پچاس ہرن کے غول پھرنے لگے کسی طرف سے پاڑھے کسی جانب سے نیل گائین ظاہر ہوئین کچھار مین شیر ڈکارا ہاتھی چنگھاڑا درختون پر مرغ جھنڈ کے جھنڈ بولنے لگے ڈھیر چکارے جھیلون پر بگلون نے پھریری لی مچھلیان دُم مارنے لگین مرغابیون نے گردنین بلند کین قرقرون نے پر چھاڑے چڑیان غول باندھکر اُڑین آفتاب بلند ہوا درختون کے پتے چمکنے لگے ملمع ساز قدرت نے زیور زمردین دشت پر کار طلائے زردی آفتاب فرمایا کہ بمقتضائے ابیات

کہ یعنی جب وہ شب مثل رخ یار
ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے یکبار
صدا دینے لگے مرغان گلشن
فروغ صبح پھیلا جیسے دامن

سیارہ نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ ادھر جاؤن یا اُس طرف روانہ ہوں اسی خیال مین تھا کہ ایک ساحر کو دہنی جانب سے اُسنے آتے دیکھا دوڑکر اُسکے پاس گیا اور بطور ساحران سلام کیا اُسنے جواب سلام دے کر کہا اے بھائی کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا یہ بھی آپکو معلوم ہو جائیگا مگر اتنا مجکو بتلائیے کہ جدھر آپ جاتے ہین یہ راستہ کہان گیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اے عزیز معلوم ہوا کہ تو اس طلسم کا رہنے والا نہین ہے عیار نے کہا آپنے خوب پہچانا مین حوالی مین اس کی رہتا ہون اور پہلے وطن میرا طلسم ہوش ربا تھا بعض اُمور سے ترک وطن کرکے حوالی مین اس طلسم کے آرہا از بسکہ مجکو سیاحی کا مزا ہے ہی اس طلسم مین بھی آگیا اُس ساحر نے کہا تو ادھر اُلٹا تم آگئے طلسم کی چار راہین چار سمت کی طرف ہین ایک راہ دریا پر سے دوسری بیشۂ حیرت کے پہاڑ پر سے اور دو راہین جو اور ہین وہ ساکنان طلسم ہوش ربا اور دیگر طلسمات کے لیئے ہین اور اُن راہون سے جو آتا ہے وہ گویا پشت پر سے اس طلسم کی آتا ہی تم اُدھر سے جو آئے تو اس طرف کیونکر آگئے شاید راہ بھول کر چلے آئے اور تم ساحر تھے اسوجہ سے بچ گئے ورنہ اسیر ہو جاتے عیار نے یہ سنکر کہا ہان مدت سے آوارۂ دشت و کوہ پھر رہا ہون آپ دستگیری فرماکر راہ پر لگا دیجیئے اُس ساحر نے کہا اے عزیز جدھر مین چلتا ہون یہ راستہ قلعۂ طلسم کا ہی اور جدھر سے تو آتا ہی یہ راہ شہر جام کی ہی اور حاکم اس شہر کا عقاب بن جام ہی اور صحرائے طلسم مین وہ لوگ جو داخل حصار سے طلسم مین ہوے ہین انکو نیل گاے ہرن اُسنے بنادیا ہے اور ہر شام و سحر کو ایک ساحر کھانا لیکر اُن جانورون کے لیئے جاتا ہے جو کوئی نیا وارد نظر آتا ہی اُسکو بھی وہ جانور بنا دیتا ہی اب تم یہان سے کچھ ہی دور آگے بڑھتے تو جانور بنجاتے خوب ہوا جو مجھ سے آگر ملے لو آؤ میرے ساتھ قلعہ مین چلو اور میرے گھر پر ٹھہرو ورنہ بادشاہ طلسم کو خبر تمھارے آنیکی ہو گی تو جب بھی قید ہو جاؤگے یہان کسی غیر کے آنیکا حکم نہین ہی مالک طلسم گوہر شاہ ہی اور سکندر بن سامری ہم سب کا خدا ہی مین ایک کام کو شہر جام مین گیا تھا لیکن زمانہ پرستش خداوند قریب تھا اسلیئے جلدی واپس آیا سیارہ یہ گفتگو اُس ساحر کی سُن کر دلمین کہتا تھا کہ خوب ہوا جو تو ہرن بنکر اُس صحرا مین پھرا رہا ورنہ وہ ساحر جو کھانا لیکر آیا تھا انسان دیکھکر مجکو بھی جانور بنا دیتا غرض اُس ساحر کے ہمراہ یہ بھی باتین کرتا روانہ ہوا کچھ ہی عرصے مین قریب قلعۂ طلسم پہونچا ایک حصین حصین بصد فر و تمکین بنا دیکھا ساحران بشر صورت و فیل پیکر کا پہرا دیکھا سامنے قلعہ کے جو میدان تھا وہان ہوم گھر خانے بنے تھے اور بہت کچھ رحمت کا سامان تھا

سیارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا از بسکہ روک ٹوک اول درجہ پر طلسم کے ہی یہان کچھ ممانعت نہ تھی یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان آباد دیکھا کہ معمار عقل صناعان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن رسا ہر خیرہ کا اُنکی بلندی دیکھکر سرگردان سرکین پختہ وہموار ہنین مصفا بسان آئینہ تھین کہکشان فلک ہر راہ پر دل و جان سے قربان دوکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رعایا وہان کی جوان وحسین ہر ایک شہر یار مملکت تزئین دُکانین اشیائے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت مہجبینون کی طرحداری نازو غمزہ کی گرم بازاری زلف کا سودا از دان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان کہین صرافہ کھلا اُس کے جواب مین دوسری جانب بزازہ جسمین ہر قسم کا کپڑا بہت خاصہ تھا شفق کی اطلس سُرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے برنگ کتان گلبدن زیب تن گلبدنان جہان اسی طرح صرافے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جسکے سامنے نگینۂ آفتاب داغی بے نور مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرۂ سفیدی قمر روپیون کے روبرو کم قیمت یہ عیار سیر کرتا جب چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین نانبائی کسی جانب کبڑنی سنگرنی سرمایۂ حسن وناز جمع کیے سب بیٹھے ہوئے حلوائیون کی مٹھائی پر شیرین کا سامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون کے کھانون کو دیکھ کر نان ہوس سینون کے تنور مین پکتی کبڑنون کی ترکاریون پر سبز رنگان عالم کا دل برنگ سبزہ پامال ہوتا ہر اہی اساگ سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار تھا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلشن رضوان سے بہتر تھا **نظم**

غرض ہمین تنون کا گرم بازار ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زر دے کے سودا مول لیتا کوئی نقد دل وجان و تن دیتا کوئی دکان پہ جاتا لینے سودا
پریشانی برنگ زلف لاتا کوئی زرین لباسون پر تھا شیدا برنگ زر رکھی زردی رخ پہ پیدا

سیارہ کو وہ شہر بہت پسند آیا اُس ساحر ہمراہی سے تعریف کرتا ہوا آخر اُسکے گھر پر آیا اُسنے اپنے مکان کے ایک کمرہ مین مقیم کیا ہاتھ منہ دھلوایا بوتل شراب کی منگائی سیارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شراب لیکر چلا تھا وہ بہت نایاب ہے اُسکو پیو یہ کہکر اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکالی اُسکو بھی پلائی آپ بھی نوش فرمائی اپنے ہی پاس سے میوہ مٹھائی نکالکر کھلائی آسودہ ہوا پھر سر رشتہ سخن آغاز کیا کہ اے برادر آپکا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو مقسوم جادو کہتے ہین اسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اسنے پوچھا کہ آپکو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب واقعون سے یہ طرفہ ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہے کہ ایک شہزادہ نبیرہ حمزہ کا اس طرح سے داخل طلسم ہوا اور یہ اسیری یہ سانحہ گذرا جملہ ماجرا ابتدا سے انتہا تک اسنے شہزادہ قاسم اور ملکہ کا بیان کرکے کہا کہ اب وہ شہزادہ قید ہے کل روز جشن خداوند ہے شہزادی کو بادشاہ برائے علاج سامنے خداوند کے لائیگا کیونکہ خداوند نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اُس مسلمان کا دور کر دینگے یہ ماجرا اس عیار نے سُنکر دل سے کہا شکر ہے خدا کا کہ پتہ شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل اتنا دن اور ایک رات یہ اُس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن ہیلۂ دہر سے شراب نور ساغر مہر مینا لبریز ہوئی اور شب تیرہ مثل عمر دشمن گھٹ کر گرم توسن رو بگریز ہوئی کہ بموجب ابیات

جمالِ صبح نے کی بارش نور | جبین خاک چمکی مثل بلور
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع | جدا پروانون سے ہونے لگی شمع

وقت سحر سیارہ نامور کمرے مین بیٹھکر تماشائے بازار دیکھ رہا تھا کہ یکایک صدائے نقارہ دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوے دکھائی دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اسی اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ اے برادر تیاری کرو آج خداوند کے دیدار کا میلہ ہے تمام خلقت اس شہر کی اور ہر سمت کی اس طلسم سے آکر جمع ہوتی ہے مین بھی جاونگا آپکو بھی چاہیے تشریف لیچلیے سیارہ نے کہا میری سعادت ہے سر سے ایسے مقام پر چلونگا یہ سُن کر وہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس تبدیل کرکے ایک جوڑا کپڑون کا اس عیار کو بھی لاکر دیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اسنے بھی پیرہن بدل لیا اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوے شہر کی سیر کرتے جب بہت دور نکل گئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا کہ اسمین سبزہ درخت سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر ایک جھیل پانی سے بھری تھی اُس میدان مین خلقت کا ہجوم ہوتا جاتا تھا دکاندار حلوائی بزاز صراف خوانچہ والے کھلونے والے آتے جاتے تھے خیمے استادہ ہو رہے تھے بازار مین آراستہ تھین سیکڑون بارگاہین مخملی اور باناتی نصب تھین جنمین اُن کی الماس نگار سب تھین کلس اُنپر رنگ برنگ کے چڑھے تھے جو سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی فوج فوج قشون قشون آتے جاتے تھے بیلدار لگے تھے چبوترے بنتے تھے دکاندار دکان جماتے جاتے تھے بجوبے پالین راوٹیان کندے سنگلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین سربلندی دکھاتے ترسول اُنپر چڑھے تھے پرچم اُڑتے ہر پرچم پر تعریف سکندر بن سامری کی تحریر تھی پونے دو سو خداوندان باطل کا وصف تسطیر جھیل کے کنارے چبوترہ زمردین بنا اور اس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اُس گنبد کے باغ لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلائے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت صانع گلشن عالم آشکار تھی جوانان بوستان مثل صالح پاک و نیک رو ونچۂ مرجان برنگ دست دعائے عابد خوشنو صنوبر مین سبحۂ صد دانہ کا شمار جعفری مطیع جعفر طیار نسیم سحر مین بشرک نفس زاہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق ہر برگ و شجر سوسن زبان شکر کنندگان داور مہندی برنگ روشنضمیران صاف باطن بوے گل مشام اہل راز کی ساکن غنچہ مثل وہان حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرہ کا جوش کلیان صومعۂ زاہدان خوشبو سنبل یاد گیسوے قدرت مین آشفتہ مو سرو آزاد بستان تارک الدنیا نہین نہین قمریون کے لیے عشق حقیقی کا زینہ لالہ ہر چند کہ بستان دریوزہ گر پیالہ بدست لیکن قانع مست پیمانۂ الست بلبل وظیفہ خوان عبادت خانہ اظہار دیدۂ نرگس سے حقیقت بینی آشکار یاسمن و نسرین و نسترن معتقد ہوے فصل آزار کہ ابیات

خندان ہین اسی کو دیکھ کر گل | اُس گل کو پکارتی ہے بلبل | غنچون مین ہے صورت تفکر
کیا اُنکو اُسی کا تھا تصور | جاری ہے مئے معرفت جہان مست | گل مست چمن مین ہے جہان مست

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار تھا چرخ مقرنس اُسپر سو جان سے نثار تھا قبہ چرخ اخضر

کہتا تو غلط ہے برج فلک چہارم فقط ہے دروازہ اُس گنبد کا بند تھا دروازہ پر رہبان دمغ وکشیشان بیٹھے تھے
یا خداوند ابسامری وسکندر کرتے تھے جھانجھ ونفیر ناقوس رکھے تھے گھنٹے ٹنگے تھے سیارہ سے اُس ساحر نے کہا
اِس باغ مین چلکر گنبد کے سامنے سجدہ کرو اُسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائینگے اُسوقت سجدہ کرینگی
ابھی ایک مقام پر ٹھہر کر میلے کی سیر چلو کرین وہ ساحرہ یہ سُن کے پھرا اور ایک ٹیکرے پر آکر دونون بیٹھے میلہ
جمتا جاتا تھا یہ سیر دیکھنے لگے حسن چمن کا بیش نظر ہوا یہ رنگ دیکھا کہ جادوگرنیان کمسن ساریان پرُزر اور
بیش قیمت باندھے کہ جس سے جسم نازک نظر آتا ساق کی سیمع فانوس پیرہن مین روشن پیڑو اُبھرے چھاتیان
تنی ہین اُنپر ہزارون جوبن ہاتھون پر تھالیان برنجی رکھے جو کمین اُنمین جلائے موہن بھوگ اور پھول رکھے سر
سے پانؤن تک جڑاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئین اور مع پیرہن نہائین جب غوطہ مار کر اُبھرتین
مہر تابان برج آبی سے باہر آتا پیرہن جو بدن مین لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت نظر آتا واقعی وہ ماہی بحر حسن و
جمال تھین گوہر تابندۂ قلزم بیمثال تھین ایک طرف توان قمر پیکرون کا مجمع تھا ایک سمت میلہ جمع تھا دکاندارون
کی بالین تنی تھین دکانین ہر رنگ کے اسباب واجناس کی آراستہ اور سجی تھین حلوائی تھالون مین مٹھائی
لگائے بیٹھے تھال آفتاب و ماہ کی تھالیون کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کیلیے
ترستا رہگیا ویسے ہی اِس مٹھائی کو یاد کرکے ہر ایک ترسے گا اور مونٹھ چاٹتا رہیگا ایک طرف ہر قسم کی ترکاری ڈھیر
لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ذقن اُسکا دیکھکر آسیب دیو رہوتا انارستان کا جو دیکھتا سکتے مین جوش محبت
ضرور ہوتا شفتالو بوسہ شفقتین کی عنت ولاتے جامن کو دیکھکر لب مسی آلود اُسکے ہمیشہ یاد آتے ایک جگہ بھٹیارین
اپنا جلسہ جمائے تھین دکانین لگائے تھین پال کے اندر میزون پر حقے رکھے تھے پیچ لگن مین بھیگتے تھے تپائیون
مین نعلمین گھر سی تھین چرس پر دم پڑتے تھے سالجہان کا سارا جہان شیدا کشمیر پر چرسیون کا دم فدا یا رقند کے
گھونٹ تو یار قند کے گھونٹ سمجھتے ساقیون کے شربت وصل پینے پر دم نکلتے دف ودائرہ بجتا مقابلہ سے کھلا آئینہ
شعر خوانی ہوتی ڈھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے ٹہلتے عشق کی آگ مین جلتے کہین تمولتین اپنا رنگ جما رہی تھین
سُرخروئی جتا رہی تھین عاشقان بے ساز و برگ کو جان سپاری کا خیال اُن سبز رنگون کے وصف مین زبان لال اُگال
اُنکے منھ کا یاقوت رنگ ہر عاشقان قوت سرخی لب اُنکے ایسی خوشنما کہ بموجب شعر سرخی لب کے وصف مین جسنے + ایک مصرع
کہا تو خون تھوکا + دکاندارون کا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آرائش تھی عمدہ زیبائش کی دکان کے آگے
نٹنیان اکڑ تا چتین ہیجڑے ڈھولک بجاکر گاتے دوکان پر اڑ جاتے راستے کے کنارے فقیر چادرین بچھاتے
بیٹھے کوڑیان پیسے پھینکتے شعبدہ باز تخت پر مونڈھے بچھائے بیٹھے تھے تخت کہار ہر سمت اُٹھائے پھرتے ڈفلے
بانسری بجتی ترسول مینول وہ نکلتے راگین وگھاتے چاندی سونے کا گہنا پہنے استاد کی جے بولتے ایک
طرف گل فروش ہار بیلے کے پکارتے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام خلقت کا اژدہام لگیرے جا بجا تنے بیٹھے رئیس بنے ہوئے بیٹھے نریل اُڑاتے

چلمون پردم لگاتے اندرسبھا بھگت سپیرا گرد چیلے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی بٹیرون کا کھانا نئی کیفیت عیش کا زمانہ بہت ساحر سیکڑون کرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپ کر قدم اُٹھاتے امراے عظام پالکیون پر آتے آگے لڑکون کو بٹھاتے کھلونے سامنے خرید کر کے رکھے بہت ہاتھیون پر سوار پھرتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا مہندیون کا وہان مجمع بعض مقام پر افیونی بیٹھے گھولا چلتا داستان ہوتی گنّے چھلتے بازار مین کو قوال پیادے گشت کرتے چور بدمعاش گھرتے اسی طرح جب دن کم رہا یکایک نفیر و بوق کی صدا سُنائی دی لکّے ابر کے سرخ و زرد روے ہوا پر ظاہر ہوئے اُن کے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختون کے باجے بجتے بارہ سو ساحر تلوارین کھینچے مرکب پرند پر سوار گرد اُن کے اور ایک تخت پر ملک **گوہر شاہ** جلوہ فرما اور تختون پر ناظمان طلسم و مالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور اُن کے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت و وزیران اُبہت اور بہت سی کنیزین جادوگرنیان پوشاکین نفیس و پُرزر پہنے غرق دریاے جواہر یہ سب آکر ایک میدان وسیع مین اُترے ابتواکابرین شہر ساحران نامی ہر سمت سے آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالی شان رُوسا کے نصب کیے گئے بادشاہ تخت سے اُتر کر کئی سو کشتیان زر و گوہر و جواہر کی ہمراہ لیکر براے دیدار خداوند چلا اسکے ہمراہ تمام امیر و وزیر روانہ ہوے اور اُسی باغ مین آکر جب قریب گنبد پہونچے پجاریون نے گنبد کا دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت بلند بچھا تھا جو ابرو وز مخملی چادر سے منڈھا تھا اُس تخت پر وہی بچۂ شیطان **سکندر بن سامری** بیٹھا تھا گرد تخت کے چوکیان صندل کی اور سنگ موسیٰ وغیرہ کی بچھی تھین اُن پر بُت پونے دو سو خداوند رکھے ہوے تھے۔ بعض کے نام اُن مین سے لکھے جاتے ہین۔ **تیتا پیتا دم خبیثا - توڑی اُگا گاے کا بچھڑا۔ گوسالہ سخنور۔ ثمرات سخنگو۔ بقیاء زرین تن۔ تابوت معلق صندوق معلق لات منات۔ لقا فرعون شاہ نمرود شاہ شداد شاہ لوٹم۔ لوٹک چھولم چھولک سامری جمشید** وغیرہ اور ان سب کے گرد عود سوز و اگر سوز رکھے تھے بخور ہوتا تھا بادشاہ اور سب امرا نے ان سب کو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کر کے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوند نے حسب موقع ہر ایک کو جواب دیا بادشاہ نے عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرما دیجیے کہ اُس مسلمان کا عشق اُس کے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے نے کہا آج کل مخلوق کو ہم اپنا دیدار دکھاوینگے اور اُن کے مطالب بموجب اپنی مشیت کے بر لائینگے کل تو اپنی لڑکی کو بلانا اُسکے لیے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہو جائے گی بادشاہ نے یہ سُنکر سجدہ کیا پجاریون نے سنکھ اور نفیر اور گھنٹے بجاے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا اب ہر شخص میلے کا آنے والا اندر گنبد کے جانے لگا پوجا کرنا شروع ہوا نذرین چڑھنے لگین ہزارہا روپیہ اور ددنے مٹھائیون کے چڑھ گئے ہار پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختون مین صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولون کا انبار لگا تھا بکرے بھیڑ وغیرہ ہزارون چڑھائے تھے ہر پجاری کے آگے دونون کے ڈھیر لگے روپیہ اشرفی بیشمار چڑھے

تھے گنبد کے ایک طرف سے پرشاد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتین ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ تھین بعض ڈنڈوت کرتین بعض آنکھین بند کیے خداوند کے دھیان مین تھین اسی پوجا پاٹ مین وہ دن آخر ہوا اور آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آکر بارگاہ مغرب مین گیا اور مجمع کواکب و سیارگان برنگ سیاحان میلہ گنبد افلاک مین بہر پرستش خدائے یگانہ آیا

**نظم**

بڑھا صحن فلک مین جیل کوکب | پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
پڑا جب رخ پہ دن کے پردۂ شب | چراغ شام کا روشن ہوا نام

شام کو بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر میلے کی سیر کرنے لگا اور تمام میدان مین چراغون کی روشنی ہوئی طبلونکی آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغاے مردمان سے سارا طلسم پر ہوگیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اُس طرف سے آنے لگے کوئی ہمراہی کو اپنے پکارتا تھا ارے میان کس طرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیون کے ڈیرون پر تماش بینون کا جماؤ تھا داد عیش دیتے تھے جھیل مین کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیرتے پھرتے تھے بھنگیڑون کی دُکانو نکے سامنے مہتابین چھوٹتی تھین کسی کا کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہین جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری ملازم پھر رہے تھے طول تقریر تا کجا **سیارہ** عیار نے بھی اندر گنبد کے جاکر اس ساحر کے ساتھ جملہ کیفیت ملاحظہ کی اور اُس سے کہا کہ اے برادر تمھارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہان سے ہمارے شہر کو کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُس کے ساتھ چلے جائین گے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب ایسی بیمروتی تو نہ چاہیئے اور دو چار دن تشریف رکھیے اس میلے کے آنے والے کئی دن رہتے ہین جلدی کیا ہے چلے جائیے گا عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُس کے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر مین جاکر سو رہا یہ وہان سے اُٹھ کر باہر آیا اور میلے کی طرف چلا جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہان میلہ تھا پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر موم پیچ روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھ کر ایک عورت نہایت شکیلہ کی ایسی صورت بنا طرۂ زلف مشکفام نے یہ طرہ کیا کہ فرمان خوشبو جاری فرما کر چین و ختن سے خراج لیا روئے منور نے وہ نور پیدا کیا کہ سکۂ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا حلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروے خمدار نے وہ بانکپن ظاہر فرمایا کہ زاہدون نے سر محراب اطاعت مین اُنکی جھکایا تیر بے گوشہ کمان مین راستی کار کے لیے چلہ بیٹھنا چاہا آنکھین عین خود بینی سے آگاہ بینی الف ما مین لفظ ماہ کان جوہری حسن کی دُکان لب سُرخ غیرت بخش لعل بدخشان دانتون کی چمک دمک سے گوہر غلطان غلطان اور لوٹ ہیرے کے دل پر چوٹ سیب ذقن کا رنگ دیکھکر سیب قمر داغی گردن کی خوبی دیکھ کر صراحی کا قلب خالی دو دوش لطافت سے ہم آغوش سینہ پر چھاتیان دل عشاق کو بیتاب بناتیان حباب بحر نور دو بھٹیان کنول کے پھول پر زنبور غرض ہمہ تن بصورت حور حسن کی کان جوہری دل عاشق کی جان

**غزل**

بقصد جان من زار و ناتوان انداخت
بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد

شراب خوردہ و خوی کردہ کے شدی بچمن
فریب چشم تو صد فتنہ در جہان انداخت

خمی کہ ابروی شوخ تو در کمان انداخت
کہ آبروی تو آتش درار غوان انداخت
زشرم آنکہ بروی تو نسبتش کردند

| | | |
|---|---|---|
| سمن بدست صبا خاک در دہان انداخت | بنرمگاہ چمن دوش مست بگذشتم | کہ از دہان توام غنچہ در گمان انداخت |
| بنفشہ طرۂ مفتول خود گرہ میزد | صبا حکایت زلف تو در میان انداخت | |

جب اس شکل و شمائل سے بسانِ کامل درست ہو چکا ساری زردوزی باندھ کر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھوں میں سرمہ دیا لبوں کو مسی آلودہ کیا مانگ میں سیندور بھرا دست و پا کو مہندی سے رنگین کیا مرصع کا زیور کانوں میں اور باقی موقع و مناسب سے طلائی و نقرئی پہنا برنجی تھالی میں چومک آٹے کی جلا کر رکھی مٹھائی اور کچھ روپے رکھ کر تھالی اٹھا کر چھم چھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت راہ چلتے ہو تو مردے ہیں تکلم کرتے + زندہ اعجاز مسیحا کو ہو اب تم کرتے + اسی طرح میلے میں پہونچکر جہاں مجمع نوجوانوں کا دیکھتا انھیں میں سے ہو کر نکلتا اکیلی عورت رات کے وقت ایسی حسینہ یاروں نے جو اسکو دیکھا لگاوٹیں کرتے ہوے ساتھ ہوے کوئی کہتا واہ اتنا غرور نہ چاہیئے کسی نے کہا یہ مرادوں کی گٹھری کہاں دیکھیے کھلتی ہے ایکسنے آوازہ کسا کہ دیکھا چاہیئے یہ نقد انقد مال یہ دولت کس کو ملتی ہے دوسرا بکارا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے اور جگر بھی کسی نے کہا ذرا پھر منھ پھیر کر ہنس دینا پھر ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے ہاں دیکھ لینا بعض جو معزز شریف کے لڑکے نئے بگڑے ہوے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آئے کسی نے کہا اے دولت بیدار کیا گنجینۂ شرم و حیا تو نہ لٹائے گی اور نقد دل ہمارا ہی لے جائیگی ایک مجھی تیری بہت اچھی ہوگی ذرا ٹھہر جا میری پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ بیت نہ جیا تیری جفیغم کا مارا + نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا + ایک نے بجسرت و یاس کہا کہ فرد نہ تھی توفیق اگر بوسے کی تو اتنا ہی کہہ دیتے + جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا + پھر دوسرے نے یہ شعر پڑھا کہ شعر صد شکر کہ مرنے کی خلش اٹھ گئی دل سے + جب سے ہوے پیدا ہم اسی دن سے مرے ہیں + اس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سنے ناز و غمزہ کے لشکر کو ان جوانوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا یعنی کبھی تیوریاں چڑھا کر آستین بیرہن ہستی کو چین بچین کر دیا گاہے نگاہ قہر زا سے خرمن دل پر برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر نظر کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے زخم جگر کو آلہ کیا لیکن سخنان شیرین سے لبہاے شکر ین کو نہ آشنا کیا دہن بے نشان کا پتہ نہ دیا ان جوانوں کو جلو میں لیے یہ شہریار ملک حسن و جمال قریب گنبد خداوند پہونچی وہ مجمع عشاق وہاں اس امید پر تھم گیا کہ جب یہ بت رعنا پرستش خداوند کی کرکے باہر آئے گی اسوقت اسکو رام کرینگے غرض یہ تو رکے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ آچکی تھی پجاریوں نے گنبد بند کر دیا تھا پوجا ہو چکا تھا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوسرے دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوے تھے جب یہ عیار دروازہ کے پاس آیا پجاریوں نے کہا پھر جا کہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنیکا ہے اور عرش اعلیٰ پر جانے کا ہے اسنے کہا میں شب کو یہاں نہیں ٹھہر سکتی اسیوقت گھر جاؤنگی تم دروازہ کھول دو خداوند میری آواز سنکر عرش پر سے فرش پر اتر آئینگے مجکو بلا کر آپ کیا فلک اعظم پر چلے جائینگے پجاریوں نے کہا تمکو کیا خداوند نے بلایا ہے اس نے جواب دیا میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکا یک آپ ہنستے ہوے گئے اور کہا جلد ہمارے پاس آ کہ تجھ بغیر ہم بیچین ہیں یہ سنکر میں حاضر ہوئی ہوں تم نہ جانے دوگے تو میں شکایت تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سنکر ڈرے

اور ایک اُن مین سے اندر گنبد کے گیا سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ مین جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگت تھا سونے اور آرام کرنے کا اسکے یہ مقام تھا کہ پشت پر اُس تنجانے کے جہان تخت بچھا تھا واقع ہوا تھا دروازہ تنجانے مین یہان آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا کہ یا خداوند آپ جاگتے ہین خداوند نے اُسکو پاس بُلایا اُسنے جملہ حال زن با حسن وجمال کے آنے کا عرض کیا خداوند نے اپنی کرامت ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت کی سیج فرماتی ہے ہان ہمین نے اُسکو یاد کیا ہے جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری اُسی وقت باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آؤ تو بندی مقبولۂ خداوند ہے یہ عیار تھالی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا ہر ایک چھوٹے بڑے بتون کو دیکھتا ڈنڈوت کرتا یہان تک کہ پشت تنجانے کے در پر آیا پجاری اسکو اندر اُس گنبد کے پہونچا کر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے نکلا ایک دالان مین فرش بچھا تھا شمعہائے مومی وکافوری روشن تھین خداوند پلنگ پر لیٹے تھے سامان عیش وراحت مہیا تھا یہ صورت دیکھ کر اس عیار نے گرد پلنگ کے آکر پھرنا شروع کیا اور دوپٹہ رُخ پر سے ہٹا کر روے منوّر اپنا خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ اُس گبر نے ہر چند کہ ہزارون پری پیکرون کو دیکھا تھا لیکن ایسا حسن دلفریب اُسکی نظر سے نہ گذرا تھا شکل دیکھتے ہی بیتاب وبیقرار ہوگیا اور پلنگ سے اُٹھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کھینچ کر پاس بٹھایا اُسنے ایسی نشیلی نگاہ سے چہرہ خداوند کا دیکھا اور اس ادا سے شرما کر سر جھکایا کہ خدائی کو خداوند کی خاک مین ملایا میخانہ چشم سے وہ ساغر بیخودی پلایا کہ اُس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل مین سمایا پاس بٹھاتے ہی لپٹنے لگا خر مستی کرنے لگا اُس صنم نے اپنے خم ابرو کی محراب کا ساجد بنا لیا اُسکے لپٹنے سے اُسنے سِسکی بھر کر کہا یا خداوند مجکو اور بات یاد کر کے ڈر معلوم ہوتا ہے میرا ابھی سِن کیا ہے خداوند نے کہا اے مایۂ ناز **بیت** مجھے بن یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہون ٭ سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون ٭ اس شعلہ رو نے ہنس کے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ منھ پر خداوند کے مارا اور کہا **بیت** عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا ٭ قسم خدا کی ترے دل مین اب وہ پیار نہین ٭ خداوند نے اس بات کو سُنکر منھ بڑھایا اور بوسۂ لب شیرین لینا چاہا اُس غنچہ دہن نے منھ ہاتھ سے سرکا دیا اور آہ سرد بھر کر کہا ہر چند اس وقت خداوند کی منظور نظر ہون مگر میری قسمت ایسی ہے کہ آپ بھی کچھ دیر مین خوار وبے اعتبار کر کے نکال دینگے خداوند کو اسکا رنج کب گوارا تھا گویا ہوا کہ اے باعث خدائی وزندگی سُن گو مین تمام عالم کا خدا ہون لیکن تجھ ایسے بُت کا بندہ ہون کہ **شعر** فدائے پیرہن ماہرویان باد ٭ ہزار جامۂ تقوی وخرقۂ پرہیز ٭ یہ کہہ کر اُس ماہرو سے لپٹ گیا وہ بسان جوصلہ دمانند شعلۂ جوالہ خاطر آغوش سے تڑپ کر نکلی اب ہنگامہ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوقہ سے عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل مین خلل گاہ وہ نازک بدن باہین گردن مین حمائل کرتی کبھی خنجر ابرو سے غصہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پانون پر سر دھرتا معشوقہ کبھی نیچی آنکھین کر کے شرماتی نیرنگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی عاشق زانو سے زانو مسل پستان پر ہاتھ بڑھاتا یہ سِسکی بھر کر رہ جاتی اسی اختلاط مین جملہ کیفیت خدائی کرنے کی اس معشوقہ پُر فریب نے اُس دغاباز سے دریافت کی اور انگیا سے عطر سہوتی کی شیشی نکالی اور کھول کر اپنے جسم مین عطر ملنے لگی خداوند نے کہا ہمین

نہین اُسنے انگوٹھا دکھادیا وہ بیتابانہ لپٹ گیا اُسنے بھی گلے مین باہین ڈالدین اُسنے خوب سلیقہ دلرخ وشکم پر سنہرا اپنا رگڑا خوشبوئے عطر نے دماغ مین اثر کیا سر و پا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گیا عیار طرار نے بجالاکی اُٹھکر اُس مکان مین تلاش کرکے ایک صندوق بہم پہونچایا اور اُس کے کپڑے اُتار کر پہنے رنگ و روغن لگاکر اُسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو صندوق مین لٹاکر پٹی بیہوشی کی ناک پر باندھکر صندوق کو مقفل کردیا اور ایک کوٹھری مین اُٹھا کر رکھا کوٹھری مین بھی قفل لگادیا جب اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لیٹ رہا اور بآرام تمام سو گیا جب عیار دہر نے صندوق مغرب وا کرکے خداوند سیارگان کو نکالا اور حجرۂ عدم مین کواکب ظلمت شب کو بند کیا **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا | روش عیار کی پھر رنگ بدلا | اُٹھا پھر روئے شب سے پردۂ شب |
| در آیا مہ میان برج عقرب | | |

وقت سحر خداوند نقلی بیدار ہوئے پجاریون نے آکر ڈنڈوت کی اور گنبد مین لاکر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو ماہدولت نے ایک حور اپنے پاس سلانے کو بلائی تھی اب اُسکو جنت مین بھیجدیا ہے بس اپنا بھی دل اُسکے پاس جانے کو چاہتا ہے پجاریون نے عرض کیا رات کو پھر اُسکو بلوا لیجیئے گا آپکے جانے سے سب بندے محروم رہجائینگے دیدار آپکا نہ پائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج ہم اُسکے مقاصد بہلے پورے کرینگے یہ حکم سنکر ملازمان دیر دوڑ پڑے گوہر شاہ کو خبر دی کہ جلد چلیئے زہے نصیب آپکے کہ خداوند نے آپکو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا اُدھر پجاریون نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار ہوا کہ خداوند نعمت تخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ گنبد کا کھلا درشن سب کو نصیب ہوا اُدھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان رہا تھا صبح کو مقام عیار مذکور پر آیا اُسکو نہ پایا سمجھا وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے گئے الحاصل لباس تبدیل کرکے خداوند کا دیدار دیکھنے تنہا روانہ ہوا اور جب نقارۂ دیر پجا وہ بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا سیارہ نے اُسکو پہچانا اور اُن ساحرون کے کیش و مذہب پر خندۂ دندان نما کیا اس اثنا مین بادشاہ طلسم سامنے حاضر ہوا اُسکو اندر گنبد کے طلب فرمایا اُسنے آکر تخت خداوندی کا طواف کیا پایۂ سریر کو بوسہ دیا نذر چڑھائی پھر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ اپنا مطالب دلی بیان کر دریائے رحمت میرا اسوقت جوش زن ہے سب تمنائین تیری پوری کرونگا بادشاہ نے یہ سُنکر برائے صحت دختر دعا کی خداوند نے فرمایا کہ ہمنے اُسکو شفائے کامل عطا فرمائی شاہ نے اس عنایت کو دیکھکر سجدہ کیا اور بار دیگر شہزادہ قاسم کے قتل کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اس گنہگار کو یہان حاضر کر ہم اپنے سامنے اسکو ذبح کرائینگے پھر حکم کارپردازان سلطنت دوڑے شہزادۂ مذکور کو قید خانہ سے نکلوایا تخت سحر پر ڈالکر ہزارون ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوے سامنے خداوند کے لائے خداوند کی جب نگاہ شہزادۂ ذبیحاہ پر پڑی حال زار اُسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے بڑھ گئے ہین آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوئے یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ماہتابان

سپہر صاحبقرانی سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہے پردردہ مہد ناز و نعمت یہان قید کی آفت دل مین معشوق کا رنج فرقت جہر خموشی بر دہان فرحت و عشرت گریزان دل شکستگی عیان یہ صورت نمایان ابیات

جمی خاک تن پر برنگ زمین
کہ جون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
سو وہ ہوگئے بڑھ کے بدرنگ سال

گرا جیسے نکلے ہی پتلہ کہین
وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا
خزان دیدہ ہو بطرح برگ گل

نہ آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ ناخن جو تھے اُسکے رنگت لال

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر غصہ سے منھ لال کیا اور بادشاہ سے کہا کہ اس مجرم کو بجاریون نے ہمراہ جاکر پشت پر اس گنبد کے جو مکان کہ ماہ دولت کی آرامگاہ ہو وہان اسیر کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل خدائے نادیدہ جو اسکا خدا ہے مدد اسکی نکر یگا اور یہ باسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جائیگا تو ہلاک نہ ہوگا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹ کر آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان خداوند سنکر کہا سچ ہے بیشک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا نہین جانتے ہین یہ کہکر ساحرون سے شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کر کے کاندھے پر ایک ساحر کے لدوا کر بجاری کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوند پر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان مین شہزادہ کو ہوشیار کر کے بٹھا دیا زنجیر مین جکڑا رکھا سحر کی قید کو دور کر دیا پھر خدمت خداوند مین آکر دست بستہ استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ آجکی شب اور اتنا دن تیاری قتل مین اس مسلمان کے بسر کر سب سامان مہیا کر وہ یہ کہ کئی ہزار نقارے اور قرنائین شہنائیان ڈہل اور بوق و نفیر لیکر گرد گنبد کے ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون مشعلین آتش کی سلگائی جائین اُن مین عود و سرال و گوگل وغیرہ جلے اور جب صبح کو مین اُس مجرم کو ہر فرج لٹاؤن ساحر ہزارون بجلیان سحر کی جمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیئے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخے گا جو کوئی اُس کی آواز حزین سُن لیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُس کی صدا کسی کے کان مین نہ جائیگی اور اُسپر بھی بنا بر احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہی کہ کان مین روئی دے لے یہ سامان توکل کے لیے کیا جاے اور آج منادی ہو جائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اس مسلمان کا غارت ہونا رکھ دیکھے اور جو اشخاص کہ میلے مین نہین آئے ہین اُنکے لیئے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ وہ بھی آکر تماشہ دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجکا مہیا کر کے سوا پہر پوجا کر کہ اُنھون نے یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی الیسام تیہ تجھکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے ملچھ کو قتل کرایا ایسا ثواب کمایا بعد شکرادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسہ عشرت جماکر داد عیش و کامرانی دینا صبح کو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سب کے ماتھے پر دینگے کیونکہ اُسکا خون جہان گرتا ہی وہ جگہ بزد ہو جاتی ہی بس دفع نحوست خونریزی ٹیکا دینے سے ہو جائیگی تیری اُمید بر آئے گی اور سب کے کاج سنپورن ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا نام لے تجھیر ہماری دیا ہے جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہی بادشاہ نصیحت سنکر باول شاد گنبد سے باہر آیا کارگذارون کو حکم محکم خداوند سنایا اُسیوقت نقار خانے گرد اگرد درست ہوگئے

منقلہائے آتشین ہر سمت بیشمار رکھدی گئین منون رال وگوگل ڈھیر ہوگیا ساحران نامی افسون خوانان گرامی ہزارہا آمادۂ سحر خوانی ہوئے ہوم خانے بنگئے یہ عالم ہوا کہ

**ابیات**

بجے ہر سو طرب کے شادیانے
ہزارون من منگایا عود و عنبر
اُسی صورت یہ بٹوایا ڈھنڈھورا
تماشا جو کبھی دیکھا نہ ہوگا
نہ آیا گھر سے جو ہو وہ بھی آئے

انگیٹھی سیکڑون گرد اُسکے رکھین
رکھین سب خوشبوئین ہر سمت لاکر
کہ اک میدان بڑھی ہو جسمین وسعت
نظر آئے گا وہ ہر اک کو اُس جا

ہزارون ہی بجے نقارخانے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین
خداوند جہان نے جو کہا تھا
وہان ہو جمع آکر ساری خلقت
کوئی میلے سے ہرگز گھر نہ جائے

صدائے دھل زن سنکر میلے مین اور تمام طلسم مین غوغا مچ گیا نادان قبل قہقہے بلند تھے کسی جگہ اہل دل شہزادہ سنکر خندان ہوئے دانشمند تمہیری فلک یاد کرکے پریشان ہوئے کسی طرف درد مند تھے زبان پر یہ مذکور تھا کہ اس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملایا گیا ناموردن کو مٹایا گیا

**نظم**

ایک دن ہونا ہے سب ادنیٰ و اعلیٰ کو فنا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا

یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہونے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے ہی دل پر داغ پر یہ بہار ہے فلک کجرفتار بر سر آزار ہے یہ نقارۂ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دوست خوار و ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہے دل ہماری ہی جان کو روتا ہے **مولف** گر یگی جسپہ یہ بجلی وہ خرمن تو ہمارا ہے ✣ جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہے ✣ حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہوکر مشتاق تماشائے قتل شہزادہ نیکنام ہوئے لیکن یہ خبر وحشت اثر اس کشتہ ابروئے دلبر ملکہ **بنفشہ** نیک سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والا گہر کل تہ خنجر ہوگا اس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہ ہو کہ میری دختر فرط محبت و حق اُلفت سے اس سراپا مصیبت کے قتل سے ماہر ہوکر اپنے تیئن جو ہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدہ مستمرہ ہے کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علحدہ چرچا ہو رہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بلاکر پوچھا کہ یہ کیا تم باہم باتین کرتی ہو اور روتی ہو اُسنے بلائین لیکر کہا بی بی کیا کہون ڈیوڑھی پر کا ہرکارہ کہتا تھا کہ کل شہزادے کے دکھن کہنے والی بندی کو وہ موا خداوند لوٹ اب قتل کرائیگا یہ سُننا تھا کہ ملکہ پہلے تو بیہوش ہوگئی جو غش سے فرصت ملی گریبان صبر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلا کر رونے لگی ماں نے بھی اسکی چشم پوشی کی اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو مقرر کرگئی کہ یہ کہین جانے نہ پائے یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش پر جا بیٹھی اور خاک اُڑانے لگی اپنی بربادی دکھانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی چھپانی پڑی

وہ رُخ پُر نور جو خاک مین بھرا تھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم نے ارادہ کیا تھا بلبلاتی تھی یہ زبان پر لاتی تھی **خمسہ**

کیونکہ خونناب سے چشم اُسکی نہ پُر نم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے
نوحہ گر کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
جسکو اے جان جُدائی کا تری غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اُسکو دیا ہے اَب تو
حال کیا پوچھتے ہو حال بُرا ہے اب تو
بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہے اب تو
ترے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اب تو
دست و پا دیکھتے ہین لوگ کہین دم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہے مری حالت جیسی
چپکے بیٹھے ہو یہ ہے دوستی مجھ سے کیسی
کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہ ہووے ایسی
ہمدمو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی
دیکھنا اُسکا میسر جو کوئی دم ہووے

اَبْیَسْت اس ڈلکی مرے دیکھے تو بجلی بھی ڈرے
اور اس دیدۂ گریان مین وہ آنسو ہین بھرے
سُنکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہے پرے
اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دو بدو اُس سے جو یہ دیدۂ پُر نم ہووے

بستر غم سے بھلا اُٹھ کے مین کیونکر جاؤن
اس مرض سے تو مرا حال ہوا ہے یہ زبون
محنت و رنج و الم ترے سوا کس سے کہون
جرأت اب اتنی بھی ہان مین تو نہ رکھتا ہون
ایسی کر فکر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے

اسی گریہ و زاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب بھی غار مغرب مین جا کر حجلہ نشین ماتم ہوا اور دیدۂ ثوابت اشک شبنم سے نم ہوا کہ بموجب **نظم**

حرارت دھوپ کی ہونے لگی سرد
کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے یکبار
بشکل آہ مظلومان پُر درد
ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
سایہ دیو شب ہجر جو اس پری پیکر

پر ہوا بیہوش ہو گئی کنیزین گود مین اُٹھا کر دالان مین لائین پلنگ پر مردے کی طرح ڈال دیا تلوے سہلانے لگین بعض رونے لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک کہا ہاے اُس ناشاد کی تقدیر جو اسیر مائل ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامراد تہ خاک گیا دوسری نے کہا بھلا اور تو اتنا ہی داغ دیتے تھے کہ مر کر معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اس شہزادہ کے ساتھ تو ملکہ بیکس نے کیا کیا پاپڑ نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھنال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئین تھو تھو اب سے دو رتھنکاریان اس ننھی سی جان نے پہنین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتے انھون نے دیکھی واے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی ایک اور بولی کہ اب اس بُرارمان کا بچنا مشکل ہے در پیش صبح ہی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہاے یہ چاند خاک مین مل جائیگا ارے لوگو سکندر پھر ڈھونڈھا کیا پاے گا جوان

دونون کی جان لے گا ایک اور گویا ہوئی کہ اے بی ایسے تماشے میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جاتے دیکھے ہین اس محبت پر خدا کی مار اسنے ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کیے کیا کیا نہ داغ دیے کون کون سے خانمان نہ اُجڑے کس کس کے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر مارا مارا پھرا فلک بھی اخترون سے سینہ پر داغ رکھتا ہے غنچون سے داغ ہر باغ رکھتا ہی

**نظم**

| | | |
|---|---|---|
| گہ سلسلہ ہر پاے مجنون | زخمون کے لیے کبھی نمکدان | لیلےٰ کی کبھی یہ زلف شبگون |
| چھالا ہے کبھی تو یہ کبھی خار | منصور کبھی ہے یہ کبھی دار | سینے مین کبھی یہ نوک پیکان |
| گہ سوزش جان بیقراران | | گہ بارش اشک اشکباران |

یہ تو اس اندوہ وغم مین مصروف نالہ وشیون ہین ملکہ کی جان پر ہزار دن طرح کے رنج ومحن ہین جب آنکھ غش سے کھل جاتی ہے کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہے روپیٹ کر پھر بیہوش ہوتی عالم رویا مین بھی روتی ادھر تو یہ حال ہے اس طرف خداوند لقلی یعنی سیارہ بعد پند ووعظ قریب شام تخت خدائی سے اُتر کر اپنے مقام آرام مین آیا یہان سر یہ صندلین ارض پر شہزادہ یاقوت قبر جلوہ فرما تھا شور زنجیر چاوش بارگاہ تھا صداے دور باش دے رہا تھا عیار نے جاتے ہی دروازے اس مکان کے بند کر دیے اور قدم اقدس پر اُس شہریار اقلیم شجاعت کے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے پانون پر سر جھکائے ہے اس اثنا مین عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر نہ ہون مین آپکا خادم دیرینہ سیارہ ہون شہزادے نے یہ سُنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اس زنجیر کو برباد خراب نہ فرمایئے یہ کہکر سوہن سے ہتھکڑی بیڑی دور کر دین اور حجرہ واکر کے صندوق سے سکندر کو نکالا پھر رنگ وروغن عیاری لگا کر شہزادہ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادہ مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اسکا لباس جو آپ پہنے تھا وہ شہزادہ مذکور کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے بتا دیا کہ صبح کو اس طرح اس گبر کے قتل کرنے کا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا جب اس کے بیر غل مچائین گے لوگ نقارے بجائین گے ساحر بجلیان چمکائین گے علامت اسکے مرنے کی کسی پر ظاہر نہوگی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور پھر راز طلسم سے آگاہ ہو کر طلسم کشائی کیجیے شہزادہ نے کہا جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نہ کراؤنگا مسجود خلائق نہ بناؤنگا عیار نے عرض کیا کہ اس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائین گے تا کہ ابد تک رسم بُت پرستی کو مٹائین گے خداے یگانہ کا آیندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائین گے حق تعالی آپ کی نیت دلسے آگاہ ہے معاف فرمائے گا مواخذہ نہ کرے گا یہ کلمات سُنکر شہزادہ نے فرمایا اچھا یہ بھی ہمنے مانا مگر میرے قتل کا ڈھنڈھورا جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ منفشہ نے اس حال کو سُنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اور اُن کو بھی اس حال سے مطلع کیے دیتا ہون صبح کو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بُلا ہم علاج اُسکا کر دین جب وہ بُلائے کہیے گا چندے اسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جائے گی شہزادہ یہ باتین سُنکر خوشنود ہوا اور عیارہ نے کلیجہ وکباب کسوت سے نکال کر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب کی نکالین اور جام سامنے رکھکر کہا مین جاتا ہون آپ کسی کہاری کو بُلا کر پانون دبوایئے اور آرام فرمایئے یہ کہکر

سکندر کو وہی طوق و زنجیر شہزادہ کا اُترا ہوا پہنا کر ہوشیار کر دیا اُسکی جو آنکھ کھُلی خدائی کا یا پلٹ ہو گئی تھی ہر چند تڑپا پھڑکا مگر مُنھ
سوزن زبان سے بند دست و پابستۂ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چُپ ہو رہا لیکن دلسے کہتا تھا کہ واے ناکامی ساری
خدائی غائب غلہ یہ ماجرا ہی کیا ہے غرض بعد درستی جملہ امور عیار مذکور نقب بار کر دیوار اُس مکان کی پھاند کر جانب ایوان شاہی روانہ ہوا
اور رو برو انے پر شبستان کے اگر ایک سپاہی کی ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ مین ایک کہاری کسی کام کو اندر سے نکلی اسنے اُسکو سلام
کیا اور کہا مین بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اُسنے کہا تو کون ہے کہا مین بادشاہ کے پاس سے آیا ہون اُنھون نے میلے سے یہ کنتر عطر کا
خرید کر کے بیگم صاحب کو بھیجا ہے کہاری نے کہا لاؤ وہ کہان ہے اسنے ایک کنتر عطر بیہوشی آمیز کا کمر سے نکالکر چاندی کی کشتی مین رکھ کر
تورہ پوش ڈالکر اُسکو دیا جب وہ لے جانے لگی اسنے کہا بی جہری تو یہ شیشی تم بھی تو اسمین سے نہ لینا مجھ پر بدنامی آئیگی
اُس نے کہا دوئی مین کیسا چور رہون اُسنے کہا نہین کیا ہوا تو یہ شیشی لو یہ کہکر ایک شیشی اُسکو بھی دی اُسنے
لے کر سونگھی کہ دیکھون یہ عطر کیسا ہے سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اُس نے وہ کنتر اور کشتی وغیرہ
لیکر پھر کسوت مین رکھی اور اپنی چادر سے ستر پوشی اُسکی کر کے کپڑے اُسکے لئے اور اُسی کی ایسی صورت
بن کر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیون کا ہجوم دیکھا قصر و الوان کی زینت و شان نے آئینہ وار حیران
بنایا ششدر ہو کر بے اختیار زبان پر لایا کہ بیت باغ رضوان مین کہان ایسی ہو وہ عجیب بہار ٹھیان کی معشوقون
پہ سو جان سے حورین ہین نثار ؎ ہر سمت شاہدان طناز پائنچے کلائیون پر ڈالے ڈوپٹے کاندھون پر ڈھلکائے
ہوئے ہزار دن انداز و ناز سے پھرتے وہ خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع و چراغان روشن صحن مین چوکا لگا
پلنگون پر جوبن کوئی نیند مین غافل کوئی اکل و شرب مین کوئی لہو و لعب کا شاغل کہین چوسر کہین گنجیفہ کہین
ستار بجتا پائین کا ٹھیکا کہین کہانی ہو رہی کہین شعر خوانی ہو رہی کہین پردے پڑے ہوے چاہنے والے
در پردہ مزے اُڑاتے شام ہی سے بہو بچے ہوے کہین دوئی آہ کی صدا کسی جا قہقہے اُڑتے پھبتیان کہنے
کی آواز بر پا تلما قنیان واغہ مانیان کاندھے پر رکھے پہرے پر حسین بار بدار نیان اٹون کے قریب جاگ
رہین مہریان پھولون سے آراستہ پلنگون پر اوقچون کا چاندنی مین تڑپنا لڑکیان محل کے نوکرون کی گڑیا کا
بیاہ رچائے ہوے صحن مین کڑھائی چڑھائی ہوئی کچھ عورتون کا وہان مجمع بعض کم سنین چھلی چھلیان ٹھلیتین
غنچہ دہان نازنینان زیبا کسی جا لونڈیان لڑ رہین عیب ثواب آپس مین اُکٹتین یار و جھگڑے پنے جاتے کسی طرف سے
آواز آتی اری ہر مزی وہ جواب دیتی جی باجی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی اری نرگس تو کدھر
مر گئی کہین آواز آتی کہ جلد آ حضور رحیہ کی پر گئی ہین کہین سے صدا امید اکہ ذرا ڈیوڑھی پر دیکھو آ مغلانی کے گھر سے
مزہ آئے - غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ کچھ بکتا کسی کو دھکا دیتا چلتا تھا وہ کہتی تھی کہ بی ہری
آج کیا تمنے بھنگ پی ہو جو دھکے دیتی چلتی ہو یہ کہتا تمھین ہو کہ ہر وقت بوتلین چڑھاتی ہو اور ایک ایک
کو گالیان سناتی ہو تو صاحب مین نے ہزار دفعہ کہا ہے تم میرے منھ نہ لگا کرو بھلا مین دھکے دیتی ہون
یا تم ہر ایک پر گرتی پھرتی ہو یہ کہکر چمکتی ہوئی لہنگا پھڑکاتی آگے بڑھ گئی اور کہا صاحبو آج چھوٹی حضور کی

کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اس نے کہا ایک مسن عورت نے اُسکو بلایا کہ مہری ذرا ادھر آؤ اُسنے دیکھا کہ جو کا تخت کا بچھا ہے اسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہے یہ سمجھا کہ اس عورت کو عمدہ کوئی ہے یہ سمجھکر اسنے قریب جاکر تسلیم کی اسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کرکے تخت کے کونے پر بیٹھا اس عورت نے اُسکے نزدیک آکر کہا بی مہری چھوٹی حضور نے جب سے اس شہزادہ کا قتل ہونا سنا ہے اپنا حال تباہ کیا ہے بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس سے اپنی لعل سی جان جائے آیا کہے چھنال گیا کہے چھنال ہین تو آگ لگاتی ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مردہ سی پڑی ہین نہ کھاتی ہین نہ کچھ بات کرتی ہین تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی۔ مہری نے کہا آپ سچ کہتی ہین لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اُسنے کہا دوئی نوج بھا مین پڑے مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا کہاری مٹک کر اُٹھی کہ بی بیٹھو ایسا کوئی چھیتا چھیتی نہین وہ کون ایسی شمشش ہے کہ جسمین لکڑی نہین اچھا جب آپ اس مزہ سے آگاہ ہی نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہہ کر وہان سے ہنستی ہوئی چلی پتہ تو معلوم ہو چکا تھا چھوٹی حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مردہ کی طرح پڑی تھین کنیزین رو رہی تھین کہاری نے آتے ہی کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیا جی ہے میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس آکر پانون دابنے لگا ملکہ نے آنکھ کھول دی اور آہ کی اسنے بلائین لینے کے بہانے سے جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے کی خبر لیکر آئی ہون تنہائی پاؤن تو کچھ عرض کرون ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا ہوئی کہ ارے لوگو یہ ہجوم کیسا کر رکھا ہے کانون سے اور بھی دل اُڑا جاتا ہے جاؤ سب اپنے اپنے مقام پر مجکو کیون گھیرا ہے کنیزین یہ سنکر حیرت گئین کہ یہ کہاری کچھ پیام لائی ہو بس تخلیہ اُس مقام پر کر دیا اُسوقت کہاری نے کہا اے ملکہ شہزادۂ عالم کا مین عیار ہون نام میرا سیارہ ہے تمھین اطلاع دینے آیا ہون کہ شہزادہ کو مین نے پھڑا لیا ہے اور خداوند سکندر کو پکڑ لیا ہے کل خداوند ذبح کیا جائیگا اور شہزادہ بشکل سکندر رہے وہ تمکو بادشاہ سے کہکر بلائیگا پھر آگے جیسا ہوگا تمھارے سامنے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور چین سے آرام کرو غم و الم جانے دو ملکہ یہ سنکر فرط عشرت سے دلشاد و بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ پر سرخی آگئی مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین جو کوئی دم خوشی سے گذرے اس کہاری نے میری جان بچ جانے کے لیے یہ فقرہ بنایا ہے عیار نے اُسکو دوبارہ مکدر دیکھ کر رنگ و روغن رخسار سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل ملکہ کو دکھا دی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی اپنی محرم راز کنیزون اور انیسون کو بلا کر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگا کر بہت کچھ سیارہ کو دیا اس نے عرض کیا کہ باقبال حضور و بافضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہے یہ میری جانب سے کنیزون کو دیدیجیے یہ کہہ کر شہزادے کی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اپنے سامنے کھانا کھلایا پانی پلایا پھر رخصت ہوا اور اُسی قصر کے دروازہ سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ باہر پہونچوا دیا اُدھر بعد کچھ عرصہ کے وہ کہاری جس کو عیار بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ننگا اپنے تئین۔

دیکھ کر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچ گئی مگر اب اسی ہیئت سے بادشاہ بیگم کے سامنے چل ورنہ سونے کی مچھلی اور تمغہ جو تیرے سر پر لگا تھا اُسکے جانے کا کسی کو یقین نہ آئیگا سب کہین گے اسی لیے بیچ لیا ہوگا غرض وہان سے در دولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہے مین لوٹی گئی سپاہیون نے قریب آکر پہچانا اور حال پوچھا اسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوے کہ اُسکے لوٹنے کا ہمین لوگون پر الزام عائد ہوگا کہاری سے کہا جا محل مین حضور سے اپنا ماجرا بیان کر یہ اندر محل کے آئی بادشاہ بیگم سے آکر سب کیفیت عرض کی اس اثنا مین وہ عورت جس کے پاس سیارہ تخت پر بیٹھا تھا آئی اور اُسنے بیگم سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری چھوٹی حضور کا حال مجھ سے پوچھتی تھی کہاری نے کہا مین واقف بھی نہین کہ آپ کیا کہتی ہین بادشاہ بیگم عاقلہ ہے سمجھ گئی کہ یہ کچھ میری لڑکی ہی کا بھید ہے بس اس کہاری کو زر نقد لباس و تمغہ کے عوض عنایت فرما کے حکم دیا کہ اب کچھ منھ سے نہ نکالنا ہم تحقیق کر کے ٹھگ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئی اُدھر عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا میلے مین آکر ساحر کی صورت بنکر سیر کرتا رہا یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب سنو لیا کہاری کی طرح بیہوش ہوئی اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک مین آیا میلہ کواکب کا برخاست ہوا نظم

نیا لایا ہے چرخ نیلگون رنگ | شفق کا صاف چمکا مثل خون رنگ
یکایک شور کا اُٹھا جو طوفان | نکل شب کی گئی اکبارگی جان

آج میلے مین ڈھنڈھورا پٹنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ آئے تھے اس میلے مین وہ بھی آئے تھے پہلے روز سے بھی آج دو ناجماؤ ہوا تھا صبح ہوتے ہی گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب جمع ہوے خداوند نقلی یعنی شہزادۂ قاسم بھی خلوت خانہ سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوے ہر ایک نے سجدہ کیا سیارہ بھی سامنے خداوند کے گیا اور اسنے وضع اپنی ساحرون کی ایسی بنائی ہے صورت اپنی اصلی رکھی ہے اسلیے کہ یہان مجکو کوئی جانتا نہین ہے پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہے غرض جب یہ سامنے آیا خداوند نے اُسکو قریب بُلایا اور کہا ہم نے تجکو ملازم کیا تو ہمارا بندۂ خاص ہے یہین حاضر رہا کر اسنے ڈنڈوت کی اور پشت پر خداوند کے آکر مروحہ جنبانی کرنے لگا اس اثنا مین بادشاہ بھی حاضر خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے جائین اور اس مسلمان کو باہر لائین لیکن آنکھین اپنی نیچی کیے رہین اُسکے رُخ پر نگاہ نہ کرین کیونکہ وہ الحاح وزاری اشارہ سے بہت کچھ کریگا جس کسی کے دلمین ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا مین اُسکو جہنم مین بھیجدونگا تو بہ اسکی قبول نہ ہوگی ہمارے دشمنون مین نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سُنکر ساحر آنکھون مین پٹیان باندھکر اور گردنین جھکا کر داخل خوابگاہ خداوند ہوے اور اس بچۂ ابلیس کو شہزادہ سمجھ کر گردن و کمر پکڑ کر کھینچتے ہوے اور جوتیان لات گھونسے مارتے ہوے باہر گنبد کے لائے وہ بہت کچھ تڑپا اور بہت کا اشارے کیے لیکن کسی نے اُسپر نظر ہی نہ کی عیار مذکور نے جب وہ باہر آیا سامنے چمن مین گڑھا کھود کر مثل گوسفند قربانی لٹایا اور ساحرون سے کہا اب دُور جا کر کانون مین روئی دیکر کھڑے ہو تمام ساحر باہر جا کر پنبہ در گوش استادہ ہوے اور نقارے ہزارون بجنے لگے ناقوس پھنکنے قرناؤن کو دم ملا میلے والون نے جی ہو سامری کی کہہ کر غل مچایا اُس دہر پر آشوب مین وہ غوغا بلند تھا کہ سقف گردون کے

بھٹ پڑنے کا اندیشہ تھا ہر سمت سے ساحر سحر خوان تھے مشغول تماشاے فرنج ہر پیر و جوان تھے منقلہاے آتشین پر عود رال گوگل جلتا تھا فلک دودی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنگیا قدرت رب ودود آشکار تھی کہ ایسے غرور پر شہزادۂ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ سمٹ کر ایک ہی جا ہو گیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت درختون پر انسان چڑھ گئے تھے ٹیلے اور ٹیکرے مملو تھے درختون کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ بھی ہر چند کہ بڑا مکار ہے لیکن سیّارہ کی اس عیاری کو دیکھ کر عقل اُسکی بھی چرخ مین تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حال دیکھ کر تھراتا تھا دل مین جلتا تھا اور تاؤ کھاتا تھا اُف رے مکار زبان پر لاتا تھا زال دنیا بھی اس نوجوان کو ماتھی اُستاد جان گئی تھی الغرض شہزادۂ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہو کر ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور سوزن زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خداے یکتا و بے ہمتا کے سجدہ کرنے کو قبول کر تو مین تجکو رہا کر دون وہ زادۂ ابلیس سوزن دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو پکارا کہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہے جو تو مجکو قتل کراتا ہے اُسکی آواز اُس شور و غوغاے مردمان و صداے دہل و نقارہ مین کون سنتا ادھر شہزادہ نے تین بار اُسکو جانب اسلام بلایا اُسنے سحر پڑھ کر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مزہ خدائی کرنے کا پڑا ہے راہ راست پر نہ آئیگا پس حجت ختم کر کے گلا اُسکا ایسا دابا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا اور خنجر بران حلق پر پھیرا سمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو قیامت کبریٰ کا ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیان آئین آگ برسی بجلیان گرین اُسوقت جلد جلد نقارے اور قرنائین گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیان چلانے اور بجلیان گرانے لگے اُسکے مرنے کا حال کسی کو مطلق ثابت نہ ہوا سبنے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کرنیکا ہے بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ مارا اسکندر بن سامری کو یہ آواز بھی بہ سبب نیبہ در گوش ہونے کے کسی نے نہ سنی جب وہ ہنگامہ تھوڑی دیر مین موقوف ہوا سیّارہ نے بادشاہ سے دوڑ کر کہا کہ خداوند فرماتے ہین اب نقارہ نوازی موقوف کی جائے اور ہر شخص اس گنہگار کے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائے یہ حکم سنکر بادشاہ نے نقارون کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند نقلی مین آیا خداوند نے بائون کا انگوٹھا اُس نجس کے خون سے تر کر کے شاہ کے ماتھے پر ٹیکا دیا پھر اور ارکان دولت حاضر ہوے اُن کے ماتھون پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دین اُسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو خون ہو جاے اور ہم اس ثواب سے محروم رہ جائین غرض کچھ دیر مین سب خون اُس کافر کا ان کافرون کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا بنکر چڑھا انھین سب کے ماتھے گئی شہزادے کا کیا بگڑا اسار امظلمہ انھین کے سر رہا خداوند انھین کے سر ہو رہے سب ماتھے اپنے رنگین کر کے شاد و خندان وہان سے پھرے اس بھید کے خاک بھی سر نہ ہوے کہ یہ کیا پیش آئی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اس بدمعاش کی اُٹھوا کر جھیل مین پھنکوا دی اور میلے والون کو رخصت کیا حکم پھر جانے کا دیا اُسی وقت خیمے ڈیرے لد گئے دوکانین اُٹھنے لگین ساحر سواری ہاے سحر پر سوار ہو کر اپنے اپنے گھر کی طرف راہی ہوے بادشاہ کو حکم خداوند ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہان لاے تاکہ اُسکی بھی دوا ہو جاے بموجب حکم بادشاہ خود سوار ہو کر روانہ ہوا

اور شبستان مین داخل ہو کر اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد لے چلو کہ خداوند کو میرے حال پر رحم آیا ہے صاحبزادی کو اچھا کرنے کے لیے بلایا ہے اور اُس مسلمان کو قتل فرمایا ہے بی بی نے اُسکی کہا بہت انسب و مناسب ہے آپ کچھ دیر توقف فرمائین مین تیاری کرتی ہون یہ کہہ کر دوسرے قصر مین جہان شہزادی ہے آئی یہان جب سے ستارہ ملکہ کو مژدۂ وصل دلدار سُنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار مین پہاڑ ہو گئی تھی نیند نہ آتی تھی ہاتھ پاؤن دُھنتی تھی کروٹین بدلتی دل سے منصوبے گانٹھتی تھی کہ کل گردن یار مین باہین حمائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہو کر روٹھینگے اُنھین رُلائینگے پھر منھ سے منھ ملائینگے گدگدا کر ہنسائینگے ناگاہ دل کو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے کے دشمنون کو روز بد دکھایا ہو میری تسکین کے لیے کسی کو عیار بنا کر جو کچھ تو سُن چکی ہے وہ کہلا بھیجا ہو جب یہ دھیان آتا تو وہ گلبدن مُرجھا جاتی ساری خوشی بھول جاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر قرار آتا کہ ایسا سانحہ ہوتا تو اس دل کی تڑپ زیادہ ہوتی آج تو فرط غم سے خانۂ گور مین سوتی کبھی کہتی خداوندا کہین جلد سحر آشکار ہو نصیب وصل یار ہو **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| دل کو یہ خوشی کہ کل تو ہے عید | اللہ کی ہے فقط یہ تائید | وہ بزم کہان کہان مین ناشاد |
| سُن لی ہے مری خدا نے فریاد | ہر وقت یہ دل کو بیقراری | کس طرح کٹے گی رات ساری |
| حجرے سے نکل کے باہر آنا | گردون کی طرف نظر اُٹھانا | یہ فکر کہ کتنی رہ گئی رات |
| ہو صبح کسی طرح ملاقات | تارے چھپین آفتاب نکلے | خاطر کی ہوس شتاب نکلے |
| ناگاہ گجر بجا سحر کا | مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا | مرغ سحری نے دی یہ آواز |
| بے باب اُمید ہو گیا باز | | |

سحر کو اس مضطر نے بھی ہزارہا مخبر خبر کو بھیجے یہان تک کہ اب اُسکی مادر نے آکر بلائین لین اور کہا اے راحت جان حمام کر و اور بہر دیدار خداوند چلو شاید تمھارا دل سنبھل جائے میری قسمت کا یہ بل جائے یہ ناکام مادر کے دکھانے کو زار نزار رنگیلی کنیزین سمجھا کر حمام مین لائین یہ نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے خوب آرایش و تزئین کی وصل یار کی خوشی مین بنی سنوری کہ **فرد** وہ تماشا ہے ترا حُسن پر آشوب اے ترک ✤ آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا ✤ جب یہ آراستہ و پیراستہ ہو چکی مادر نے اسکی صورت دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی سر سے پا تک چٹاچٹ بلائین لین ایک انیس بولی میرے آنکھون مین خاک آج چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہے مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہان جانے کا اثر ہے اُن کے نام کے صدقے اُن کے قربان میرے دل کو یقین ہے کہ بچی میری اچھی ہو جائے گی یہ کہہ کر سُکھپال طلب کیا اور ملکہ کو لے کر سوار ہوئی ملکہ کی کنیزین انیسین بھی ہمراہ چلین نقیبون اور چاؤشون کی صدا بلند ہوئی چتر زری کا سکھپال پر سایہ ہزارہا سوار و پیدل اردلی مین دوان پیچھے کنیزون اور انیسون وغیرہ کی سواریان اسی عظم و شان سے گنبد خداوند کے سامنے آکر پہونچی بادشاہ بھی آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہے خداوند نے فرمایا کہ مادر ملکہ اُسکو لے کر میری خوابگاہ مین اُترین بادشاہ نے حسب الحکم وہان اُتار دیا بیچاریون کو وہان سے

ہٹا دیا بادشاہ باہر گنبد کے رہا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے اور ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے کے ایوان مین جا بیٹھیے مین اپنی رحمت نازل کر کے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہون مادر ملکہ وہان سے ایوان مذکور مین چلی گئی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا اے جانی وا ے مایۂ زندگانی خاطر حزین شاد رکھ بند غم سے آزاد رکھ کہ مین ہون شیدا تیرا شہزادۂ قاسم ملکہ اب تک دل مین اپنے خائف و ترسان تھی کہ شاید شہزادہ یہ خداوند ہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ لڑی دل کا شک گیا خاطر مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئین شناخت کرا کے بادشاہ بیگم کو بلایا اُسنے آکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کہ یا خداوند مین اب کبھی اُس مسلمان کا نام بھی نہ لونگی آپنے خوب کیا جو اُسکو ذبح کر ڈالا یہ کلمات سُنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی بیٹی کو گلے لگایا خداوند کو سجدہ کیا اور شکریہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت مین دیکھ کر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہے کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار مین رہے تا کہ بالکل صحیح و سالم ہو جائے گھر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی مادر ملکہ نے کہا از ین چہ بہتر یہان رہنا سعادت دو جہان ہے یہ کہہ کر بیٹی سے پوچھا کہ کیون اے فرزند خداوند کے گھر مین رہوگی اسنے جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ چند روز زیارت خداوند کی کرون مادر نے اُسکی اُسی وقت بہت سی کنیزون اور انیسون کو بہر خدمت مقرر کیا اور چھپر کھٹ طلب فرمایا مینا نہ آبدار خانہ جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا کرا دیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت ہو کر اپنے محل مین آئی خداوند نے بعد اُسکے جانے کے یہ انتظام کیا کہ یہان جتنے پجاری ہین اُنکو حکم دیا کہ باہر اس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ منڈھیان ڈال کر استقامت پذیر ہو یہان مین چلہ مین بیٹھونگا ملاقات کسی سے نہ کرونگا یہ کہہ کر جو کچھ زر و جواہر کہ میلے مین چڑھا تھا اُسکا حصہ اُن پجاریون کو دیا وہ سب جھیل پر جا کر ساکن ہوے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی ہو گیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بنا کر دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی سیّارہ عیار نے فرش عمدہ لب نہر بچھوا کر کشتیان شراب کی ڈالیان میوون کی وہان چُن دین کنیزان محرم راز سازلے کر گانے بجانے پر آمادہ ہوئین ملکہ کا یہ عالم ہے کہ بموجب مثل ستیان بھئے کتوال اب ڈر کاہے کا۔ فرط عشرت سے پھولون نہ سمانی تھی کہ یہ خواب ہے یا بیداری ہے الحاصل جب وہ دن تمام ہوا اور رابن اللیل صحیح و سالم ہو سکو گنبد آسمان مین آیا اور ماہ شب چہار دہم بنکر ضیا بار مثل عذار شاہد نور پیکر ہوا کہ ابیات

سحاب شام نے عالم کو گھیرا
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور
کنول روشن ہوے دی شمع نے لو
ملے لب سے لب جام مکرر
لیے بوسے گلے ملکر جو دو چار

نگاہون سے ملا ہر سو اندھیرا
بڑھی اُمید مشتاقان شب دو ست
زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
ترقی پر طلوع کیف آیا
ہوے نیلے نزاکت سے وہ رخسار

جمال شمع نے پیدا کیا نور
چلے ہر سمت یاران طرب دوست
ہوے حاضر مے و مینا و ساغر
مزا جوش جوانی نے دکھایا
کہا ملکہ نے کیا حال دردن ہے

کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہے
نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال

ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
فقط ہمراہ لطفِ آسمان تھا
کہا سب حال اور لپٹے صنم سے

اُٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
کہا ملکہ نے پھر گذرا ہوا حال
مزے اُٹھنے لگے عیش بہم سے

سینہ لبسینہ لب بلب بوسون کے چٹاخے ساق بپاے ملکہ عریان انگیا مسکی ہوئی رخسار تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم وحیا دور بیٹھا کیان ظاہر دل ناصبور رشتہ عشرت کا دو فوراً اُدھر ملکہ کی وزیرزادی ماہ پیکر خوش چشم سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے جھکی بیٹھتی یہ کہتا کہ لیجیے ان پر تو کوئی صاحب چڑھ بیٹھے وہ کہتی کہ چراٹھے موڈی کاٹے تیرے ہوتون سوتون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصہ مین آکر تیوری چڑھا کر ہاتھ تان کر جو اسپر مارتی یہ ہٹ جاتا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہو جاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر منھ اس طرح بناتی کہ باغ حسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھا کر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا اے جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مرے تو دبا جاکے اپنی گھر والیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مردوا جوگا جگت بولتا ہے آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہان سے اُٹھ کر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے اُسنے بھی کھلکھلا کر ہنس دیا اُسنے گود مین اُٹھا لیا وہ نہین نہین کرتی رہی او کہتی تھی ارے مردوے تونے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچدلی تھین جو ذرا مین لٹو سے گھلاوٹ لگین ارے میری آبرو مین فرق آجائیگا مین اوماتی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہے وہ بارہ بارہ چوبیس برس بھی نہ ہوگا یہ ہر چند چلائی عیار مذکور نے ایک بھی نہ سُنی اُسکو لا کر لب نہر ضرغہ مین درختون کے بٹھایا اور فرش بچھا کر جام و صراحی لا کر بعشرت تمامتر بیٹھا اب کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اُسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرما کر ہٹ جاتی یہ کبھی لب نازک کو چوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھ کر خانۂ حسن مسوس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تونے مجھ کو ہلکان کر ڈالا یہ کہہ کر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھ کر دکھاتی کہ دیکھو میرا اینڈا پھیکا پھیکا ہے یہ عیار اُسکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس نازنین نے پیے جوش جوانی مین کچھ شرم و لحاظ نہ رہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر دلدار بنین آنکھونمین سرخ سرخ ڈورے پڑ گئے کرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب رخ اُٹھا کر بیحجابی کی سسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب

## نظم

لبون سے آشنا باہم تھے ساغر
ہوئی شرم وحیا بھی پاس سے دور
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ

تسلسل دور ساغر کا برابر
بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اسدم
بنے موے کمر کے ہاتھ حلقا
چُراتی تھی کبھی وہ گل بدن کو

دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوے وہ راز سے انگیا کے محرم
جھٹکتی تھی کبھی وہ ناز سے ہاتھ
ہلاتی تھی کبھی منھ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلون کی بہار فوارون کا آبشار اُدھر ملکہ و شہزادہ اُدھر وزیرزادی

اور عیار سرمست بادہ رات بھر مصروف عیش و مسرت رہے جب آغوش دہر مین شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر روزگار سے دور ہوئی **نظم**

اُڑا رنگ اخترون کا صورت دود
نشانِ شب ہوا عالم سے نابود
سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر
ہوئی رونق فزا باحشمت وفر

صبح کو شہزادے نے بعد فراغ طاعت الٰہ پھر انجمن آرائی کی صبح کی ٹھنڈھی ہوا اولون مین محبت کی ہوا درخت اوس سے بھیگے ہوے پھول کھلے ہوے جانورون کی زمزمہ سرائی ہر ایک مصروف یاد الٰہی لغل مین گل بوستان رعنائی رات کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ہونٹون پر مسی اُڑی ہوئی چوٹی کھلی زلف بکھری ہر ایک سرمست و بیہوش دین و دُنیا فراموش ساکن عیش خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تواب بیخوف وخطر یہان بصد آرام وراحت رہتے ہین لیکن **سیارہ** عیار اُنسے رخصت ہوا اور بہر تجسس مقصد چلا اسلیے کہ یہان کبتک بیٹھین گے ایک روز یہ حال ضرور کھلے گا پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ بن نہ پڑیگا غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بنا کر اس طلسم مین چارسمت دس دس بیس بیس کوس جاتا تھا اور از بسکہ **مقسوم جادو** سے پتہ شہر جام کا خوب معلوم کر لیا تھا ایک روز اُسی جانب روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر پناہ منزلہا منزل تک کھنچا تھا دروازہ جواہر آگین بصد فر و تمکین لگا تھا کئی ہزار ساحرون کا وہان پہرا تھا البتہ اُن کے لگے درجہ ہائے آرام و سکونت بنے تھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی اُنھین آنے جانے والون مین ملکر داخل شہر ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب ہنستی دیکھی دُکانین سرمایۂ حسن و خوبی سے معمور ہر کوچے مین خرمی کا وفور مکانات سنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوار و در کی صفا پر آئینہ حیران سکندر کی روح ان پر قربان جس دوکان مین کہ آئینہ لگا تھا وہان سکندر کا دل لگا تھا کیخسرو کو وہان کی سیر کا سودا تھا سڑکون پر گلاب اور کیوڑے بیدمشک کا چھڑکاو آیندو روند کا دماغ معطر حسینون کا جماؤ ہر سمت قہقہے اور چہچہے ساز خوشی کے بجتے کٹور اکھنکتا گرم بازاری طرحدار دوکاندار حسین بیوپاری کہ **بموجب ابیات**

نہایت ملک وہ آراستہ تھا
بنے انمین ستون سنگ مرمر
روان ہر سو گروہ ماہ رویان
خریدارون کا معشوقانہ انداز

سب آرائش سے وہ پیراستہ تھا
سڑک ہر ایک رشک کہکشان تھی
فدا ہو دیکھ کر جسکو دل و جان

مکان تھے گنبد کی صورت مدور
بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
دُکانون مین بھرا سرمایۂ ناز

**سیارہ** سیر کرتا ہوا دار الامارۂ شاہی کو دریافت کر کے اُسی جگہ آیا یہان ایک قصر اس طرح کا دیکھا کہ چارسمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان تھا پُراز گل برنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزارہا اشجار سیب و بہ و نارنج تھے درختون کا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے سایۂ رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہرا بھرا گلزار **نظم**

بہم بھی بلبلون کی گل سے تقریر
تو فوراً جان تازہ دم مین پائے

شفا کی صحن گلشن مین ہے تاثیر
وہ جوبن تھا عروسان چمن پر

جو کوئی مُردہ دل اُس جا پہ آئے
زمین بھی تختۂ گل سے بھی بہتر

وہ مرغان خوش الحان تھے غزلخوان | کہ آجاتی تھی جسم زار مین جان

اُس کاخ عالی شان مین دالان بنا تھا اُسمین تخت بچھا تھا گرد تخت کے کُرسیان لگی تھین تخت مثل تخت آفتاب طلاے احمر کا تھا یاقوت رُمانی اُسمین جڑا تھا کرسیان سب زمرد نگار تھین نہایت طرحدار تھین سر بر بازیب اگر خورشید سپہر مکنت تھا تو کرسیان اختر آسمان اُبہت تھین ماہ فلک حکومت و ثروت تھین تخت پر ایک بادشاہ بصد شوکت وجاہ تاج شہریاری سر پر جامۂ قبا شہنشاہی در بر جلوہ گستر تھا کرسیون پر وزیر امیر ارکین سلطنت بیٹھے تھے چتر شاہ کے سر پر پھرتا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے تخت کے بچھی تھی اُسپر کئی سو گلدستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن گلدستون کے ایک ایسا گلدستہ تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہدان فرخار ہزار دل سے قربان گویا تار نگاہ حوران جنان و گلہاے خندہ حسینان جہان کو یکجا کر کے یہ گلدستہ باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خداے ازخود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا اس جگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کر دیا تھا لکۂ ابر اُسپر سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر قریب اُسکے جاتا تھا سحر بھول جاتا تھا بدن مین سوزش پاتا تھا **سیارہ** نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ مقرر اسی گلدستہ مین جسپر موتی برستے ہین لوح ہے اسکو کسی طرح سے لینا چاہیئے پھر سوچا کہ تجکو اسکا ملنا دشوار ہے شہزادے کو یہان لاکر تدبیر کرنا چاہیئے اسی سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہے اور کھانا دینے روز جاتا ہے سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے ہو گئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کر ڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ نے کہا مین نے سُنا ہے کہ سکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہے پس میرا ارادہ یہ ہوا ہے کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جاکر اُس خداوند باطل کو نابود و معدوم کرین اچھا اے محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑ کر صحراے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت بہائم دوڑتے ہوے اُسکے پیچھے پیچھے چلے اور یہ اُڑکر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اسی میدان سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھکر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو میز پر سے اُٹھا کر بہت بڑے لگن مین رکھکر آب طاہر و صاف سے دھویا گلدستہ کو پھر میز پر رکھ دیا اور پانی کو اور پانی مین ملا کر بہت سا کیا اور جو ساحر سامنے کھڑے تھے اُن کو دیا کہ ان جانورون پر بیجا کر چھڑک دو ساحرون نے آکر وہ پانی سب جانورون پر چھڑکا وہ سب زمین پر گر کر لوٹنے لگے بعد کچھ دیر کے انسان بن گئے اور سامنے بادشاہ جو استادہ تھا اسکے قدمون پر آکر گرے اور گویا ہوے کہ خالق عالم تجکو سلامت بصد اقبال رکھے کہ تونے ہم کو پھر جامۂ انسانی پہنایا ان آدمیون کی بسبب اس کے کہ عرصے سے قید تھے یہ صورت تھی کہ تن لاغر ناتوان بال سر پر و بال جان برہنہ تن خاک صحرا کا جسم پر پیرہن کوئی اُن مین وزیر کوئی سوداگر کوئی بادشاہ کوئی فقیر ان مین ایک شخص وجیہ و شکیل تاج شاہی سے آراستہ لباس فرمانروائی سے پیراستہ تھا لیکن خاطر زار و حزین بیجان غمگین تیشۂ غم سے نخل عیش اُسکا کاستہ تھا جب **عقاب** ابن جام کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اس جوان نے

منت اور خوشامد کرنا مکروہ جانکر بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ **بیت** عدو سے دل نے جھکا یا تھا
جان من مجھکو + اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجھکو + **عقاب** نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایک نے
اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میرا **ملک سلطان تاج بخش**
ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہوکر گرفتار عذاب الیم ہوا **عقاب** نے اسکی وضع اور بانکپن کو
کمال پسند کیا اور خلعت منگوا کر دیا اپنے مصاحبون مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوا دیا اور
حکم کیا براحت و آرام یہ لوگ قیام کرین ہم باہر طلسم کے انکو پہونچوا دینگے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور
تخت پر آکر بیٹھا **سلطان** بھی کرسی پر متمکن ہوا اس اثنا مین **سیارہ** بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے تھے
اُن مین سے ایک کو بیہوش کرکے اُسی کی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا یہان دور جام مے ارغوانی تھا
جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے **عقاب** کا گرم ہوا **سلطان** سے مخاطب ہوکر گرم سخن ہوا کہ
اے برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اس لیے تم سے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے **ملک گوہر شاہ**
اور اسکا ایک خداوند ہے سکندر اِس مین چاہتا ہون کہ اُس عدو پر لشکر کشی کرون اور اُس خداوند کو بھی مارون
اس مقدمہ مین کیا تمھاری صلاح ہے مین نے سپہ سالار اپنے لشکر کا تعین کو کیا **سلطان** نے جب یہ مہربانی
اُسکی دیکھی تیغ زبان کے جوہر اس طرح دکھائے کہ اے بادشاہ عالی جاہ **بیت**۔ دیکھے جو تو قہر کی نظر سے +
خورشید فلک بھی تھرتھرائے + میری عقل ناقص مین تدبیر اس مہم کی اس طرح ہے کہ فوج ظفر موج اگر بہر
قتل خداوند بدخواہ جائے گی بادشاہ طلسم مقابلہ کرے گا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا بغیر طلسم کشا کے دشوار ہے
پس خداوند کے پاس جانا نہوگا قتل کرنا کیسا اس سے مناسب ہے کہ مع چند ارکان سلطنت اس حیلہ سے
کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان سے چلین اور جب گنبد مین پاس اُس دغاباز کے پہونچین مین اُسکو
پچھاڑ کر خنجر سے فوراً دل و جگر چاک کرونگا دم بھر مین ہلاک کرونگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہوگی آئیگا
قریب گنبد فوج دریا موج تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے **عقاب** کو بہت پسند آئی ہمت
مردانہ پر **سلطان** کی تحسین و آفرین کی اور اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلاکر حکم تیاری کا دیا فی الفور
لشکر اسکا آراستہ سلاح حرب و اسباب سحر سے ہوا اور پلٹنین رسالے یکے بعد دیگرے گنبد سکندر کی طرف
روانہ ہوگئے ظاہری تزک اور احتشام کا ہنگامہ نہ کیا بعد روانگی لشکر بادشاہ براہ مکر کشتیان زر و جواہر کی
نذر خداوند کے لیئے تیار کراکر سوار ہوا **سلطان** کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کراکر ساتھ لیا
**سیارہ** جملہ کیفیت معلوم کرکے اسکے روانہ ہونے سے پہلے وہان سے چلا اور خدمت **شہزادۂ قاسم** مین
آکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیئے **سلطان** اس ارادہ سے آتا ہے
یہ کہکر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بھجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو **گوہر شاہ** فوراً حاضر ہوا خداوند نے اندر
گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش و فرحناک پایا بہت خوش ہوا شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے

فرمایا کہ مجھکو فرشتگان قدرت نے خبر دی ہے کہ **عقاب بن جام** اس ارادہ سے آتا ہے اور فوج بھی
پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہے پس تو بھی اپنی فوج کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور و ہنگامہ نہو کر وہ غلغلہ
سنکر اور ہم سب کو ہوشیار سمجھکر یہان نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا اور سرداران لشکر کو بلا کر حکم خداوند سے
خبردار کیا یہان بھی سب آلات حرب سے درست ہو کر اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہر کارے بادشاہ نے
گرد گنبد خداوند مقرر کر دیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھیں فوراً خبر دین کہ مین فوج لیکر پہونچ جاؤن اسی انتظام مین
ایک روز **عقاب** بحشم و خدم داخل قلعہ ہوا فوج اسکی گرد قلعہ کے پہلے ہی آکر اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی
وہ اُسی میدان مین سامنے گنبد کے پہونچ کر خیمہ زن ہوا اور اپنے سردارون کو ساتھ لیکر براے زیارت خداوند
سامنے گنبد کے آیا خداوند بھی آرامگاہ مین ملکہ کو چھوڑ کر تخت خدائی پر گنبد مین آکر بیٹھے **عقاب** بے تامل اندر گنبد کے
آیا اور اُس کے ساتھ **سلطان** بھی داخل ہوا اسنے نہ خداوند کو سجدہ کیا نہ سلام اور ایک طرف تخت کے
کرسی پر **عقاب** اور دوسری جانب **سلطان** اپنی دانست مین خداوند کو گھیر کر بیٹھے خداوند نے اُنکو
ڈانٹا کہ اے بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم میری نہ کی ہے شرط کہ تم سب کو مین زندہ جہنم مین بھیجدون اتنا کہنا تھا
کہ خنجر کھینچکر **سلطان** خداوند پر آہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن چشم بنا ہوا تھا خنجر مارتے ہی
جھپکی دی کہ خنجر پٹ پڑا اسنے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا کہ خنجر اسکے ہاتھ سے چھوٹا اُسوقت تلوار کھینچکر **عقاب**
نے بھی وار کیا شہزادہ نے بارھ تلوار کی بچا کر اسکے بند دست کو بھی تھام کر جھٹکا مارا کہ تیغہ اس کے ہاتھ سے بھی
چھوٹا اور اُن دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزادہ نے اُن کے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول
کی طرح دونون کو اُٹھا لیا اس کے ساتھ کے سردارون نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر
ٹپکا کہ **سیارہ** نے حباب مار کر بیہوش کیا اور دوسرے کو بجاے سپر ہاتھ پر چڑھا کر اور تیغہ لیکر لڑنا شروع کیا
سردار جب تلوار مارنے بڑھتے شہزادے کو اُس کے سامنے کرتا تھا سرداران شمشیر زنی کس پر کرتے ناچار گنبد سے
رو بفرار لائے شہزادے نے اُن دونون کو کمندون سے باندھا سردار جو **عقاب** کے سحر پڑھنے پر تیار ہوے تو خداوند
کے پجاری بڑے زبردست ساحر ہین اُنکے سامنے یہ سحر نہ کر سکے کیونکہ بادشاہ کی آمد سنکر شہزادہ نے اُنکو بھی
بُلا لیا تھا حاصل کلام جب ان دونون کو باندھا در گنبد بند کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکال دیا راوی بیان
کرتا ہے کہ **عقاب** بسبب گلدستہ لوح طلسمی کے رکھنے کے سحر نہین جانتا ہے اور **سلطان** تو ظاہر ہے
کہ ساحر نہین ہے اب جو یہ دونون گرفتار ہوے سخت ناچار ہوے اور شہزادے نے تنہائی مین ان سے
فرمایا کہ اے **سلطان** آگاہ ہو کہ مین **سکندر** نہین ہون نبیرہ **حمزہ** بن **قاسم** نوجوان ہون تیری زوجہ
کو پنجہ ظلم زنگی سے چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک
کہہ سنایا جب سب حال **سلطان** نے سُنا سمجھا کہ یہ تو میرا محسن ہے کہ اسنے میرے ناموس کو بچایا اور
میرے ہی لیے اتنی آفت جھیلی مصیبت مین آکر اپنے تئین پھنسایا یہ سمجھ کر اسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین تو بندہ

بے دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے اسکو کھول دیا وہ قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے سر اُسکا سینے سے لگایا پھر **عقاب** سے سوال اسلام لانے کا کیا وہ دشمن **سکندر** تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ اس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا اور اب قصد قتل ملک **گوہر شاہ** رکھتا ہے فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور رنجندہ پیشانی شہزادہ سے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادہ **قاسم** نے اسکو بھی کھول دیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ بتایا بہ صدق دل وہ مسلمان ہوئے اس اثناء مین سردار وغیرہ جو بھاگ کر گئے تھے انھون نے فوج عقاب کو فساد کی خبر دی اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند سے فساد ہوگیا دونون مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہوکر روانہ ہوا ایہا خداوند ان دونون کو مسلمان کرکے باہر گنبد کے آئے اور سوار ہوکر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سنائی دیا کہ ایک لشکر بیرون شہر سے قتل و غارت کرتا آتا ہے خداوند نے **عقاب** سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر ہے جا اُسکو لڑنے سے منع کر وہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے باز رکھکر فرمایا کہ مین نے **عقاب** کو مطیع اپنا کرلیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑکر سر بر نہین ہوتا ہے شاہ طلسم کا اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور و شاد ہوکر شکریہ خداوندی ادا کرتا تھا خداوند جملہ انتظام فرماکر پھر داخل گنبد ہوئے دونون سمت کے لشکرون نے بھی کمر کھولی خداوند نے **عقاب** کی دعوت کی جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا رقاصان مہر طلعت و ساقیان قمر صورت حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے حاضرین انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز بورج زرین آفتاب گلدستۂ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے ہمشکل پلنگ تھا صورت اصلی پر آیا نظم

کہ وہ شب جب گھٹی مثل شب وصل
ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے فصل
چھٹنے باہم پڑے ساقی کے پائے
لب مینا سے ساغر خم سے پیالے

**سیارہ** نے **عقاب** کو سمجھادیا تھا کہ خداوند کو منت کرکے اپنے شہر مین لے چلنا چنانچہ اسنے حسب فہمائش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک مین چلکر سب کو سجدہ کرائیے اور راہ راست پر لائیے خداوند نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ مین بہ آرام و اطمینان مقیم رہ مین شہر جام مین جاتا ہون گوہر شاہ نے عرض کیا کہ شاید خداوند کو تنہا پاکر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچائین لہذا مین حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہون خداوند یہ سنکر خوب ہنسے اور کہا مجکو تو تنہا سمجھتا ہے میرے ہمراہ لاکھون فرشتے ہین اور مین جب چاہون ساری دنیا کو تقدیر کرکے غارت کردون شاہ نے کہا بیشک اسمین کچھ فرق نہین آپ جائیے جو ستکے خداوند ہین اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہے خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگر چند روز میرے ساتھ اور رہی صحت کامل اور شفا سے عاجل پاتی اب تجکو اختیار ہے خواہ اپنے گھر مین اُسکو لے جا یا میرے ساتھ کردے

بادشاہ نے جواب دیا کہ مجکو جبتک آپ اجازت نہ دین گے بخوشی اپنے گھر لیجانے کی نہ لیجاؤنگا بے تامل خداوند اُسکو ساتھ لیجائین یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا اور کہا اے فرزند خداوند یہان سے ملک جام کی طرف جاتے ہین تم گھر مین چلکر رہوگی یا خداوند کے ساتھ جاؤگی یہ کلام باپ کا سُنکر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر نے اُسکو بیمار جانا اور سمجھا کہ گھر مین لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہو جاویگی پس اسنے سامان سفر بہر رخصت بھی درست کر دیا سکھیان ملکہ کے لیئے آیا کنیزان محرم راز و انیسان دلسوز فنس و چوپہلے وغیرہ پر سوار ہوئین خداوند کے جلو مین عقاب و سلطان و سیارہ روان ہوئے لشکر مین طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوئے تخت خداوندی کے آگے نقارے بجتے طائران سحر سر پر سایہ کیے نقیبون کی صدا بلند دور باش پکارتے جاؤ شان ارجمند خلاصہ یہ کہ بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہر جام مین پہونچے عقاب نے ملکہ کو ایک باغ پر بہار مین اُتارا اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دار الامارۃ مین لایا فوج چھاؤنی مین جاکر مقیم ہوئی شہزادہ نے دار الامارۃ مین آکر اُس گلدستہ کو جس کا ذکر اول بیان ہوا دیکھا اور اُس کو ہاتھ مین لیکر اُس کی بیٹھک کو کچل کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آوازین مہیب از خود آئین پھر ایک دیو کہ ہوا سے اُترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ ہر ایک برگد کا ٹہنا تھا منھ مثل قعر عدم کے کھلا تھا دار شمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے آیا کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ گلدستہ لوح طلسمی کو توڑا شہزادہ نے جلد اُس گلدستہ سے لوح کو نکالا دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی جس پر زمردین حرف کے طلسم لکھے ہین اور رسالک گوہرین گندھی ہے پس اس لوح کو گلے مین پہنکر تیور بدلکر اُس دیو کا سامنا کیا اسنے وار شمشاد چرخ دے کر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کر کے خالی دی اور تیغ کھینچکر کمر پر بھلا دوے کر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا برنگ شجر تناور وہ ملعون گرا شور دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا محافظ لوح طلسم کو ہر گرہ نہنگان جادو کو برکت اسمائے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گندہ دوزخ کا ہوا عقاب نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبر دست کو بوسہ دیا پھر انجمن عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابر شہر کو طلب فرمایا منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہوکر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گروہ گروہ حاضر ہوکر اطاعت اسلام قبول کرنے لگے شہر مین بتکدے منہدم ہوئے مسجدین بنگئین دربار مین نذرین شہزادے کو گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی مے و مطرب و ساقی نے ہنگامہ عشرت و مسرت برپا کیا عقاب نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرائش و زینت بزم اگر بیان ہو طول داستان ہو بر سبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اس گلزار عیش کی یہ بہار ہے کہ

**نظم**

صدائے نغمہ خوشتر دیون کی آواز
عجب نہ است فضا کو سجا کا تھا رقص

دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
ہر اک سو عیش کا سامان مہیا

حضور انجمن ہونے لگا رقص
کہ نکلے جس سے سب ارمان دل کا

دہن تر تھے مے عشرت فزا سے
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے
ہر اک معشوقہ وان رشک پری تھی
امنگون مین جوانی گے بھری تھی

دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت دربار مین جلوہ فرمار ہا شب کو باغ بہار آگین مین جاکر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا رات بھر گردن مین باہین حمائل رہین دل سے دل تو ملا ہی تھا ظاہر مین بھی کلیجہ سے کلیجہ ملا رہا حرف و حکایات محبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق لڑگئی مسی لب کی اُڑگئی افشان ماتھے کی بگڑگئی سوائے اسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کسی لڑائی کا ذکر بھی نہ تھا گاہے ہاتھا پائی کبھی دھینگا مشتی کبھی ملکہ کا کھلکھلا ہنسنا پلنگ پر لوٹنا شہزادہ کا گڑگڑانا کبھی منھ بناکر بوسہ شہزادی کا بلائین لینا ملکہ کا ہنسدینا چوڑیون کا ٹوٹنا ملکہ کا منھ بنانا سرہانے سے ہاتھ کھینچ لینا فرط نزاکت سے ہاتھ کا نیلا ہو جانا لعاب شوق سے لب تر ہم بغل شدا یکدیگر **نظم**

نگاہون سے کبھی پیدا غضب تھے
کبھی وہ آشنا بوسہ سے لب تھے
کبھی تھی ساق پاجامے سے باہر
کبھی مسّی بگڑتی تھی لبون پر
کبھی وہ دونون تھے محو حسن رخسار
مریض آرزوے چشم بیمار
یہ باتین تھین کہ تھی نوبت سحر کی
جمی تقویت سامان سفر کی
سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوے جوش

جب پردہ شب ریسمان شعاع آفتاب سے بندھا اور معشوقہ لیلی نے آغوش دہر سے کنارہ کیا قاسم نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین بآرام تمام رہو مین سیّارہ عیار کو تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کرکے تمھین سپرد خدائے کریم کرتا ہون اور بہر فتح طلسم جاتا ہون انشاءاللہ چند روز مین پھر آکر ملونگا تمھارا باپ میرا حال سُن کر اگر اس شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو عقاب اس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرماکر عقاب و سلطان کو طلب فرمایا ملکہ ہٹ گئی شہزادہ نے انسے بھی در باب حفاظت ملکہ تاکید فرمائی اور نشیب و فراز سمجھا کر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے غفلت نہ کرنا مین طلسم توڑکر جب آؤنگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بناؤنگا یہ کہکر انکو رخصت کرکے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اسمین ظاہر ہوا کہ اے فتاح طلسم وسیار عجائبات زمین پر نیرنگ اگر تو عازم جنگ ساحران ہے تو اس مقام پر تو جاکہ جہان عقاب سریر حکومت پر بیٹھا ہے اس تخت کو اُٹھوانا ایک سنگ پہتر زمین مین نصب ہو قلاب اُس پتھر مین لگا ہے قلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اُکھاڑنا دہانہ نقب ظاہر ہوگا اُس مین اُتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا جو کوئی دوست ملے اُسکو دشمن خانہ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہے وہ زہر ہے محبت یہان کی تہر ہے انگبین حنظل ہے گلزار ہر ایک جنگل ہے نوش یہان نیش ہے ہر قدم پر آفت درپیش ہے یہ حال لوح سے دریافت کرکے ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا۔ ع۔ ترا اللہ حافظ ہو ترا اللہ والی ہے ؏ وہ ناکام تاب ہجر کہان رکھتی تھی زار زار رونے لگی اپنی کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہوکر رونے لگین سب کو شہزادہ نے تسکین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن ثامن علیہ السلام کی اشرفیان باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خدا تعالی ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے اور

جلد تر صحیح و سالم ہم سے لا ملا دے پھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منھ جلد دکھائے بلائین لیکر رخصت کیا ملکہ نے اُسوقت گھبرا کر بیتابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا اے بیوفا دشت غربت مین بھول نہ جانا نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب لیتا جا | تسلیان تو کچھ اے اضطراب دیتا جا | لیے ہین کتنے دل اک ایک ناز تونے
بغل مین بیٹھ کے اُنکا حساب دیتا جا

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہوکر دارالامارہ مین آیا اور تخت عقاب کے بیٹھنے کا اُٹھوا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے قلاب مین ہاتھ ڈیکر نعرہ المدد یا یزدان پاک کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور مین گھٹنے ٹیک کر اُکھیڑا اور علیحدہ رکھ دیا ہر ایک کو اس زور بازو پر حیرت ہوگئی مگر اس فرزند نیلیتن نے نقب دیکھ کر بسم اللہ کہہ کر اپنے تئین گرا دیا غلطان و پیچان تحت الثریٰ کی طرف چلا بعد کچھ عرصہ کے با نون زمین سے آشنا ہوے ایک صحراے لق و دق مین اپنے تئین پایا جرأت رستمانہ سے قدم بقصد ہمت آگے بڑھایا اب اس مرحلہ طلسم کی حقیقت سنیئے کہ یہ اول مرحلہ طلسم ہے اور اُسکی مالک وہی دایہ ملکہ کی نافرمان جادو ہے مکان تو اس ابلیسیہ کا وہان ہے کہ جہان اُسنے شہزادے کو لاکر قید کیا تھا لیکن قلعہ حکومت اسکا اس مقام پر ہے یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہے اُسی کی عملداری مین ہے جب شہزادہ اس جنگل مین وارد ہوا غبار زمین سے اُڑکر بگولا بنا اور اس قحبہ کو خبر کرنے چلا وہ لکا تہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید کرا دینے شہزادے کے رخصت ہوکر اپنی جاے حکومت پر آئی تھی اور دارالامارہ مین اورنگ حکومت پر بعشرت تمام مترجلوہ گستر تھی کہ بگولے اُڑتے ہوے سامنے آئے اور ان مین سے بیر نکلے اور مجسم بشکل انسانی ہوکر گویا ہوے کہ اے ملکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آپہونچا یعنی وہی شہزادہ جسکو آپ نے پیشتر قید کیا تھا لوح طلسم پاکر آپکے علاقہ مین آیا ہے خبر شرط تھی وہ کی گئی آئندہ آپکو اختیار ہے یہ کہہ کر پھر وہ بیر بگولے بنکر اُڑ گئے اور اُس مفسدہ نے یہ خبر سنکر دست تاسف ملے اندوہ غم مین پر ملال ہوکر سر بگریبان ہوئی اور کہا افسوس بادشاہ طلسم کا گھر برباد ہوا اوے غضب اُسنے خداوند کو بھی مارا اور دختر شاہ کو بھی خراب کیا اب مناسب ہے کہ شاہ طلسم کیسے جا کر اسکا حال کہون پھر آپ ہی کہا کہ اتنی تو یہ مفسد میرے گھر آگیا ہے اسکو قید کرکے لیتی چلون یہ کہہ کر اپنی بیٹی اشرارہ جادو کو طلب کیا اور اُسکو جو کچھ فہمائش کی آئندہ بیان اسکا ہوگا اور یہ سب انتظام کرکے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ ہوئی اسکا حال بھی مذکور ہوگا ۔ مگر کیفیت شہزادہ والاگہر لکھی جاتی ہے کہ وہ دلاور رجب بیابان پُرخطر مین قدفرن ہوا بگولون کو دشمن طرح چکر مین دیکھا جھاڑیون سے یہ ظاہر تھا کہ برنگ زلف خاطر دفست مین بھی اُلجھن ہے دھوپ کی تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہے پہاڑون کے پتھر جو شرر ریز ہین شمع مجلس مصیبت انگیز ہین درہ اے کوہ نقشہ دہان حریص دکھاتے پھاڑے سے کھلے نظر آتے ہین تمام جنگل خانہ بخیل تھا آنے والا یہان کا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بیخود و خواب تھا مسافر صحراے اندوہ و محن بے دانہ و آب خستہ و خراب بدشواری راہ طے کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ پیاس بجھاتا نہ سایہ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ بموجب ابیات

ہوا مین جلکے لپٹین سارے تن سے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے
وہان سے غیر ممکن بچ کے جائے

ہوے شعلے سے پیدا سب بدن سے
بشر جانبر نہ ہوتا تھا وہان سے
گرفتار اجل آئے تو آئے

سراسر سحر کے سامان وہان تھے
نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے

شہزادہ ببرکت لوح طلسم ہر بلا سے محفوظ تھا اور قدم ہمت بڑھائے چلا جاتا تھا یہانتک کہ دوپہر کامل رہروی کی جب چھلاوہ پہر دن باقی رہا اور رہرو دشت فلاک قریب الملک مغرب پہونچا اس بادیہ گرد صحراے پُر آفت نے بھی اُس جنگل کو طے کیا نیرنگی طلسم سے ایکمرتبہ لالہ زار بستہ پر بہار مین گذر ہوا یہ مسافت کشیدہ و گرسنہ ضرغہ مین درختان سایہ دار کے آکر ٹھہرا ہوش بجا نہ تھے جان آگئی سبزے نے تراوٹ آنکھون مین بخشی وہان بیٹھکر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا خرمی بخش دل ہوئی محنت کی طے منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھاتے تھے میوؤن کی اسقدر کثرت تھی کہ زمین وہان کی خوان پُر الوان نعمت تھی پتے جو زمین پر گرے تھے گویا فرش منجری بچھا تھا گلون کی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا شاہدان چمن برنگ معشوقان لباس سبز سے مزین ہوکر زیب وہ محفل بہار رنگ رلیان مناتے تھے نہالان دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولون نہ سماتے تھے جانوران خوش الحان شاخون پر چہچہاتے ترانے خوشی کے گاتے تھے چشمے وجد مین آکر جوش مین بلبلین خروش مین **ابیات لمؤلفہ**

سبزہ لب جو تھا لہلہاتا
جس طرح سے مسکرائے جانان
ہر نخل تھا رشک قامت یار

گلشن کی طرح وہ دشت سارا
ہر گل جوبن نیا دکھاتا
شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے
ہر گل تھا بہار روے دلدار

بوئے گل سے مہک رہا تھا
یون کھل رہی تھین گلون کی کلیان
اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے

شہزادہ اس بہار کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک روے ہوا سے چند تخت اُترے اُنمین سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال ہی طرحدار تھا اُس تخت پر ایک معشوق طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جس کے کاٹے کا منتر نہین اُسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد حسن کی یہ دام ہے آزاد اس سے کہان مرغ دل ناکام ہے دل عاشقون کے اس سے یون چسپان جیسے سنبل پر قطرۂ شبنم آویزان روے پُر نور لبسان آفتاب شبنم اُس کے روبرو تجلی طور شعاع مہر اُسکو دیکھ کر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ رخ سحر اسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ افق آئینہ خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی سکندر کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا محظوظ ہوا کہ اُسکو لوح محفوظ کہنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے تسطیر ہو طاق حرم تجلی بیجد نہین نہین بسم اللہ کتاب حسن مد چشم نرگسی معجز نمایا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی ساقی و خود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ و ناز مین اُستاد وصف دہن مین باریکی سخن درکار ہے مطلب کم ہر بار ہے سینہ پر چھاتیان باغ خوبی کی ناشپاتیان دل عشاق لبھاتیان

خلاصہ یہ کہ از سرتا پا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ اُسکی آن بان تھی **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| سراپا اس مین پیدا تھی نزاکت | بلا کا قد بلا تھا قیامت | بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز |
| اُڑا لے اس نے معشوقانہ انداز | بلائے جان تھے گیسوے سیہ فام | جنھین دیکھے سے جائے صبر و آرام |
| قیامت تھی وہ آنکھین سحر آمیز | نگہ کرتی تھی ہر دل ہو چھری تیز | پتہ پائے نہ ہرگز عاشق زار |
| بنے دل نرگسی آنکھونکا بیمار | طبیعت جال مین زلفون کے الجھے | پڑے ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھے |
| گل عارض نئے تھا گل کھلا تھا | اکنوان چاہ زنخدان کا جھبکا تھا | غرض وہ تخت سے اُس جا پہ اُتری |
| ضیائے مہ تھی جو صحرا پہ اُتری | چلی لٹکا کے دامن ناز کے ساتھ | اُٹھایا ہر قدم انداز کے ساتھ |

کنیزان سمنبر نے ایک چشمہ کے کنارہ سبزۂ زنگاری پر فرش اطلس سرخ بچھایا چشمون کو سرخرو بنایا کشتیان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور رنگیر جوگھڑے وغیرہ سامنے مسند کے چن دیے جب بزم آراستہ ہوچکی وہ زینت انجمن مسند پر آکر جلوہ فگن ہوئی اُسوقت اُس صحرا کی رونق وہ سبزی کا عجیب عالم تھا کہ گلہائے عارض شاہدان سبز رنگ کھلے تھے چاندنی کا لب جو مزا ہی کیف تھا اُس گلبدن کا گیسوئے مشک بار دماغ شاہد بہار بساتا تھا چار گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان بہار کے ملازمون کی سنہری وردی جانوران صحرا خوش فعلیان کرتے پرند اُڑتے پھرتے مرغان آبی ندیون پر لوٹ لوٹ کر گرتے سبزۂ نوخیز لہلہاتا پانی چشمون کا تراوٹ آنکھون مین دیتا ایسی بہار مین معشوقان گل پیرہن کا برلب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک دماغ کو تردامنی کرا تا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کاشانۂ بہار مسند پر بیٹھی لہرین پانی کی دیکھتی تھی اور ساغر مے لبون سے لگا کر چشمہ حیوان مین حباب پیدا کرتی تھی اُسی کیفیت فرح افزا مین یکایک گوشۂ صحرا کی طرف سے نعرۂ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اس بہار کے لیے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پرخار تھا اس لیلی خدار کا مجنون بھی آیا دل پرداغ و جگر پرخون بھی آیا آشفتہ گیسو ژولیدہ مو گریبان چاک سر پہ اڑاتا خاک آنکھون سے سیل اشک رواں نہ تابت آستین نہ دامان اس ہیئت سے ایک شخص بے سروسامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان کم دکھائی دیا جب خاک اُڑاتا تھا دامن صحرا کی دھجیان بناتا تھا اور حالت دیوانگی مین یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا نظم

| | | |
|---|---|---|
| بھیجا ہے بلا نے پیک عشنم کو | زنجیر بلا رہی ہے ہم کو | اب وحشت کہان کہان یہ دلگیر |
| آئے ہین پیام طوق و زنجیر | اب قید ہی ہم ہین اور زندان | سنسان رہیگا یہ بیابان |
| ہے ہم سے جنون کا گرم بازار | جب ہم نہ ہوے کہان یہ دربار | |

جب وہ دیوانہ قریب اُس پری کے جو کنارہ سایہ فگن تھی پہونچا بے اختیار پکارا کہ اے سفاکہ و قتالہ خنجر ابرو کا ایک وار ادھر بھی لگا کر دیکھو کر دل بھی ہے اور جگر بھی اُس غارتگر ہوش نے یہ صدا سنکر عاشق شوریدہ سر کی طرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اُسکا تمام کیا یہ عالم ہوا کہ ابیات لموءلفہ

| | | |
|---|---|---|
| جھجک کر جھجک رہ گئی اکبار | بانہین ہوئین لاکھ ادا پر نثار | سمٹ کر بدن کو چرانے لگی |

حیا نیچی نظرین دکھانے لگی تو کبھی ہنس کے دکھا کبھی رو دیا
کبھی چوری چوری سے دیکھا ادھر کبھی ہاتھ مل کر تاسف کیا
کبھی منھ کو شرما کے دیکھا اُدھر

پھر بصد انداز اُس سراپا ناز نے آہستہ سے کہا کہ اے عاشق بیتاب واسطہ اپنے دین و مشرب کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد یہان سے چلا جا اب مین ظالم کے بس مین ہون طائر اَسا مقید قفس مین ہون تو کیون اپنی جان گنواتا ہی یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک پرونے لگی پھر تو شیدائے یکدیگر مین یہ عالم ہوا کہ دل اُنکی بیکسی پر پسیجا تھا خط منشی انبار شادستان گو

یہ کتنے دنون سے بیخور و خواب | تھی صدمہ عشق سے وہ بیتاب | کرتا تھا یہ باتین شور کر کے
رہجاتی تھی وہ لبسور کر کے | پر لیتا تھا دور سے بلائین | دکھلاتی تھی وہ اپنی ادائین
کہتا تھا کہ جان ہے یہ جاتی | انگلی تھی وہ دانت سے دباتی | ہو چین بجبین وہ مسکراتی
معشوق ہی اپنا تھی دکھاتی | کہتا یہ جواب بات کا دو | پھر پھر کے مری طرف کو دیکھو
ورنہ مین اپنی جان دونگا | تنکے چن چن کے مین مرونگا | وہ کہتی خفا ہو نہیں مت لاؤ
رسوا نہ کرو بس اب چلے جاؤ | نا حق تھی ٹھنڈی سانس بھرتے | خون اپنا عبث ہو ہم یہ کرتے
واہی ہو زیادہ مت بکو تم | جا کر کہین اور جان دو تم | ہے ایسا جو دشمنون کو سوا
فصدین کھلواؤ ملنے گھر جا

اُس عاشق پریشان نے رکھائی جانان کی دیکھکر بہ منت کہا کہ اے ساقی بیحجاب مجکو یہ تمنا ہے کہ ایک جام شراب اپنے لبون سے لگا کر تو مجکو عطا کر کہ مین اسی وسیلہ سے تجسے لب بلب ہون کہ بیت

ایا رشک لب و گل اندام | بے بوس و کنار خوش نباشد

اس نازنین نے آنکھون کو پھیر لیعنی ساغر انکار کو چھلکا دیا کہ نہین اُس عاشق نے پھر منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریان چڑھا کر جام مے گلفام سے لبریز کیا اور اپنے لبون سے لگا کر پیمانۂ چشم کو گردش دی اور دست نگارین سمت شیدا بڑھایا آفتاب مرحمت نے ذرہ نوازی کی یکمن محبت سے طلوع ہوا عاشق سرشار دوڑکر قریب اُس ساقی کے آیا چاہتا تھا کہ جام دست رنگین یار سے لون لیکن فلک کو رشک آیا آندھی پیدا ہوکر ایک دیو زبردست تیرہ رو ڈانٹتا ہوا صحرا سے اُس پری کے پاس آیا اور پکارا کہ بیت سب ناز اُٹھا سکینگے پر یہ دیکھا نہ جائیگا ؛ دیکھو رقیب آج کیا اپنا پائیگا ؛ اُس گلبدن نے گھبرا کر کہا اور دیو مین نے تجھسے ہزار مرتبہ کہا ہی کہ تو میرے مقدمہ مین دخل نہ دیا کر مجھ سے اس بیچارے سے واسطہ ہی کیا ہی مین قسم کھاتی ہون کہ اس شخص کی پہلو مین کبھی نہین بیٹھی ہون یہ ہمیشہ میرا عاشق ترستا ہی رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آگیا تو کچھ گناہ نہ کیا نہ صاحب مین ایسی قید تیری نہ اُٹھاؤنگی اور موے تو کیا میرا حاکم ہے کہ تیرے مارے مین کسی سے بات نہ کرون مین کسی کی لونڈی باندی نہین ہون دیو نے کہا اے جان من اس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیئے نہ رہونگا یہ کہکر جانب عاشق لپکا اس سیمتن نے اُسے اُٹھکر روکا اور کہا اے دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دیکھ مین کہے دیتی ہون کہ میرا کہنا جو تو نہ مانیگا پھر مین تیرے

پاس نہ رہونگی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیو نے کہنا اس ماہ پارہ کا مطابق نہ سُنا اور اس عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلرو پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ اے عاشق نامراد و ناشاد مین تجھ سے کہتی تھی کہ یہان نہ ٹھہر مجھ سے بات نہ کر تو نے نہ مانا آخر اس ظالم کے ہاتھون تیری جان گئی یہ معشوقہ باتین تو کر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد اور سنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی منھ پر طمانچے لگاتی ہائے فرزند ہائے ہائے بیٹا کہتی آتی ہے اور اُسکے ساتھ اور بہت سی عورتین سر و سینہ پیٹتی اے میرے شہزادے ہائے ہمارے گود ون کے پالے کہتی آتی ہین اور وہ عورت جو ادھیڑ ہے اس طرح روتی ہے کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہے صبر و قرار آرام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہے اور یہ بین کرتی ہے

## نظم

ہے ہے میرے دل کے چین بیٹا
دم بھر کو بھی ہوئے نہ شاد فرزند
اب کوکھ جلی یہ مان کدھر جائے
کیونکر دیکھون گی دم نکلتے
کب رات کو چین سے مین سوئی
یون دیو کو منھ مین دھرتے دیکھون

ہے ہے مرے نور عین بیٹا
پالا تھا تمھین برائے عفریت
آتی نہین موت بھی کہ مرجائے
پانی جب دار تی تو پیتی
تم روئے تو رات بھر مین روئی

ہے ہے مرے نامراد فرزند
مین زندہ ہون تمکو کھائے عفریت
بچے لوگو یونھین ہین پلتے
صدقے ہو ہو کے تم پہ جیتی
آج اس طرح تمکو مرتے دیکھون

اسی طرح زاری کنان وہ سب عورتین متصل اُس جوان کے پہونچین اور دیو کی بھی منتین کرنے لگین لیکن اس لعین نے نہ مانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کو چیر پھاڑ کر کھا جائے اسوقت اس ادھیڑ عورت نے بلبلا کر چار طرف نگاہ کی اور شہزادہ قاسم کو ایک سمت استادہ دیکھ کر پکاری کہ اے نوجوان مین نے سُنا ہے کہ آپ وارث غریبان و والی بیکسیان ہین فرزند حمزہ صاحبقران ہین واسطہ اپنے دین و مذہب کا میرے بچے کی جان بچائیے اس بلا سے چھڑائیے یہ فریاد اسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مارا کہ باش اے دیو جفا کار اور جھپٹ کر اپنے تئین قریب اسکے پہونچایا دیو اس نوجوان کو چھوڑ کر اس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی ٹکر چلنے لگی وہ عورت اور عورتون سے گویا ہوئی کہ ارے لوگو دعا کرو کہ یہ پرایا پوت اپنی میّا کا لال جو مجھ دکھیا کے لیے اس آفت مین پھنسا ہے اس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتین گود پھیلا کر شہزادہ کو دعائین دینے لگین اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے مین آئی اور بلائین بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی مانگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اُسکا بچہ میرے اسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائین لیتی کی طرف ہاتھ پھیر کر شہزادے کی لیتی تھی اُسی دست بُردی مین ڈورا لوح کا اُسکی گردن مین سے اسنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو مین کیا شہزادہ بہ برکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اُسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے پنجہ یانے لگا دست و پا بیطاقت ہوئے یقین تھا کہ زیر ہو جائے اسوقت بموجب ع - خدا مہربان ہو تو کل مہربان ٭ نیکی آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے نافرمان کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اسکی مان ہے یہی شیطانیہ نے

ایک عورت کو پہلے معشوقہ بنا کر بھیجا تھا اور دیو مالک مرحلہ سے کہہ دیا تھا کہ تو ایسا کرنا پس اس مکر سے لوح اُس نے شہزادے سے لی ہے چنانچہ فرزند دایہ مذکور ہمت مردانہ شہزادہ دیکھ کر بر سر ترحم ہوا کہ اس بیچارے نے میرے واسطے اپنی جان گرامی کو دریغ نہ کیا کیسا میرے بدلے اس دیو سے لڑنے لگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا بہادر مبتلاے بلا ہو کر مارا جاے چنانچہ ایسا کچھ سوچ کر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گیا اُسنے بمحبت سینے سے لپٹا لیا اُسنے ایک ہاتھ اُسکے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُس طرح دبایا کہ وہ بڑھیا پیر زال فرہاد کش جان شیریں سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اسکی بُرے مقام کی طرف سے نکلکر قعر جہنم مین پہونچی اور اُس رحم دل نے لوح لیکر شہزادے کو بنہائی شہزادہ نے دیو کو اُکھیڑ کر زمین پر مارا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا ادھر اس دایہ کے مرنے کا شور برپا تھا اب دیو کے مرنے کا غلغلہ بلند ہوا اور تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پانی چشمون کا خشک ہو گیا اندھیان آئیں پیرون نے اُس کے فریاد کی اسی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے بھاگ کر اور لاشۂ دایہ اُٹھا کر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایہ شرارہ جادو نے سر عجز قدم اقدس شہزادہ پر جھکایا اور اپنی ماں کے مکر سے آگاہ کیا شہزادے نے سر اُسکا سینہ سے لگا کر اُسکی خیر خواہی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا اے بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہے مین عمر بھر تیرا احسان مانون گا اسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ مین تشریف لے چلیے سب کو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ اُسکے ہمراہ کچھ دور چلکر قلعہ نافرمانیہ مین آیا اور اُس سے فرمایا کہ تم میرا خط لیکر اپنے ہمراہ اُن لوگون کو لو کہ جو تمھارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ طلسم میرا حال سُنکر یہان آئیگا اور مین فتاحی طلسم کو جاتا ہون تم کو تنہا پاکر ضرر پہونچائے گا یہ حکم سُنکر وہ آمادہ سفر ہوا اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلا کر سوال اطاعت کرنے کا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے ہمراہ لیا اور مال و اسباب بار کرا کے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے **عقاب** بن جام کو سرفراز نامہ لکھا کہ اے بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب واثق ہمارا تمھارے پاس آتا ہے بجائے ہمارے اُسکو سمجھنا اور بڑی آسائش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور مرحلہ ٹوٹنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر مقیم ہوا اُدھر شہزادہ اس قلعہ سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہہ رہا تھا کہ شہر جام کے تسخیر کرنے کا مدت سے مین ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی تسخیر ہو گیا اور نبیرہ حمزہ بھی قتل کیا گیا سب کام میرے بنگئے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا کان مین آئی اور روے ہوا سے کنیزین لاشہ نافرمان لیے اُترین اور پکارین کہ اے شاہ طلسم دایہ اس طرح سے ہلاک ہوئین جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا شاہ یہ حال سُنکر سُن ہو گیا اور کف افسوس ملکر گویا ہوا کہ ہاے افسوس یہ خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جس نے خداوند کو ذبح کیا اور خون اُنکا ہمارے ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا بیٹی بھی خراب ہوئی مین جانتا ہون یہ میری دختر نے کچھ تدبیر کر کے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے حال پر رویا پھر لاشہ دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشا کی گرفتاری کے لیے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت

ایک ساحر ببران جادو نام سردار ذی احترام دربار مین حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض پیرا ہوا کہ حضور جانب شہر جام جائین اور مطیعان شہزادۂ ناکام کو گرفتار فرمائین مین جاتا ہون اور اُس بدانجام کو بوچ چھین کر قید کر کے لاتا ہون بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اسکا وقت پر بیان ہوگا بعد اُس کے جانے کے بادشاہ نے حکم آراستگی لشکر دیا نفیر سحر پھنکی کرنا کا شور بلند ہوا نانے ترکی کی صدا سے ترک فلک چکرایا ہر ساحر توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا روئے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا رشک دہ نگارخانۂ چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیرون سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر طائر و اژدر پر سوار تھے ہاتھون مین تازیانۂ مار تھے جادو کی تڑھنت سامری کے مہنت پڑھتے اپنے کرتب دکھاتے تھے پرے جمائے روئے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہو چکا بادشاہ نے سوار ہونیکا قصد کیا اُس وقت اور دو سرداروں نے کہ نام اُن کے ضیران و ہومان جادو ہین عرض کیا کہ اے شاہ آپ توقف فرمائین ہم جاتے ہین اور سب مفسدون کو پکڑ لاتے ہین بادشاہ نے اُن کو رخصت فرمایا اور کہہ دیا کہ میری دختر کو بھی اسیر کر کے بحال خراب لانا یہ دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور کسی جگہ راہ مین قیام نہ کیا برسم یلغر چلے یہان تک کہ بہت جلد قریب قلعہ جام پہونچ کر سر سواری قلعہ مذکور کو لینا چاہا یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کرا کر باہر قلعہ کے نکلا ساحر اُڑتے ہوئے آئے دلاورون نے پرے جمائے غول ہر سمت چلائے اگیا بیتالون نے اُس انجمن سحر مین چراغ جلائے بیرون نے بھینٹین پائین پونین مہمان آئین برچھی بھالیون کی چھت بندھ گئی شعلہ ہائے سحر رقصان ہوئے ڈھیرو بجا بیرون کے راگ شروع ہوئے مہر سحر ایسا ہوا کہ ڈھولا جھومنے لگا غرض ساحرون نے دیئے سحر کے جلائے بیر جو لیے دیے تھے اُسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق ہوگئی ابر چھا گیا آندھیون کا طوفان عالمگیر ہوا اسی ہنگامہ آفت زا مین برق شمشیر چمکی یعنی ہومان و ضیران نے حکم دیا کہ فوج ہماری کئی لاکھ ہے اور گروہ مخالف چند ہزار پھر کیا ضرور ہے کہ ایک ایک سے لڑ کر دیر لگائے ان کو ہر سمت سے گھیر کر مار لینا چاہیئے افسران لشکر یہ حکم سُنکر محاصرہ پذیر ہوئے چار طرف سے گھیر کر فوج نے حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدر ڈکارے دلاورون نے نعرے مارے ساحر تو ناچاری کو دھنتر کے پاس لاچ دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزارہا نشان کفر و ضلالت کی جھنبن شان کھلگئے میزان جنگ مین مرد نامرد تلگئے غولون کے غولون نے جسد کو مسافر روح کیلئے دشت ہولخیز بنا دیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلا دیا نارنج ترنج ناریل گولے وغیرہ اُچھلنے لگے یہ گو اور یہ میدان گویا کہتے تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک یون بھنگیائی تھی گوکل کی چرا ہند پر جان چرھندی ہو کر بھاگی تھی ایک طرف دلاورون نے ترکش خالی کر دیئے تھے تیرون کے بیرون نے کلیجے بھینٹ مین لیے تھے سپرین کالی کالی تھین بلکہ کالی کلکتے والی تھین تلوار خون آلودہ جوان پر پڑتی تھین کالی کی نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھین کمانین چلا چلا کر سحر ایسا پڑھتی تھین کہ سُن سُنکر تن سے جانین نکلتی تھین۔

تیروں کی سائیں سائیں تھی زال صفا سحر پڑھتی تھی نیوں کی صورت چھاتی تنتی تھی تلواروں کے شیا کے چھو منتر کی صدا تھی خنجر عامل جان کے لیے حصار تھے کلہ عمود کا چلتا تھا گویا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون بڑا جلالی تھا۔ مقدمہ حالی تھا کہ بموجب

**ابیات**

وہ بادِ مخالف تھی رن مین چلی
رواں تیر کا مینہ فوراً ہوا
کہ سر چڑھ کے وہ جان کو لیتے تھے

نہ کلوا نہ پھیروں کا یہ شور تھا
گئی نخلِ ہستی کی مرجھا کلی
جو تھے سحر خوان کلمہ ہائے عمود
اُنھیں بھنبھناہٹ مین مغز سب دیتے تھے

جو کچھ بیر کا تیغ کے زور تھا
جو سوفار کے لب نے منتر پڑھا
بڑھی اُنکے جادو کی دن مین نمود

از بسکہ **عقاب** فوج کم رکھتا تھا بسبب گلدستہ طلسم کے ہمیشہ بادشاہ طلسم پر غالب آتا تھا کیونکہ اُسکے باعث سے سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہیں بس لشکر سارا کام آیا بہت سے ساحر فرار ہوے **ملک سلطان** و **عقاب** زخموں مین چور ہو کر میدان مین گرے ساحران عدو نے بلوہ کرکے سب کو گرفتار کرلیا بہت ساحر ہلاک ہوے باقی بھاگ کر زندہ بچے دشمنوں نے طبل فتح وظفر بجایا **ہومان** و **تیران** نے قلعہ پر حملہ کیا رعایاے شہر دست ادب باندھ کر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم بخیطا ہین اُن کو امان ملی تمام شہر تسخیر ہوا اسپیا عیار بھاگ گیا اور قیدیوں کو طوق و سلاسل پہنا کر **ہومان** محل مین گیا اور ملکہ بنفشہ کو مع انیسوں وغیرہ کے اسیر کیا اس قدر عزت اسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پاؤں مین ڈال کر پالکی مین سوار کرلیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی بیقراری کرنا گریہ و زاری کرنا آگے بیان ہوگا الغرض سحر کے تختہ پر قیدیوں کو ڈال کر شادان و فرحان یہ ساحر بادشاہ طلسم کی طرف روانہ ہوے اور بہت جلد راہ طے کرکے پہونچ گئے شاہ نے قیدیوں کو زندان سخت و صعب مین بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرۂ حمزہ بھی گرفتار ہو کر آئے تو اُسی کے ساتھ سب کو قتل کردونگا یہ سب تو بیچارے قید مین ہین بادشاہ طلسم انتظار **ببران** مین ہے لیکن شہزادہ **قاسم** جو قلعہ نافرمانیہ سے نکلکر روانہ ہوے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک روز صحراے سبزہ نار و بیشہ خرم و پربہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے نہ گذرا تھا صحرا ایسا تھا کہ چشمے ہزاروں جاری دزان باد بہاری درختوں کی سبزی زبان برگ سے آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک کہتی گلہاے رنگارنگ کی سرخی آنکھوں مین کھبتی شاخین مال اثمار سے جو نہال تھین ہر ایک اہل کرم سی جھکی ہوئین بے ساز و برگی سے بری دست خزان کے ظلم سے رُکی ہوئین چمن آراے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس سطحہ غبرا پر بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی صنعتیں کہان نظر آئی تھین گلہاے خود رو سے چراغ ایوان بہار مین روشن صدر نشینان انجمن گلہاے چمن تھے پھولوں کا جگہ جگہ انبار طرفہ بہار

**نظم**

گل کھلے تھے ہر طرف کو بیشمار
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار

چہچہاتے نغمہ سنجان بہار
جنگ مین فوج خزان سے ترک غل

تھے کنول کے پھول چشموں مین کھلے
تختۂ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین مین ایک طرف کو ایک دیو لکڑی کا استادہ اور ایک ہاتھ مین اس کے طنبورہ تھا

دوسرے مین گرز رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن کھڑی تھی وہ بھی تصویر لکڑی کی تھی اُس کی صورت مثل پری تھی حلقۂ زری سر بر تھا کنڈل اور مندرے کانون مین پڑے تھے بال سر کے بکھرے ہوے تھے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی تھین پشواز زرتار پہنے تھی وہ حسن و صورت رکھتی تھی کہ واقعی تصویر آذری تھی زلف اُسکی سیکھے ہوئے کافر کیشی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی چتون سے فریب ہویدا سر تا پا ستمگری کا نقشہ بین کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر نگاہون سے عشوہ و غمزہ ہویدا دیو کو دیکھ رہی تھی گویا دیو کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھ کر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا اُڑتا ہوا آیا اور جوگن کے سر پر بیٹھ کر پکارا کہ اے ناہیدۂ طلسم شہزادہ والا نژاد ایسا شخص قدردان اس دشت مین اتفاق سے تشریف فرما ہوا ہے کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے لگی اور اس طرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادے کا نہ رہا گویا ناہیدہ فلک کا ناچ برج سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُس کا عالم تھا کہ بقول میر حسن

**مثنوی**

ہوئین بین پر انگلیان یون دوان | کہ ہاتھون سے اُسکے ہوا دل روان
رُلایا ہر ایک جن و انسان کو | روان و دوان کر دیا جان کو
نظر حسن پر گاہ گہ بین پر | سراپا دل اس لعبت چین پر
رہا تن بدن کا نہ کچھ اُسکو ہوش | بنا گل وہ جون نقش با چشم و گوش

یعنے شہزادہ اسکے گانے بجانے پر ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کی طرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اس اثنا مین وہ جوگن ناچتی ہوئی سامنے اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا اس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہوجاتا از خود فراموش ہوجاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال آیا کہ لوح کو ذرا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے بس فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ سب نیرنگی طلسم ہے جادو کا ڈھکوسلا ہے تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈال دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے شہزادہ نے فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین ان دونون کے ڈالا لوح کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ اے دیو مار اس غیبانی کو کہ اسنے خواہ مخواہ کی تنتنی بجا رکھی ہے یہ سننا تھا کہ اس دیو نے طنبورہ پھینک کر گرز ہاتھ مین لیا اور چرخ دیکر سر پر جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا کہ بین سے شرر نکل کر اُسکو جلانے لگا اور گرز سے آتش پیدا ہو کر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دونون جلکر خاک ہوے صحرا بھی سب برباد ہوا اور طوطا بھی جل گیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ ہا ر ا ناہیدہ جادو کو بعد کچھ عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی پھر اُس نعش کو بگولے اُڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوے اور شہزادہ سجدۂ شکر بجا لا کر آگے روانہ ہوا اور جب بہت دور نکلگیا ایک کوہ پرشکوہ نظر پڑا درہ مین اس پہاڑ کے قدم رکھا تاریکی پائی بدشواری وہ راہ طے فرمائی جب درہ سے باہر نکلا وہی بیشۂ حیرت کہ جہان ملک سلطان کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے لشکر کو اُترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم زن ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اس طرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا

لشکریون نے شہزادے کو پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایون بن شداد سالم شیر شکار ترک جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سرداروں کو دیکھا کہ میرے غم مین لباس فقیرانہ پہنے اس وقت فرط عشرت سے ہنستے ہوئے آتے ہین شہزادہ نے اُن کو بڑھ کر گلے سے لگایا اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند مغرق پر تشریف فرما ہوا سرداروں سے حال فتاحی طلسم بیان کیا پھر خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگڑی بچھی تھی اُسپر جا کر آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیتناک کان مین آئی گھبرا کر اُسکی آنکھ کھلی ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے اُتار لی ہے اور کھڑا ہنس رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ کا دم نکل گیا ہے ناچار خاموش ہو رہا اور اس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم ببران جادو وارے مفسد بہت دنون اُڑتا پھرا سارا طلسم تو نے برباد کیا کاہے کو تو پھنستا جو مین یہ دام تزویر تیرے لشکر کی شبیہ بنا کر نہ بچھاتا یہ کہہ کر اُس ملعون نے خوب سحر مین اُس بہادر کو جکڑا اور اپنے ساتھ کے ساحروں کو لیکر شہزادہ دلاور کو تخت پر ڈال کر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم مین لایا بادشاہ طلسم شہزادہ کو مقید دیکھ کر اُچھل پڑا اور کلاہ اپنی اچھالی رانون پر ہاتھ مارے سب اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے بادشاہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ اور سب قیدیون کو لا کر زیر تیغ بٹھاؤ یہ حکم سنتے ہی جلادان قوی بازو زشت رو حاضر ہوئے مجرمون کو لا کر کوریون پر بٹھا دیا ڈھنڈھورا پٹ گیا کہ سب رعایائے شہر آ کر قتل ہونا مفسدون کا دیکھے ملکہ بنفشہ کو بھی مشکین باندھ کر پہلوے شہزادہ مین زیر تیغ بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دُختر نیک انجام سنا لیکن خداوند سکندر کے قتل ہونے کا ماجرا یاد کر کے اور بربادی طلسم خیال کر کے اب کی مرتبہ شر و فساد شوہر سے کرنا مناسب نہ جانا صبر کر کے چپ ہو رہی یہان سامنے دار الامارۃ کے جو میدان تھا اُس مین دارین استادہ ہوئین فوج مسلح و مکمل ہو کر بہر حفاظت آگئی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال ملکہ بیکس پر رحم کر کے گریہ کرتے تھے کہ عجب بد قسمت یہ سر طلعت ہے اس سن و سال مین یہ غم وائے ناکامی و ستم بعض اُنمین سے کہتے تھے کہ اے برادران یہ وہی سرکش ہے کہ جسنے خداوند کو قتل کر کے ہملوگون کو گنہگار بنایا جہنم کے جلانے کے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض بیوفائی دہر غدار بیان کرتے تھے کہ ہائے نبیرۂ صاحبقران مالک جملہ جہان اسطرح گرفتار ہے اے فلک کج رفتار یہ کیا تیری خو ہے کہ عالی مرتبہ لوگون کو ذلیل و خوار کرتا ہے ذلیلون کو سردار کرتا ہے۔ تخت نشینون کو تختۂ تابوت دیتا ہے نظم

چنین ست آئین چرخ روان | توانا بہر کار و ما ناتوان
چنین ست کردار گردندہ دہر | نگہ کن کز و چند یابی تو بہر

سب تو اس حال مین ہین اور ملکہ شہزادہ کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی اور کہتی تھی اے یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے گھر آ کر تو نے راحت نہ پائی میری محبت مین جان گنوائی ہائے یہ حال دیکھنے کو مین جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ بھی اُسکے حال پر آنسو بہاتا تھا یہ بیقرار ہو کر کہتی تھی کہ غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم / گرچو داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم
شعلہ بر سیماست از بیطاقتی و مے نشست / من بہ جنبیدم زجا جا تنہا بہ گلخن داشتم
بہر ہر نامحرمے گر چاک جگر خواہم نمود / من کہ جنبش پا نہان از چشم سوزن داشتم
در زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم / من کہ چشم از تشنگی بہ آب آہن داشتم
روشنی از بزم من در یوزہ میکرد آفتاب / در چراغ خلیش تا از بادہ روغن داشتم
ہمچو ماہی غیر داغم پوششش دیگر نبود / تا کفن آید ہمین یک جامہ بر تن داشتم
داغ را جز بر کنار زخم ننہادہ کلیم / بہر گلگشت تو من در خانہ گلشن داشتم

ملکہ تو یہ گریہ کر رہی تھی جلاد شاہ طلسم سے حکم قتل کرانے کا لیتے تھے **سلطان و عقاب و شرارہ** و کنیزان ملکہ سب بیتاب ہوکر روتے تھے شہزادہ ازبسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا تھا اور نظر بہ کرم رب اکرم رکھکر تہ دل سے مناجات کرتا کہ اے خالق کل مخلوقات تیرے سوا اسوقت کون مددگار ہو **نظم**

یارب غمگین رہون گا کب تک / یہ رنج والم سہون گا کب تک / اے چارہ کار دردمندان
اے داروئے دردمندان / اس فوج ستم مین ہون پھنسا مین / تو چاہے تو ہون ابھی رہا مین
اس قید مین آج ہون گرفتار / ہے کون ترے سوا مددگار / طالب مین ہون کریم تو ہے
خاطی مین ہون رحیم تو ہے

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان دولت و اعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ آج بلند اقبال طالع یاور نصیب رہبر ہین کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ و خنجر ہین اب ہمکو لازم ہے کہ جو خوشی کرین وہ کم ہے دل چاہتا ہے کہ تمام رات آج کی جلسۂ عشرت آراستہ کرکے داد عیش و کامرانی دین اور اس بیدین کو خوب رُلادین جب صبح عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہو اُسی وقت تہ تیغ ہو یہ خستہ تن موجود وست اسکے ہین بستر ناکامی پر شب بھر تڑپین اور کچھ کر نہ سکین رات بھر دنیا آنکھون مین اندھیر رہے ستارہ طالع بد کا پھیر رہے اتنے مین سب ساکنان طلسم بھی جمع ہو جائینگے دوست شاد و دشمن آپکے رنج اُٹھائینگے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلادون کو حکم توقف درباب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اسیوقت تہ پولیے جابجا نصب ہوگئے توپخانے بنگئے نوبتین بجنے لگین دارالامارہ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامۂ عشرت کی گرم بازاری ہوئی دو رویہ ٹھاٹھر بندی ہوگئی جھاڑ فرشی قد آدم بلند استادہ ہوگئے دکانین جھلکئین دکاندار پوشاکین رنگین پہن کر بیٹھے آئینہ دکانون مین لگادیے شیشہ آلات سجا گیا ہر کمرہ ہمسر برج آسمان بنا کولیان قمر پیکر کا جماؤ اُنپر تھا سڑکون پر تماشائی پھرنے چلنے لگے ہر جگہ ناچ گانے کا سمان بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا میخانہ بصد حسن و تزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین و سبوے زرین نے بادہ کشون کو للچایا ساقیان پری رو گل اندام و رقاصان سمنبر و لالہ فام زینت آرائے انجمن ہوئے عشرت بخش بہار چمن ہوئے اس عرصہ مین وہ

روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک بہیر نے مہر تابان کو مثل اپنی مہر ولی کے نظر عالم سے معدوم کیا اور تاریکی ظلم وستم پھیلا کر شب تیرہ اُس کو موسوم کیا

**نظم**

سر محفل جو آیا مطرب شام | دف مہتاب سے اُسنے لیا کام | ستارون کا ستار اُسنے بجایا
کہین زہرہ سے بڑھکر خوب گایا | سر شام سے ہر سمت وہ روشنی ضیا

جگمگ ہوئی کہ روز روشن جس سے شرما کر روپوش تھا قنادیل و کنولہائے بلورین سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پر ستارے نکلے ہین سرخوشان شہر نے کلیجہ شب کا خون کردیا تھا مرومان سباج قہقہے لگاتے پھرتے تھے بلبلان باغ مسرت کی طرح چہچہاتے پھرتے تھے ہر جگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامۂ طرب برپا تھا میکشی کا چرچا تھا شہریون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی یہ حالت تھی کہ شاہ سریر مکنت پر بہزار خوشی وخرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے بادہ کش اور لاؤ لاؤ کا شور مچاتے مغنی غزلہائے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقباد نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس نے قصہ کہانی مین بھی نہ سنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن جانانہ تھا آئینہ خانہ ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے ناہیدۂ فلک کو آسیب زدہ کی طرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو پردیس نکالا تھا یہ اس انجمن عشرت کا نقشہ تھا کہ ابیات

تھا جلسۂ جشن کیقبادی | ہنگامۂ عیش و بزم شادی | نازک بدنون سے تھا ہویدا
ہے نازہ بو اس جگہ سے پیدا | رقاصون کے ناچ کا یہ سامان | تھی لولی چرخ اُنپر قربان
تھی روشنی اسقدر ضیا بار | ہر جھاڑ تھا رشک نجم سیار | ہانڈی کو تھا دعوۂ انا الشمس
دعوی کی دلیل تھی من الامس | رہ مجمع گلرخان تھا ہر سو | جیسے تھا کھلا گلستان ہر سو
تھا مطرب وساقی بادہ وجام | عشرت سے وہان تھا دلکو آرام | ہر سیٹ تو مصروف عیش ونشاط

ہین لیکن سیارہ عیار جو شہر جام سے روبفرار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی ایسی بنا کر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل کا دیکھکر چھپا ہوا روتا تھا اب جو رات بھر کا وقفہ قتل ہونے مین اُسکو ثابت ہوا اور جلسۂ عشرت آراستہ ہونے لگا اُسنے بھی بزم عیاری مین شمع خرد روشن کی اور بادۂ فطرت سے دماغ جان گرم کیا ولولہ ایسا جوش زن ہوا کہ رقاص بنا دیا عقل ضیائے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک ہنگامہ اُٹھا تا اسکو بھی یاد آیا اُس جلسہ گاہ مین ہر سمت پھرنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ جلسہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے غرض یہ پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان بادشاہ کی مجرئی رنڈیان اُتری ہوئی تھین میدان مین خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمہ کے سفید بچھا تھا تکیہ پر کہنی ٹیکے ناگنہ بیٹھی تھی پاندان کھلا تھا گرد اُس کے نوجیان جوان جلوہ فرما تھین باغ عشق کا گل لالہ کھلا تھا پیشوازین پُر زر ہر ایک پہنے سرون پر جھپکے لگائے ماتھے پر افشان ٹیکی دیئے مہرو ماہ سے بازی جیتے ہوئے تھین رئیسان شہر کے جوان لڑکے ناگنہ باش رنڈیون سے آنکھین لڑانے کو بیٹھے باہم اشارے ہوتے فرمائشین ہوتین بعض نوجیان خیمے سے نکلکر آتین

امّی جان کہہ کر نائکہ کو تسلیم کرتین وہ دعا دیتی کسی کو پاس بلا کر منھ چومتی بلائین لیتی کسی کو گھٹنے پر بٹھا لیتی شہر کے نوجوان لوگ اُسی جگہ جماؤ کیے ہوے ایک طرف کو سازندے ساز چھیڑتے راہرو ٹھہر کر آوازہ کستے کوئی نائکہ کی طرف دیکھکر خطاب کرتا بیت عذر بہتر ہے مکاری سے تیری ٭ کھٹکتا ہون مین عیّاری سے تیری

سیّارہ نے یہ حال وہان کا دیکھکر سلطانی مرجھے کی صورت پر اپنے تئین بنایا جکوے دار پگڑی جسمین تمغہ طلائی لگا سر پر رکھی چپکن چنی ہوئی پہنی عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ مین لیا اور سامنے نائکہ کے آیا اُسنے اُسکو بادشاہی نوکر سمجھ کر کہا مرجھے صاحب آئیے گلوری کھائیے اسنے کہا بی صاحب مین بادشاہ کے بہنوئی پاس سے آیا ہون اور ایک رنڈی جو بہت حسین تھی اُسکو بتایا کہ انکے لیئے کچھ پیام لایا ہون آپ ان سے کہین کہ ذرا خیمہ مین الگ چلین نائکہ نے اُس نازنین سے کہا کہ اے مرادن ذرا جا کر سن آ کہ یہ کیا کہتے ہین وہ گلبدن کمر کو بل دے کر تیوری چڑھا کر اُٹھی اور پھر ناک بھون سمیٹ کر بیٹھ گئی آخر بڑے ناز و انداز سے اندر خیمہ کے آئی مرجھے نے وہان پہونچتے ہی کمر سے خاصدان نکالا کہ مرصع کار تھا اور اس ماہ پیکر کو دیا اور کہا کہ حضور ہمارے آپ پر مرتے ہین ہجر مین آہ و نالے کرتے ہین یہ انھون نے بھیجا ہے اور مجھ سے کہہ دیا تھا کہ چھپا کے سب سے علیحدہ بلا کے دینا نہین تو نائکہ لے لیگی اور قسم دی تھی کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلا کر آنا رنڈی نے خاصدان جو کھولا پچاس اشرفیان اس مین رکھی دیکھین اور گلوریان خوشبو سے بسی ورق لگی رکھی پائین ایک گلوری اُسمین سے ہنسکر کھائی اور پوچھا اُنکا مزاج تو اچھا ہے مرجھے نے جواب نہ دیا تھا کہ پیک حلق کے نیچے اُتری اور وہ عورت بیہوش ہوئی اُسنے جلد کپڑے اُسکے اُتارے اور آئینہ سامنے رکھکر بہت جلد اُسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو دری مین لپیٹ کر ایک قنات کی آڑ مین کھڑا کر دیا اور آپ وہان سے اٹھلاتا ہوا ناز دکھاتا کبھی مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا نائکہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ مرجھے کیا کہہ گئے اُسنے شرما کے آنکھین جھکا کے کہا پوچھتے تھے اتنا کہہ کر بولی بھئی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہے نائکہ نے کہا سچ تو ہے وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے مرجھے بھی خوب آدمی ہین کہ فرض کر کے الگ اُسے بلا لے گئے اے کہو یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو مجھ سے نہ کہی اور رنڈیان جو کھیلی کھالی کمائی کرنے والی تھین وہ قہقہہ مار کر ہنسین اور مرادن کو چھیڑنے لگین ایک بولی ہان ہان بتا تو مردوا کیا کہتا تھا دوسری نے کہا اری چھوکری شرماتی کیون ہے لو صاحب پیدا تو ہوئین کسی کے یہان شرم کرنے مین بہو بیٹیون کے کان کاٹتی ہین تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سر ڈھانکنے کا پیام دیا ہوگا مرادن نے یہ کلمہ سُنکر نائکہ کے گلے مین باہین ڈال کر کہا میری اچھی امّی جان کیا میرا سر کھلا رہا کرتا ہے جو یہ سر ڈھانکنے کو کہتی ہین سچ بتا دو سر ڈھانکنا کیا سب رنڈیان اسکے پوچھنے پر اور زیادہ ہنسین نائکہ بھی خوب ہنسی مرادن نیچی نگاہ کر کے رونے لگی کہ واہ سب نے مجکو کھیلا بنایا ہے نائکہ نے اُس کی بلائین لین اور کہا بٹیا سر ڈھانکنا ایک رسم ہے وہ تمکو معلوم ہو جائیگی مین صدقے روؤ نہین سر مین درد ہونے لگے گا۔ یہ باتین یہان ہو رہی تھین کہ داروغۂ ارباب نشاط کا آدمی آکر کہہ گیا بی سندر جلد تیار ہو کر چلو کہ گجراتن

مجرا کر چکی ہین طائفہ بدلنے کا حکم ہے اتنا سنتے ہی نائکہ نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مراون کو گہنا پہنا یا خوب آراستہ کیا اور سازندے درست کر کے ہمراہ ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پہنے بازو پر اکے نورتن باندھے کانون مین انتیان ڈالے اونچا جوڑا الوپری کا باندھے مراون کو چوبیلے مین بٹھا کر روانہ ہوئی اور رنڈیان بھی ڈولیون مین سوار ہو کر چلین خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رہ گئی ہیں سب دربار شاہی کے مقام پر پہونچکر مودب تسلیمین بجا لا کر بیٹھین انکے آتے ہی طائفہ بدل گیا تھا پ طبلے پر لگی ادھر کے سازندے نے بائین کو لگا ہتوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طربین ملا کر گت بجانا شروع کیا مراون پانوُن بجاتی طبلیے کی ستبنی پر انگلیان رکھکر کھڑی ہوئی گوہر شاہ اور سب انجمن پیراؤن نے جو اسکی صورت زیبا اور طلعت رعنا کو دیکھا عالم غشی طاری ہوا سکتہ مین ہو کر ٹکٹکی باندھی یہ عالم نظر آیا کہ پیشانی پر اُسکے جو چین پڑی تھی دریائے نزاکت مین لہر اُٹھی تھی زلف شبگون شامت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہر چند کہ بھوئین سے سیدھی تھی پھر بھی تیغ نظر فسان تغافل پر چڑھی تھی رخسارہ آتشین کی لو نے شمع ولولہ ایوان کی خاطر مین روشن کی تھی بلکہ بموجب بیت

واہ کیا تاثیر ہو رخسار آتشناک کی ✤ شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے ✤ زلف کا رخسار پر لہرانا چشمۂ خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ اپنا بھید کہتا تھا حال آرزو و اُمید کہتا تھا دہان تنگ باغ اُمید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسی طرح سرتا پا تمام سنگ سے درست بہت چاق و چوبست سینہ پر چھاتیان گدرائی ہوئے پھل کا رنگ دکھاتی ہوئین کرتی کا چاک کھلا ا گمیا کسی ہوئی اُس مین سے رنگ چھاتیون کا پھوٹا نکلتا شکم تختہ نور زیر ناف تختی بلور شمع طور فانوس پیرہن مین نور کا ظہور بموجب مسدس

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے
جام صہبائے صفا کاسۂ زانو کیسے
صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے
دو ہین پیمانۂ حسن سے مملو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے
جس مین عکس رخ قدرت ہو وہ آئینہ ہو

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
جھوٹ سب سچ ہے وہی ہم جو خبر کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہین
پرتو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہو

پانون وہ پانُون کہ جن کی ہے جگہ دیدۂ حور
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہے نور
آنکھین پریان بھی ملین پائین اگر قرب حضور
چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اس کی شکل دیکھکر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی ٹھوکر سے دامن پیشوانہ اُلٹکر اسطرح کا تازہ انداز ناچنے مین دکھایا کہ خاطر اہل انجمن کو پامال کر دیا ہر عضو نے پھڑک کر یکتائی کا دعوی کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھرانا

بھوؤن کو چڑھانا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ناچتے آنا پیشواز کا اُڑ کر ران کھُل جانا اُنگلی سے اُنگلی گانٹھ کر ماتھے پر لانا فلک حسن پر چاند کا نکل آنا عجب انداز جانانہ تھا کہ دل اُس پر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نہ رہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ نائکہ کو اُس کمرے مین جلد لے جائے وہ فوراً نائکہ کو وہان لے گیا بادشاہ بھی اُٹھ کر وہان گیا نائکہ نے نذر دی بادشاہ نے نذر معاف کر کے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت فرما کر ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہان بھیجدے ہم اُسکا محل کرین گے جاگیر مین علاقہ دین گے اُس نے کہا بہت خوب زہے نصیب میرے یہ کہکر بلائین لین اور کہا واری ابھی وہ الڑھ ہے اُسکو زیادہ ستانا نہین کیونکہ پھوٹی آنکھ کا ایک دیدہ ہی مجھ نہ دیدی کھٹیا ہے اپنی روح مین اُسکو سمجھتی ہون مین سچ کہون مجھ سے اُسکا تڑپنا دیکھا جائیگا بادشاہ نے کہا بی جی تم گھبراؤ نہین بہت چین سے وہ رہے گی نائکہ وہان سے شاد باہر آئی ملازمان بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن مین تو اسی طرح ناچ کا جلسہ رہا اور مرادن کو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی گہنے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہان شبستان آراستہ ہوگئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوگیا مرادن مسند پر پہلوے بادشاہ مین بیٹھی نائکہ پاس سے جانے لگی مرادن بھی اُٹھی کہ امی جان مین بھی چلتی ہون اکیلے مین مردوے پاس مجکو چھوڑ کر آپ کہان جاتی ہین بادشاہ نے ایک عطردان جواہر کا جو مور کی صورت پر بنا تھا اور فوارہ کی طرح چھوٹتا تھا اُٹھا کر مرادن کا ہاتھ پکڑ کر کہا لو یہ لو انھین جانے بھی دو لیس اس نازک بدن نے وہ عطردان لیا اور بادشاہ کی گود مین بیٹھ کر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگایا اور بوسۂ رخسار لینا چاہا اسنے منھ ہٹا لیا اور کہا واہ تم ہم کو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان نے منع کر دیا ہے کہ پیار کسی کو نہ کرانا بادشاہ نے یہ بھولاپن دیکھ کر کہا کہ فرد کیا کروگی بتاؤ تو آگے ہاتم قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو ٭ یہ کہہ کر اُسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُس نے تیوریان چڑھا کر کہا واہ تم مجکو کیا ننگا کروگے یہ عطردان اسی واسطے تم نے دیا ہے بھاڑ مین جائے عطردان لو اپنا دھر چھوڑو اے لو اب مین سمجھی امی جان کہا کرتی تھین کہ ننگا کرکے مردوے جورو بناتے ہین ہان ہان یہی بات ہی بس بس مین تاڑ گئی سو یہ ہوتا نہین یہ کہہ کر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور آپ ہی وہ آنسو پونچھے ہاتھ مین سرمہ کا سفوف بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال پر وہ سفوف لگا لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاجل بہ آیا ہی اور گال مین بھرا ہی بادشاہ نے ہاتھ گردن مین ڈالے اور کہا رو نہین اے جانی میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین اس نازک بدن نے رخسار پر رخسار رکھ دیا اُسنے بوسہ گال پر لیا کاجل ہونٹون مین اُسکے بھرا اور کچھ ناک مین بھی لگا ایسا تیز سفوف تھا کہ دماغ اسکی خوشبو کا متحمل نہ ہوسکا فوراً ناک مین بھرتے ہی تڑاق سے اُسکو چھینک آئی اُس شوخ نے کہا ودی مجکو چھینکتے ہوئے تو پیار نہ کرد نہ صاحب ناک اپنی ملدو یہ کہہ کر مٹھی سے ناک بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکین مار کر بیہوش ہوگیا اس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر اس جگہ بٹھا کر صورت اپنی اُسکی ایسی بنائی تاج سر پر پہنکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر خوب بیہوش کرکے تیغے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کرکے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمین معشوق ما بدولت آرام کرتی ہے خبردار اندر اسکے کوئی نجائے ملازمون نے پہرا کر لیا اور یہ وہان سے آکر تخت شاہی پر انجمن مین بیٹھا نائکہ مرادن کی اپنے بستر پر چلی گئی وہان اتفاق سے کسی نے اُس دری کو بھی کھولا کہ جسمین مرادن

لپٹی ہوئی تھی اُسکو برہنہ اُسی طرح بیہوش نائکہ کے سامنے لایا اُسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مراون نے حال کہا کہ مردھے نے مجکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا ہوا نائکہ دل مین اپنے ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ شاید کوئی عیار ہے جو شاہ کے پاس مرادن بنکر گیا ہے اب مناسب ہے کہ چُپ ہو رہ کسی سے یہ حال نہ کہہ دیکھ تو کیا ہوتا ہے پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کو کچھ یتری سازش عیار سے ثابت ہوا و رتجکو ضرر پہونچائے پس تو بادشاہ سے چلکر مرادن کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کر دے یہ سوچ کر وہان سے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ عبارت نہ کر سکی چپکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت سے فرمایا کہ مین تم لوگون سے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑا لئے تو دین اُسکا سچا ہے یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک دین اُسکا برحق ہے شاہ نے فرمایا کہ اُسکا اقبال ایسا بلند ہے کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا شہر جام کو تسخیر کیا دایہ قتل ہوئی مرحلہ ناہید توڑا مگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین لیکن بباطن وہ قید نہین ہے اگر ہم اُسکو قتل کرینگے تو قتل نہ ہوگا اور اُسکو جو کوئی ضرر پہونچائے گا دادا اُسکا **حمزہ** قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نہ رکھے گا اور **عمرو** عیار جو شاہ جادوان **افراسیاب** سے لڑ رہا ہے آفت ڈھائیگا سوا اس کے باپ بھائی وغیرہ اس شہزادے کے صاحبان ملک و مال ہین دیوکش باطل کنندہ سحر و طلسمات ہین وہ نہین معلوم کہ کیا قیامت برپا کرین گے لہذا مین تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اُس مقدمہ مین کیا کہتے ہو۔ ہر ایک نے عرض کیا کہ جو آپنے فرمایا بہت درست ہے ہم سب آپ سے عرض نہ کر سکتے تھے اب جو حضور اس شہزادے کی اطاعت پر آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سُننا تھا کہ اسنے حکم دیا شہزادہ کو سامنے لاؤ ملازم قریب لائے اسنے سر قدم پر اُسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کرا کر رہا کرایا سب رفیق شہزادہ بھی رہا ہوے ملکہ **بنفشہ** کو رہا کر کے محل مین بھیجا مادر نے اُسکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ دختر کی جان بچی بیٹی کی بلائین لین سب محل کی عورتون مین صدائے مبارکباد بلند ہوئی دربار مین شہزادہ **قاسم** نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا جا کا برین شہر جشن مین حاضر تھے سب نے اطاعت کی شہر مین غلغلہ بانگ وصلوٰۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فسخ ہوگیا **بران** سے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجھکو جانتا ہے جانتا ہے اور جو نہین جانتا ہے وہ اب جانے کہ مین ہون **سیارہ** بن عمرو عیار شہزادۂ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہے اب تم سب کی کیا صلاح ہے ہر ایک نے عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہے ہم سب مطیع ہو چکے ہین فرمانبردار ہین یہ کلام اُن سے سُنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اس انتظام مین آخر وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور کو مثل شاہزادۂ خاوری عیار دہر نے قید طلسم شب سے رہا کر دیا کہ **نظم**

| | |
|---|---|
| چو برزد سر از کوہ رخشان چراغ | نہادند بر چادر لاجورد |
| زمین شد بکردار زرین ایاغ | تو گفتی کہ جامے زیاقوت زرد |

وقت سحر شہزادۂ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا وہ ہوشیار ہو کر قید آہن پہنے بندھا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ہر سمت دیکھا کہ یہ کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہوگیا کہ میری جگہ یہ طلسم کشا اور اُسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے سپہر بازیگر

واژگون جیسا تو اوندھا ہے ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہے جو کچھ تو کرتا ہے اُلٹی ہی کرتا ہے شام عشرت کو صبح مصیبت کرتا ہے انجمن عیش کو خانہ تعزیت بناتا ہے یہ کیا تیرا معمول ہے کہ مقتول قاتل قاتل مقتول ہے دوست سب غیر ہیں دشمن کی طرح دلوں میں سب کے بیر ہیں ہنسنے والوں کو رُلاتا ہے رونے والوں کو ہنساتا ہے کہ بموجب **ابیات**

چنین ست گردار چرخ بلند
پس از ہر دو رفتن سرای سپنج

دل اندر سرای سپنجی مبند
سرانجام بستر بود تیرہ خاک

گہی گنج یابیم از و گاہ رنج
یکی را فرازد یکی را مغاک

حاصل مرام عیار شہزادہ عالیمقام نے شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ دیکھا تونے قدرت خداے قادر مطلق کو کہ شہزادہ کو کس طرح تجھپر غالب کیا اب کیا کہتا ہے اطاعت اسلام مین تجکو شرم نہین آتی کہ اُس بندۂ نجس یعنی سکندر کو پوجتا ہے کہ جس کو مین نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا اور اُسکا خون تیرے ماتھے پر لگایا ارے خداے برحق وہ ہے کہ جسنے اپنی قدرت دکھانے کو ہمین تجھ پر غالب کیا طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ اپنی قدرت کے دکھائے مالک الملک نے کسی کو دم بھر مین تخت عزت سے اُتار کر ذلیل وخوار کیا کسی کو خاک مذلت سے اُٹھا کر تاجدار کیا **نظم**

کسے را کہ خواہد کند ارجمند
بلندی و ذورنی و مہر آفرید

بفرمان او ہست گیتی بپاے
ز پستی برآرد بچرخ بلند
خداوند کیوان و خورشید و ماہ

ہم او ہست ابر نیکوے رہنماے
بدان دادگر کو سپہر آفرید
خداوند پیروزی و دستگاہ

جب حمد الٰہی اس طرح زبان پر جاری کی زنگ کفر آئینہ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشہ کا سرور ہوا ازبان ایما سے بیان کیا کہ مجکو رہا کرو مین مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے اُسکو کھول دیا زبان سے سوزن نکالا شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھ دیا شہزادہ نے سر اُسکا سینہ سے لگایا طنطنۂ شادی و غلغلۂ مبارکبادی بلند ہوا نئے سر سے جلسۂ عیش و مسرت کی بنیاد ہوئی نانگہ مرادن کی حاضر دربار تھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام شہر مین اسلام شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادہ پرشوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین معلوم ہوا کہ اس طلسم کو بانیان طلسم ہوشربا نے ایک تحفہ رکھنے کیلئے بنایا تھا اس لیے بہت سے مرحلے اسمین قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھ دیا تھا اور اس مقام کو آباد کر کے ایک بادشاہ مقرر کر دیا تھا اور لوح قلعہ جام مین رکھ دی تھی راستہ دونون قلعون کا مسدود کر دیا تھا اب تونے جو دو مرحلے شکست کیے طلسم کے بنانے والون نے نہ بنائے تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے اسی وجہ سے وہان کچھ نیرنگ نہ تھا ساحرون کے سحر کا ڈھکوسلا تھا لہذا اُس مقام کو کہ جہان سکندر رہتا تھا بالکل کھدوانا چاہیئے زیر زمین ایک قصر عالی بنا ہوا ہے وہی مقام بنوایا ہوا بانیان طلسم ہوشربا کا ہے اسی جگہ خزانہ اور مال و اسباب طلسمی رکھا ہے اور وہ تحفہ کہ جس کے لیے طلسم بنا ہے اسی جگہ ہے۔ یہ حال لوح سے معلوم کر کے شہزادہ دیجاہ مع بادشاہ و ارکان مملکت مکان مذکور کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر سجادیون کو بھی مطیع الاسلام کیا اور حکم دیا کہ اس گنبد کو منہدم کردو حسب الحکم ہزارہا بیلدار مشغول کار ہوا دم بھر مین نشان بھی اُسکا باقی نہ رکھا جب زمین کئی گز نیچے کھدی ایک کاخ رفیع پر از نقش و نگار بنا ہوا ظاہر ہوا کہ شکوے عالم پر نیرنگ مین ایسی شبستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان ہر دالان مین

زن نشین بصد فر و تمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی مین طاق عمدگی سے ہفت حرالوں کی قیمت مین دل و جان بھی مفت گردئیں قصر کے ہزار ہا برج و گنبد تعمیر تھے خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر تھے صحن مکان مین باغ رنگین و پر بہار لگا دل اسیر شیدا تھا رضوان کی جان تھا عجب طلسمی وہ ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دل کو سکی سیر کا ارمان تھا نظم

یکے کاخ دید اندرون شہریار / بدو اندر ایوان گوہر نگار
ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر / برا از اندرون چند گونہ گہر
نگہ دید برگرد آن کاخ شاہ / زمین درخشان تر از چرخ ماہ
کسے کو ندیدست خرم بہشت / ز مشکش ہمہ خاک و زرینش خشت
بدو اندرون کاخ و ایوان و باغ / بیک سمت رود و بیک سمت باغ
یکے گنبد از آبنوس و زعاج / بہ پیکر ز پلپیشہ شیر و ساج
ز باغ و ز میدان و آب روان / ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان
در و فرش زیاقوت و آلیش گلاب / ز صحنش سپہر آسمان آفتاب

ان ایوان عظیم مین جو گرد اگرد اس کاخ بزرگ کے تھے گنج شائگان و خزانہ فراوان تھا صندوقچہاے پر از جواہر و خمہاے زر و خفتان و خود یاقوت احمر کے رکھے تھے مرکبہاے پری پیکر رفتار مین ہمسر صرصر بندھے تھے اور اندر مکانات کے پریزادان طلسم و نازنینان گل اندام دشمن نور رہتی تھین اور وہان راستہ طلسم ہوشربا مین جانے کا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے آیا کہ وہ طلائی تھا اور قفل اسمین لگا تھا وہان لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو قفل سے لگا دے دروازہ کھل جائیگا اندر اس گنبد کے جانا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے نے لوح کو قفل سے لگا کے دروازہ وا کیا اور اندر قدم رکھا عجب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینے دیوارون مین لگے ہین فرش دیبا بچھا ہے تخت یاقوت نگار گسترده ہین ان تختون پر پری پیکران مہر صورت و معشوقان قمر طلعت بیٹھی ہین مگر سب پتھر کی ہین اور ایک سمت سب تختون سے خوبی مین دو چند جاے بلند پر ایک تخت بچھا تھا اسپر ایک عورت نہایت حسین بصد فر و تمکین بیٹھی تھی ناز اسکا غلام شوخی اسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے کھولے تھی اور زار زار برنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا اتھا نظم

ازین سو ز انسو پرستندگان / پس پشت و پیش اندرون بندگان
زمان تا زمان دست بر یار و / سرشکے ز مژگان بہ بند از روے
کہ گہ بیست بر حال خود زار زار / دو رخ سرخ و مژگان چو ابر بہار
نشستہ زنے خوب بر تخت ناز / بر از شرم با جامہاے دراز
نشستہ بر ان تخت بے گفتگو / بگریان زنے ماند آن ماہرو
ہر آنکس کہ دیدی مر او را دو / زنے یافتی شیفتہ پر ز نور

شہزادہ والا گہر جب ان سنگین پیکرون کے قریب آیا تو جانا کہ آذری کا نقشہ پایا ہر ایک صنم سنگدل کی صورت پتھر کی تصویر تھی حسن مین بے نظیر تھی واقعی بدر منیر تھی دہن غنچہ رنگ ان کے شہزادہ سیار باغ طلسم کو دیکھ کر کھل گئے سب قہقہہ مار کر ہنسین شہزادہ بھی انکو ہنستے دیکھ کر ہنسنے لگا اور یہی طلسم ان تصویرون مین ہے کہ جو وہ کرینگی آنے والا بھی یہان کا وہی کریگا شہزادہ از بسکہ مالک لوح طلسم تھا ہنسنے پر ان کے ہنسا تو لیکن ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ اے فاتح طلسم یہ تصویرین ابھی تو ہنستی ہین کچھ دیر مین رونینگی اور وہ عورت جو سب کی افسر بنی ہوئی تخت پر بیٹھی ہے اسکو یہ سب رو رو کر سمجھائینگی پس اس دعا کو جو حاشیہ لوح پر لکھی ہے تو ورد زبان کر اور چپکا کھڑے رہ کر انکی باتین سن کہ وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نہ کرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ تجھپر بھی طاری ہوگا اور یہان تک روئیگا کہ مر کر تجھپر ہنسینگی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کر کے جلد

دعائے حاشیۂ لوح کو یاد کرکے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا ادھر وہ سب قمر پیکران سنگین بدن یکایک ہنستے ہنستے منھ پر انچل دوپٹوں کے لیکر رونے لگین اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس تخت نشین کے پاس آئین گرد تخت پھر بن بلا گردان ہو کر گویا ہوئین کہ اے بیوی مسافر کے پیچھے رونا زبون ہے یہ اچھا نہین شگون ہے ایک بولی کہ سامری تیرے وارث کو زندہ پھر لاکر ملائینگے دوسری نے کہا اس بھڑوے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کرایا ہمیشہ جورو کی بغل مین پڑا رہا کچھ خیال ملک و مال نہ رکھا تیسری نے جواب دیا کہ اب جو سلمانون نے میخ ماری ہے تو سر اپیر اکھڑا جاتا ہے ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہے پھر یہ فکر نہین ہے کہ کوئی کیا کرتا ہے مرتا ہے کہ جیتا ہے چوتھی نے کہا ہائے یہی تو غضب ہے اور رونا کا ہیکا ہے ہمارے میان گوہر سلاک عقدہ جاگیر جادو کو حمزہ سے لڑنے بھیجا ہے اُسکے پوتے نے ہماری بی بی ملکہ سنگین بدن کے تمام گھر کو غارت کردیا ہے اور اب ملکہ موصوفہ سے تیغہ گوہر نگار لینے آیا ہے انہین سے اور بولی کہ اُس مرلیے افراسیاب نے ذرا بھی خبر نی طلسم کو ہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب چاہے وہ خبر لے یا نہ لے جو ہونا تھا وہ ہو گیا اور عورت بولی کہ یہ رونا دھونا موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہین لیتا تو نہ لے نبیرۂ حمزہ ایسا وارث ہم سب کا یہان آگیا ہے اب اسکی منت خوشامد کر کے اپنی جان بچاؤ یہ کلام اُس عورت کا سُنکر وہ تخت نشین اُٹھی اور شہزادے سے آنکھ ملا کر گریہ تر کلم ہوئی کہ اے شہزادۂ ذیجاہ ہم غریبون کے انبیت پناہ یہان تشریف لائیے ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم فرمائیے اس آن و اداسکے یہ کلمے اُس گلپیرہن سنگین بدن نے کہے کہ کیسا ہی سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو دیکھا انہین معلوم ہوا کہ اس عربدہ جو سے کہہ کہ تو مجکو کلید اُس صندوق کی جسمین تیغہ گوہر نگار ہے دے تو مین تیرے پاس آؤن اور تیرے کہنے کو مانون شہزادہ نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ اے مایۂ ناز و سراپا انداز عجب ہے کہ مین نے تیرا جمال پُر وشمال دیکھا ہے کیا کہون جو کچھ حال میرے دل کا ہے مگر ناچار ہون کیا کرون عہد کر چکا ہون کہ تیغہ گوہر نگار جبتک پاؤنگا کسی محبوب کے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور کسی تیغ ابرو کا گھایل نہ ہونگا بس تو مجھے کلید صندوق تیغۂ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو پہونچون اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجالاؤن اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغ ابرو کو کج کیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی پتلیان شہزادے کو سمجھانے لگین کہ اے شہزادۂ جوان بخت جو کوئی اپنے سے محبت کرے ترسانا اُسکو نہ چاہیئے غم مفارقت مین رُلانا نہ چاہیئے یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانین کہ تیغہ کہان رکھا ہے اور کنجی کہان ہے سارا گھر تو لُٹ چکا ہے ہزار ہا کنجیان انکے پاس ہین ان کو کیا معلوم ہے کہ آپ کسکی کنجی مانگتے ہین شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا انہین ظاہر ہوا کہ تو کہہ وہ کنجی مین مانگتا ہون جو انکے جوڑے مین ہے شہزادہ نے یہی کہا کہ انکو اگر میری تمنائے ملاقات ہے تو مجکو وہ کنجی دین جو اُن کے جوڑے مین ہے ان پتلیون نے کہا اے میان اُس کنجی کو یہ کیون دینگی کہ انہین تو اُن کے شوہر کی جان ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر یہ شوہر پر اپنے فریفتہ ہین تو پھر مجھ سے محبت کرنا بیکار ہے مین شراکت کی اُلفت نہین کرتا ایک دل دو طرف نہین ہوتا اس تخت نشین عورت نے ان پتلیون کو گھُڑکا کہ کیا بیہودہ تقریر کر رہی ہو میرا شوہر کون ہے مین تو اسی شہریار کی دلدادہ ہون یہ کہکر شہزادے سے کہا اے یار دلنواز آئیے تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہین مین وہی دونگی شہزادہ نے اسکے اقرار کرنے سے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسکے پاس جاؤ ہزار ہا کنجیان تمہین دکھلائے گی تم سب کنجیون پر عکس لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کی طرح روشن ہو جاوے وہ لے لینا یہ زن مکارہ ہر کلید کو تم سے چھیننا چاہے گی

فوراً لوح طلسم کو اسکے جسم سے مس کرنا اور نیرنگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے نے قدم آگے بڑھایا اور کہا
اے ملکہ تمھاری محبت نے مجکو دیوانہ بنایا ہے اُسنے بھی آگے بڑھکر دست نگارین سے ہاتھ شہزادے کا تھاما اور کہا **فرد**
مہربان یار جفا کار ہوا ہے مجپر ❊ دل مضطر کا ہے اب میرے خدا ہی حافظ ❊ غرضکہ دونون ہنستے ہوئے بالائے تخت
پہونچے اُس بُت نے رام ہوکر گردن مین باہین ڈالدین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اس خود کام نے منھ ہٹا کر کہا
واہ اے پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا **بیت** او تغافل شعار او عیار ❊ او فراموش کار عاشق زار ❊ جلد میرے
سوال کو پورا کر اُسنے اس کلام پر ہنس کر جوڑا اپنا کھولا اور ایک ہار کئی ہزار کنجیون کا نکال کر سامنے رکھا شہزادے نے
لوح کا عکس سب کنجیون پر ڈالا ایک کنجی بہ قدرت فروغ بخش مشعل شمع و قمر بر رنگ شمع منور ہوگئی شہزادے نے وہی
کلید ہاتھ مین لیکر بال سے نکالنا چاہی اُسوقت تو وہ عورت اُسکے ہاتھون سے لپٹ گئی اسنے لوح طلسم اسکے سینہ و شکم
مین لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سر اُس عورت کا پھٹ گیا اسمین سے دھوان نکلنے لگا اسی طرح ہر ایک پتلی
کا سر شق ہوا وہ مقام توپخانہ بنگیا قلعہ حسن سے توپین چھوٹنے لگین فتح طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُڑنے لگی
تا دیر آوازین مہیب آیا کین آخر وہ سب پتلیان مع اُس زن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پتھریان ہوگئین دھوان
سمٹ کر کوئلے کی طرح ہوا اور ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ اے طلسم کشا مین مدت سے قید تھا تیری بدولت رہا ہوا تو بھی یہان
اب نہ ٹھہر مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا کہ وہ آفت مین مبتلا ہے مصیبت مین گھرا ہے یہ آواز دے کر دھوان
غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے رُفقا کے پاس آیا اور اس قصر کے گنبد و برج کو کھلوایا ہزارہا خمہائے زر قلابون مین
لٹکے دیکھے ہزارون صندوق پر از جواہر رکھے پائے نقارون کی طلائی اور نقرئی جوڑیان نکلین صندوقون مین
خفتانین اور اسلحہ جواہر نگار بھرا پایا اور ایک صندوق طلائے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا جسپر غلاف مخمل کا جواہر دوز
چڑھا تھا شہزادے نے اسی کلید سے جسکا ذکر اول مین بیان ہوا اس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار دشمن شکار
اسمین رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑا تھا موتی اُس مین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹنکے تھے شہزادے نے خوش ہوکر اُس
شمشیر کو لیا اور کھینچکر دیکھا عجب جوہر دار تیغہ پایا کہ دیدۂ جوہر مریخ پر آنکھین نکالتے تھے زبان تیغ ہندے و فلک کے للکارتی تھی **نظم**

ہے تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر | یا دامن کہکشان مین اختر | حرفون سے مثال کیوں نہ مین دون | لکھا ہے قضا نے قصۂ خون
چلنے مین وہ بھی زبان طرار | کھینچنے مین بھی صاف دامن یار | اک دم ہو اجواس سے صحبت قیس | لیلے سے ہو قطع اُلفت قیس

بعد اس تیغہ پر قبضہ کرنے کے اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ **ابیات**

زدیباج و دیبا و خز و حریر | زعود و زعنبر ز مشک و عبیر | ہم از پارہ و گوہر شاہوار | ہم از طوق و زافسر و گوشوار
درفشی درفشان ز دیبای چین | کہ پیدا نبودی ز دیبا زمین | بصد مرد شُد زجاے برداشتی | زہامون بگردون برافراشتی
جہلتہ ز دیبای زر لفت گون | کشیدہ ز برجد بر اندرون | ز دینار و گوہر ز طوق و ز تاج | ہمان مہد پیروزہ و تخت عاج
ز یاہر یکے افسر شاہوار | صد اسپ و صد اشتر ترین و بیار | پھر یہ شہریار با تمکین و وقار بارگاہ مین تشریف لایا اسی طرح

کا جیسا پہلے جلسۂ عشرت جما تھا ہنگامہ مسرت آراستہ فرمایا اُسی جشن نشاط مین ملکہ **بخشش** سے اپنا اور وزیرزادی سے

اُسکی سیّارہ عیار کا عقد کیا دن بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب افشان ستارون کی چُنکر دولھن بنی اور آفتاب سہرا خطوط شعاع کا باندھے حجلۂ مغرب مین بہر آرام گیا کہ **نظم**

ہوا شانہ کش ہر گیسوے شام
مزاج شاہ نے آرام چاہا
ہوس نے دل کی اپنا کام چاہا
کیا مشاطگی کا شوق نے کام

شہزادہ عیار حجلۂ عروسی مین داماد بنے ہوئے بصد اشتیاق آئے یہان کی تیاریان اور آرائش بیحساب کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن مین اشجار جواہر کے اور گلدستہ رکھے تھے شمیم گل کا دریا بہ رہا تھا مسہریان لاجواب پھولون سے ملو بچھی تھین اودٹ پھولون کے کھڑے تھے جواہر آگین پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سُلگ رہا تھا قرابے گلاب و کیوڑے کے منہ بولکے ڈنکے منہ پر رکھے ہوئے تھی عطر کی شیشیان خوشبو انگیز تھین مسندین زر ریز تھین جام و سبو و بادۂ ارغوانی مہیّا معشوقین بناؤ سنگار کر کے مسندون پر جلوہ فرما کنیزان مہ پارہ سرگرم کار و بار یہ کیفیت و بہار آشکار **نظم**

شہ قاسم شہنشاہ خوش اقبال
بھرا سینہ مین تھا جوش محبت
بڑا اسلوا ریر بے ساختہ ہاتھ
دہن تھا قفل غنچہ اسکا بستہ
گرا فوارۂ نیسان صدف پر
رہا شب بھر یہی عیش جوانی

کہ تھا مشتاق معشوقہ بہر حال
ہوئے دونون ہم آغوش محبت
کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ
نہ تھا بوئے چمن کو جسمین رستہ
مثال تیر جب پہونچا ہدف پر
ہوا روشن چراغ آسمانی

شبستان مین ہوا پھر جلوہ افزا
بہم تھے بادۂ مستی سے مدہوش
ہوئی رجسدم جُدا یا قوت سے لولوا
ادھر بھی تھی وہ شاخ گلفشان تر
بر آیا کام دل حسب تمنّا
ستارون کے گُچھے آئے شتابی

چلا جام شراب فرحت اندوز
وہ کھل کھیلے وہان ہوکر ہم آغوش
ہوا پیدا ستارہ ایمن دُمدار
چھٹا گوشہ سے جو یہ بیگمان تیر
ملا آرام دل حسب تمنّا
ہوئے نظرون سے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر چادر رلنیگ عروس خون شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ عروس دہر کا ازالہ بکر ہوا ہے شہزادہ شبستان سے اُٹھکر حمام مین گیا اور نہا دھوکر فریضہ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیرزادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمنشینین چھیڑ چھاڑ کرنے لگین قہقہے اُڑنے لگے جلسۂ عشرت جا بجا یہان تو یہ رنگ تھا ادھر شہزادۂ عیار نے دربار مین آکر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سرداران نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی دیا شہزادے نے ملک حاجم کی حکومت عقاب کو عنایت کی شرارہ کو قلعۂ نافرمانبہ عطا فرمایا بادشاہ کو اسی طرح حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک **سلطان** تاج بخش کو اپنے ہمراہ لیکر خفتانہاے طلسمی لشکریون کو عنایت فرما کر ساٹھ ہزار سواران جرار دا آزمودہ کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے نبجے نائے ترکی کا شور بلند ہوا ارابے زر سرخ و سفید سے لدگئے بارگاہین طلسمی فیلون پر بار ہوئین شہزادہ آپ بھی آراستہ ہوکر تیغ طلسمی زیب کمر فرما کر مرکب بری پیکر پر سوار ہوا ملکہ بنفشہ کو سکھپال مین اور رانیون کنیزون وغیرہ کو چوپہلون مین بٹھا کر بڑے کر و فر و عظم و شان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور کے لیے ساتھ چلا **نظم**

چو برخاست آواز طبل رحیل
غلام و پرستندہ از ہر درے
دگر پیل جنگی ہزار و دویست
دگر دہ ہزار اشتر سُرخ موے

بخاک اندر آمد سر شیر و پیل
زد روز یاقوت و ہر گوہرے
کہ گفتی ازان در زمین جائے نیست
کہ کس را نبود آن زمان یک جوے

ز لولوان از ہند و از چین و روم
ز دینار و گنجش کرانہ نہ بود
دگر اسپ جنگی چہل و شش ہزار
دہ و دو ہزار اشتر بارکش

ز ہر کشورے کان بد آباد بوم
چو خرد اندر زمانہ نہ بود
کہ بودند ہمراہ آن شہریار
عماری کش و گام زن شصت و شش

سواران جنگی ہزاران ہزار
چو از کوہ و ز دشت برداشت بار
طلسمی و از ساحران بے شمار
ہمی رفت شادی کنان سوئے شہر
ز کرسی و خرگاہ و پردہ سرائے
ز نالیدن بوق و بانگ سرود
ہمان خیمہ و آخور و چارپائے
ہوا گشت ز آواز بے تار و پود

باین کروفر و عظمت و جلال یہ اختر آسمان اقبال اس سرزمین طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین تشریف فرما ہوا یہان وہ قلعہ لوروصحرائے سبزہ زار و دریا جو علامت طلسمی تھی وہ سب غائب تھی پہاڑ کے دامن مین سرداران شہزادہ اُترے ہوئے تھے آمد سے اپنے مالک کی خوشنود ہوکر حاضر خدمت ہوئے ہمایون بن شداد وغیرہ سوارون کو دیکھا کہ میرے خم ہجر مین لباس فقیری پہنے ہین شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہان زوجہ ملک سلطان کے جاسوس خبر کو حاضر تھے وہ دوڑ کر دولت ملکہ مذکور پر آئے اور خبر آمد شہزادہ ویکر ملکہ کو مسرور کیا وہ اُسیوقت سوار ہوکر شہزادے کے پاس آئی اور خیمہ مین شہزادہ کو بلاکر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کنان عرض پیرا ہوئی کہ بھیّا ایک شب میرے غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماسیے کہ مین اچھی طرح آپ کو دیکھ لون شہزادے نے کہنا اُس کا قبول کرکے کوچ کیا ملکہ موصوفہ سبقت کرکے برائے انتظام آرائش ملک و ایوان روانہ ہوئی اور قلعہ مین آکر فوج کو برا استقبال روانہ کیا توپخانہ تیار ہوکر سلامی اُڑنے لگی طبل بشارت پر چوب پڑی تمام شہر مین غلغلہ بلند ہوا کہ ہمارا بادشاہ جو طلسم مین قید ہوگیا تھا آتا ہے اور وہ شہزادہ جسنے شہزادی کو پنجۂ زنگی سے چھڑایا تھا بادشاہ کے ساتھ ہے وہی شاہ کو طلسم سے رہا کرکے لایا ہے اس خبر کے منتشر ہونے سے تمام رئیسان و ساکنان شہر سواری دیکھنے کو سر راہ جمع ہوے زن و مرد کا در و بام پر ہجوم ہوا ملکہ شہر کے حکم سے شہر آئینہ بند ہوا یہ عالم تھا کہ نظم

بفرمود تا گاو دم بر دمش
برآمد ہم آواز رامشگران
زجائے فراز و زجائے نشیب
دمیدند و بر بانگ شد کشورش
درین شہر از ایوان کران تا کران
نسیم گلان آمد و بوئے طیب
ببستند آذین بہ ہر راہ و راہ
بہر رنگ آنش ز جائے برخاستند
لب شاہ قاسم پر از خندہ گشت
برآواز خیر مین خاور سیاہ
بہر دیک شہ جائے را ساختند
ہمہ کہتران خندہ را بندہ گشت

اسی آرائش مین پیک نگاہ نے خبر دی کہ وہ شہزادہ والا گہر کی سواری آئی سب نے نگاہ اسی سمت لڑائی وہ عظیم و شان نظر آئی کہ کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھی تھی۔ نظم

ز دیبائے زربفت تاج و کمر
دو صد مرد برنا ز فرمان بران
ہم از پیش آنکس کہ با بوئے خوش
جو شاہان برنائے سی صد سوار
ہمی راند با تاج و با گوشوار
ہمان تخت زرین و زرین سپر
ابا دستۂ نرگس و زعفران
ہمی رفت با مشک صد آبکش
ہمی راند با نامور شہریار
بزریافتہ جامۂ شہریار
چو آمد بہ نزدیکی شہر شاہ
دو صد مرد تا مجمر افروختند
ہمی پیش بودند تا باد بوے
ہمہ رہ ہمی آب را بر زدند
ہمہ جامہ ہا سرخ و زرد و بنفش
سپاہی پذیرہ شدند ش براہ
بر عود و عنبر ہمی سوختند
چو آید ز ہر سو رساند بد دسے
تو گفتی گلابے بہ عنبر زدند
شہنشاہ با کاویانی درفش

تمام خلق نے سواری کو دیکھکر نعرہ خوشی کا بلند کیا اور تالیان بجائین تسلیم کو گردنین جھکائین ملکۂ شہر کے ملازم زر سر شہزادہ پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر ہوگئے اسی طرح ایوان شاہی مین سواری پہونچی وزرائے سلطنت و اُمرائے مملکت اپنے بادشاہ سے ملے شہزادہ کو بادشاہ ہمراہ لیکر داخل شبستان ہوا یہان تمام سامان عشرت مہیا تھا ملکہ لسبان کنیزان کمترین کا روبار دعوت خود کر رہی تھی شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا

ہنگامۂ نشاط نے گرمی کی ساقیان ماہ پیکر کی ادائین مستی خیز چشم مخمور پیمانۂ شراب فرحت انگیز معشوقان جادو نگاہ کا ہنسنا فیرنگی باغ حسن دکھاتا عین مستی مین شراب دو آتشہ کا مزہ آتا بلورین جام مین شراب سرخ پیمانۂ آفتاب مین شفق کا رنگ دکھاتا اس انجمن مین مستونکا جھومنا لب ساغر کو چومنا متاع جان کے بدلے خریدار حسن و غمزہ کا گرم بازار قلقل کی صراحیون سے آواز حسینون کا ناز و نشہ کی ترنگ دلمین اُمنگ چاندنیون مین شکن پیشانیون پر چین معشوقان کا جوبن مستی مین جھومکر چلنا دلونکا مچلنا شراب کا دور مستونکا نرالا طور گانے کا شور عشرت کا دور عجب رنگ کا تماشا سنگدل بھی موم ہوجاتا رقاصونکی ٹھوکر کار مسیحا کرتی مردہ دلونکو جلاتی **نظم**

همہ روز با زوج سلطان بدے — ہمون بر شبستان مہمان بدے
گران مایہ کاخے بیاراستند — ہمہ تخت زرین بہ پیراستند
ز زرین و سیمین و گوہر نگار — ہمہ مایۂ عیش بدشاہوار
کنیزان و رقاص ہمہ ماہ روے — پرستندہ رقصندہ با رنگ و بوے

دو روز اس مقام پر دعوت و ضیافت مین بسر ہوئے تیسرے دن جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی کہ **بیت** چو پیدا شد آن فر خورشید زرد + بہ پیچید زلف شب لاجورد + قاسم نے حکم تیاری لشکر دیا اور ملک **سلطان** سے مع اُسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر امیر کشورگیر روانہ ہوا یہ شہزادۂ فلک مرتبت تو اس طرف سے چلتے ہین لیکن شمہ حال لشکر امیر سُنیے **ملولف**

ساقیا ایسی پلا سُرخ بلبھوکا سی شراب — جیسے ہو وقت غضب رنگ رُخ شیخ و شاب
قلقل شیشہ بنے نعرۂ مرد میدان — خون زاہد سے سوا سُرخ ہو بادہ اس آن
بس لیے ہوچکا سب حال طلسمات بیان — بزم معشوق پری چہرہ کے تازہ سامان
اب تو پھر جنگ کا لکھنا ہی مجھے کچھ احوال — پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ و گوپال
وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار — وہی میدان جدل تیغ کی جسمین جھنکار
پھر وہی رزم و قتال اور وہی افسون خوانی — وہی مکاریان عیارون کی اور لسّانی
چون سرائیدی تو این قصۂ نادر مضمون — چاہ از نامے قلم تازہ دمیدی افسون

تیغ آزمایان معرکہ سخندانی ۔ و سپہ افگنان عرصۂ افسانہ خوانی ۔ جوہر شمشیر داستان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ لقاے بقا راندۂ درگاہ آذر مرو شاہ بمقابلہ امیر عالم پناہ پریشان حال و دل البستہ ملالی اُترا ہوا تھا اور معین و یار اسکا سوائے صبائے جادو کے اور کوئی باقی نہ تھا وہ قحبہ بھی خوف عیاران سے مقابلہ اسلامیان نہ کرتی تھی ہمیشہ دشت و کوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامے اسنے در باب طلب امداد خدمت شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان مین بھیجے تھے کہ مین یہان تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کیلیئے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے عند الطلب اکثر ساحران نامی مثل جنوان و مجنون وغیرہ بھیجے مگر وہ سب طعمۂ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوے غرضکہ اس بیما یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ خداوند لقا بندگان خوابی سے بہت پریشان ہین جلد اُنکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہوکر یہان سے چلے جائینگے یہ نامہ شاہ جادوان کو بارگاہ حیرت مین ملا کیونکہ بران کو ظلمات مین قید کرکے وہ بارگاہ ملکہ مذکور مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اُسنے پڑھا حیرت سے کہا

کہ اے ملکہ اب مہرخ وغیرہ نمکحراموں کا قتل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ اُس چھوکری برّان کو مین قید کر چکا ہون اور اُسکے باپ کو کب کی سرکوبی کو جہانگیر جا چکا ہی میرے جی مین آتا ہو کہ مسلمانون کی ذریات کو بردہ و نیا پر باقی نہ رکھون یہان سے خانۂ کعبہ تک سب کو غارت و برباد کرون اور خداے باختر کو تخت خدائی پر بٹھاؤن اب تک جتنے ساحر کہ بہر استعانت خداوند گئے عیارون نے قتل کیے اگی ایسے ساحر کو بھیجتا ہون نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ اسم اعظم اُس پر اثر کرے نہ کوئی عیار اُسکو بیہوش کر کے ہلاک کر سکے حیرت نے یہ کلام سُنکر کہا اے بادشاہ ازین چہ بہتر مین تو سامری سے چاہتی ہون کہ یہ مسلمان غارت ہون شاہ نے اُسی وقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ شکم ماکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے پر و بال اُس بیضہ نے نکالے کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر نمودار ہوے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زرین بال اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین ہمسر جولا تھا نسر اُسکے سامنے کنجشک کا بچہ تھا طائر اژدہا خوار فیل شکار سیمرغ خوف سے اُسکے کوہ قاف مین پنہان بہموت ارض نام سے اُسکے تہ زمین لرزان منقار بزرگ مثل خرطوم فیل پنجہ دراز مثل اُسکے تیز ہمیشہ ذلیل نظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| چنان بود مرغے کہ ایسے بہ تن | بسر بر دو گیسو سیہ چون رسن | تنش زرد و گوش و دمانش سیاہ | ندیدہ سے کس او را کہ گرم گاہ |
| دو چنگش بکردار چنگ ہژبر | خروشش ہمی برگذشتی ز ابر | اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا دیا کہ وہ بیضہ | |

مثل ایک برج و گنبد کے تھا بلمحہ کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھ کر ہندسۂ چرخ کو بھی غش آجاتا شیطان کے لیے اُستاد دیدہ ہوا تھا جیسا طائر تھا ویسا ہی بچہ بھی اُسنے دیا تھا۔ نظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| تنش زشت و بینی کژ و روے زرد | بد اندیش و کوتاہ دل پر ز درد | ہمان بد دل و سفلہ و بیفروغ | سرش پر ز کین و زبان پر دروغ |
| دو چشمش کژ و سبز و دندان بزرگ | برہ اندرون کژ رود ہمچو گرگ | اُس ملعون دون بد اختر و سیہ روے بادشاہ ساحران کو سلام کیا | |

بادشاہ اُسکی صورت دیکھ کر ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ اے گوہر سلک عقدہ گیر جادو بہت دنون اُڑے اُڑے پھرے اب لڑنے کا تمھارا زمانہ آگیا جاؤ خداوند باختر کی زیارت بھی کرو اور اُنکے دشمنون کو بھی مارو اُس خیرہ سر نے ایک آہ بھر کر کہا اے بادشاہ مجکو سامری نے جو پیدا کیا ہی تو یہ قاعدہ رکھا ہی کہ جو کوئی مجکو بلاے اُسنے سر سے مین پیدا ہوا ہون اور پھر بطن ساحر مین چلا جاؤن لیکن مرون نہین بس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ میری زندگی مین تنگ ہی یہ سخن ہنوز ناتمام تھا کہ وہ طائر منقار وا کر کے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا آخر جلکر خاک ہو گیا شاہ بھی اُسکے جلنے سے محزون ہوا مگر اُس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ مسکن تیرا تھا اُسکے جلنے سے غمگین نہ ہونا چاہیے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری نے خلق نہین کی اب توقف نہ کر زیارت خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سُنکر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران خدار انتخاب روزگار اُسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پر سوار ہو کر چلے نفیر سحر بجی نائے ترکی کو دم ملا ابر سحر چھا گئے ساحر طائر و اژدر پر چڑھکر روانہ ہوے نظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| خروش آمد از نائے و زگاؤ دم | ہمان نعرۂ پیل و روئیدہ خم | تو گفتی بہ جنبید ہمید شت راغ | شدہ روے خورشید چون پر زاغ |
| ہمہ ساحران برکشیدند صف | ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف | زمین سر بسر گفتی از جوش ست | ستارہ ز نوک سنان روشن ست |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہمہ ساحران پر ز کبر و منی | اہا جوشن و تیغ آہرمنی | جفا پیشہ بربیل تنہا برفت | بسوئے لقا ہم خرامیدہ تفت |

اسی کر و فر سے بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا کے خود سر پہونچا یہان وہ بے ایمان تخت خدائی پر بیٹھا تقدیرین بگھار رہا تھا کہ یکایک لکہ ہاے ابر پیدا ہوکر موتی برسانے لگے اُس بے آبرو نے علامت سحر بربا دیکھکر کہا تقدیر کی مین نے کہ بندہ خاص اسوقت آکر سجدہ کرے مجکو شیطان درگاہ اسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور اثناء راہ مین ساحر مذکور سے ملا لشکر اُسکا مقام عمدہ پر اوترا اُسکو باعزاز سامنے خداوند کے لایا اسنے سجدہ کیا خلعت سرفرازی پایا دنگل زرین پر بیٹھا ساقی نے جام مئے سُرخ دیا جب دماغ اُسکا مئے سُرخ سے گرم ہوا ملک بختیارک نے شیطنت شروع کی پوچھا کہ اے جمشید روزگار یہان کیون آئے کچھ اپنی جان گرامی کا پاس نہ آیا اسنے کہا ملک جی مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند تھا بارے آج طالع یاور ہوے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کر چکے اب جان بچانا بھی ضرور ہے رو بفرار رکھو اور یہان آنے سے اپنے اوپر آپ ہزار دن بار لعنت کرو طلسم مین رہتے تو زندگی با آرام کچھ دن بسر ہو جاتی اور یہان تو یہ حال ہے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند + گو ہر یہ کلمات سُنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ ملک جی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہے مین مرنا جانتا ہی نہین تمکو یقین نہ ہو تو خداوند سے پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہے یا نہین لقا یہ کلمہ سُنکر سمجھا کہ اس ساحر مین کچھ تو ایسی صفت ہے جب تو دعویٰ اس طرح کا کرتا ہے تو بھی تقدیر اسی کے کہنے کے بموجب کر لیں یہ گبر بھی للکارا کہ اے شیطان درگاہ من یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے مین نے اسکو زندگی جاوید عطا کی ہے مرنا جانتا ہی نہین ہے شیطان نے کہا اور جو اسکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا لقا نے کہا تو جھک مارتا ہے یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا ملک جی تم سچ ہی جانو مین مرنا نہین جانتا ہون کوئی حربہ مجھپر اثر نہین کرتا نہ عیار بیہوش کر کے ہلاک کر سکے گا شیطان نے کہا اندھا جب بتیائے جب دو آنکھین پائے یہان بھی ایسے بندے خداوند کے ہین جو مرنا سکھا دیتے ہین بغیر قضا آئے تہ خاک سُلا دیتے ہین یہ باتین تھین کہ ساحر نے ایک گوشہ بارگاہ کی طرف دیکھا وہان دو عیار فراش بنے ہوے اہل اسلام کے کھڑے تھے کیونکہ عیاران لشکر امیر صورت بدلے اکثر یہان رہتے ہین اسوقت غلغلہ آمد ساحر مذکور سُنکر ابو الفتح و سمک یہان آئے تھے اور ساحر کی تقریر مُہمل سُن رہے تھے اور دل سے کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ اسکے شر سے لشکر خدا پرستان کو بچائے غرضکہ ساحر مذکور نے انکی جانب دیکھتے ہی بختیارک سے کہا کہ ملک جی دو عیار وہ دیکھو فراش بنے کھڑے ہین یہ کلام اسنے کہا ہی تھا کہ عیار رو بفرار لائے لیکن اسنے پکار کر کہا کہ اے ابو الفتح و سمک کہان جاتے ہو ہماری ملاقات کو تو آؤ اتنی بے مروتی تمھین زیبا نہین روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی یہ تقریر اسکی ایسی پر تاثیر تھی کہ عیار فوراً اُبھر کر سامنے اسکے آئے اسنے کُرسیان بیٹھنے کو دین اور بہت خاطر کی پھر زبان کو تقریر کی سان پر چڑھایا کہ اے عیار مین خوب جانتا ہون کہ تم اپنے کام مین بڑے لائق و فائق ہو بلکہ یکتا ہو لیکن مجھپر عیاری کرنا ایسا ہے کہ جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دریا سمجھنا ہوا کو مٹھی مین ناپنا اپنے عکس سے آپ کشتی لڑنا ہے اور ساحر جتنے آئے سب مرنا بھی جانتے تھے مین نے یہ سبق بھول کر بھی نہین پڑھا قضا میری قضا کر گئی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نہ کر سکو گے لہذا تم مجھپر عیاری نہ کرنا ورنہ مین تمکو

قتل کرونگا۔ اس لیے اول تم کو خبردار کردیا تاکہ عذر تمھین کوئی باقی نہ رہے اب تم جاکر حمزہ کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اُسکو ملیگی جان بھی بچے گی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اسکا محال ہے اسم اعظم بھی مجھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ وجلال اُسکا خاک مین ملیگا۔ عیارون نے یہ تقریر اُس پر تقصیر کی سُنکر خندۂ دندان نما کیا اور کہا بجا ارشاد آپکا ہے لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپ کے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر آپ کی زندگی دائمی کیونکر ہو سکتی ہے جہان فانی مین کون ایسا ہے جو مرنا نہ جانتا ہو اور مرے نہین کہ **بیت** چہ مردم چہ آہرمن بت پرست ✤ ز مرگ اند بر سر نہادہ دو دست ✤ معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری قضا کسی تحفۂ طلسمی سے ہے اسی وجہ سے تم کو فخر و ناز ہے کہ میری موت نہین ہے۔ اور اگر ایسا بھی ہے کہ آپکی موت شیطان کی طرح تا بروز قیام نہین ہے تو ماڈ جیہ ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے ہین اب بھی کرینگے اور **صاحبقران** کافر کشی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایک آپکے مرنا نہ جاننے سے کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپ کا خیال خام اور تصور ناتمام ہے اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیے ہم جاتے ہین اور ہو سکتا ہے تو آپکے مرنے کی تدبیر یاد کرکے آتے ہین یہ کہہ کر وہان سے جست وخیز کرکے روانہ ہوے گوہر یہ تقریر سُنکر ششدر ہو گیا **بختیارک** نے اسوقت کہا کہ کیون میان گوہر تمنے سُنا کہ ان عیارون نے کیا کہا سچ کہنا کیا پتے کی بات کہی اب تو مان گئے ہو گے اور خیریت اسی مین ہے کہ اپنے راز کا یاد کرو اور دال پیش دو جلد وسبق پڑھو ساحر نے کہا عیار یونہین واہیات بکتے ہین ملک جی ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہے تم دیکھ لینا کہ کس عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہہ کر اپنی بارگاہ مین اٹھ گیا اور ایک شب و روز آرام پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر گیتی افروز ظلمت شب نے تدبیر مرنے کی بتائی اور تاریکی نے عالمگیر ہو کر ضیائے خورشید خاک مین ملائی **نظم**

چو پژمردہ شد چہرہ آفتاب
ز شہر و ز بازار برخاست غو

چو شب چادر قیرگون کرد فر
ہمی ساخت ہر مہترے جائے خواب

گوہر بارگاہ **لقا** مین آیا اور شراب انگواری کرکے مست ہوا حکم طبل جنگ بجنے کا دیا بموجب حکم نفیر سحر بجی طبل جمشیدی پر چوب پڑی ہر کارے لشکر امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشۂ سریر ادب کو چوم کر دعاو ثناء بادشاہی زبان پر لائے۔ **نظم**

مبادی ہمیشہ مگر شاد شاد
مبیناد کس روز بے کام تو
بر و بوم بے لشکر تو مباد

مبادا جہان بے چنین شہریار
نشستہ بخورشید بر نام تو

ز بیروز گر آفرین بر تو باد
برومند باد اور این روزگار
جہان بے سر و افسر تو مباد

بعد بسباط گستری دعا جملہ ماجرا آمد گوہر و اسکے دعوی باطل کرنے کا اور طبل جنگ بجوانے کا معرض بیان مین لائے اُسوقت **ابوالفتح** و سمک نے بھی حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا کہ یون ہم کو ساحر نے سحر سے بلاکر فہمائش کی بادشاہ و امیر نے فرمایا کہ بمدد ایزد برحق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے **ابوالفتح** کہ اب عمر و کی جگہ افسر ہے حسب ارشاد شاہ والا نژاد نقارخانے مین آیا اور رندر قلاچینی کی لیکر خواجہ کے نام پر جمع کرادی پھر نقارہ سکندری کا غاشیہ اُٹھا کر ڈال دی تمام عالم پر از غلغلہ شر و فساد ہوا نائے ترکی وصبح کیو مرثی کو دم ملا ہیبت سے عجب تھا جو پیر فلک کا دم نکلتا دلاوران عرصہ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوے کہ کل معرکۂ جدال ہے روز نبرد

یوم قتال ہوا اور ایسے دشمن صعب سے مقابلہ ہے جو مرنا نہیں جانتا ہے دیکھیے فردا روز فردا ہوگا قیامت کا ہنگامہ ہوگا بادشاہ نے دربار برخاست فرماکر شبستان میں داخلہ کیا امیر مسجد گرپاس میں آکر مصروف عبادت خدا ہوئے سرداران لشکر اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے ہتھیار نکلنے لگے فرط اسلحہ سے خانہ دہر آہن کدہ تھا تیغہائے آبدار کی چمک موج دریائے قہر تھی آفت کی طغیانی تھی بلا کی لہر تھی زبان تیغ کا بیان تھا کہ وہی مرد دانا ہے جو گھاٹ گھاٹ کا ہمارے پانی پیے ہو ہزاروں بار آب شمشیر سے دہان زخم ترکیے ہو زبان سنان نیزہ یہ سناتی کہ راست بازوہی ہے جو سینہ تان کر میدان میں کھڑا ہو کمانین چلاتی تھیں کہ وہ سمجھدار ہے جو لب سوفار کی بات سمجھتا ہو زبان پیکان کہتی کہ اے گوشہ گیران عرصہ جنگ لائق زہ کام کرنا تیرون کو برنگ آرزو دراز سینوں میں دھرنا کلہ گوپال لاف زنی پر تیار سربلند کیے زبان حال سے کہتے اے سرداران سر دینے میں کمی نہ کرنا خبردار رہنا خود و خود بینی کا دعوے باندھے ہوئے زرہ ہر حلقے سے آنکھیں نکالے ہوئے تبر عدو کو تبر کرنیکا ارادہ رکھے تفنگ دم شجاعت کا دم بھرتے نائے ترکی کا شور نفخ صور کا ہمدم شور محشر اس ہنگامہ کے روبرو بہت کم نقیب ہر سمت للکارتے بہادر نعرہ مارتے گھوڑے ہنہناتے پیادے ہنستے سواروں کے پرے سامان رزم کرتے کوئی تلوار کو صیقل کرتا کوئی تیرون کو زہر آبدار بناتا کوئی کمانین سینک کر درست کرتا کوئی کمر ہمت چست کرتا ان مہتابین اور مشعلین روشن بہار پر شجاعت کا گلشن ہر سمت پنجہائے گلہائے باغ تھے تلوار و خنجر چمکتے یا جلتے چراغ تھے چہرہ ہائے بہادران بسان شمع منور گلہائے سپر سے دماغ ہائے بہادران معطر چقاچاق شمشیران سے ارض و سما میں تہلکہ تھا اس طرف تو یہ ہنگامہ تھا اُدھر ساحران نامی نے کڑاہیاں چڑھائی تھیں پونین مہمان بلائی تھیں بھینٹ میں جھٹکے چڑھ رہے تھے لشکریان کفار رو باصاف کرتے تھے یہ نقشہ تھا نظم

چو در شب خروش آمد از کرنا ے
کہ شیران را بدرید گوش
بخنجر ہمے آتش افروختند

بجستند سالار جنگے ز جاے
یکے مرد گر اندانست باز
ہوا و زمین را ہمے سوختند

ز لشکر بر آمد ہر انسان خروش
شب تیرہ و نیزہ ہاے دراز
چار پہر رات اسی جوش و خروش

میں بسر ہوئی جب طلسم وہر کا دروازہ کھلا اور آفتاب بصد آب و تاب فتاح طلسم ظلمت شب بنا ہوا لوح زریں لیے اُس در سے باہر آیا کہ ابیات

چو پنہان شد آن چادر آبنوس

چنان تا سپیدہ دمان بر دمید
بگوش آمد از دور بانگ خروس

شب تیرہ گون دامن اندر کشید
ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل

ذیل ذیل فشون فشون ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی قومیں جانب میدان مصاف روانہ ہوئیں زمانہ گرد سپاہ سے سیاہ ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر ٹکور لگتی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی تھی شمع انجمن کے رخ پر اُداسی تھی اسوقت سرداران نے جلد جلد نہاکر نماز سے فراغت کی سلاح حربی تن پر آراستہ کیے مرکبون پر سوار ہوکر خدمت امیر باکرم میں آئے امیر ذی حشم نے بھی دعا کرکے ہتھیار جسم پر لگائے فندق نے اشقر دیوزاد کو حاضر کیا حضور سوار ہوئے بہرام گرد خاقان چین قطبل وفادار نے اول مجرا کیا پھر تو تمام سرداروں نے تسلیم کی اور حضور کے ہمراہ ہوئے ایک سمت سے الوالفتح و سمک نے آکر داہنے بائیں رکابوں کو تھاما علم اژدہا پیکر کا سرپیم

سایہ ہوا دوشاخے پنجشاخے روشن نقیبون کی آوازہ خوش لحن اسی طرح سواری مجاہد راہ خدا کی جلوخانہ بادشاہی مین پہونچی کچھ ہی دیر مین عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار بارہ سو پنجشاخہ پھنکتا نظر آیا سترہ سو فانوس مینا کار روشن تھی پھر کئی سو تخت آرائش کا جنپر گلدستے جواہر کے چنے تھے نکلے ڈیوڑھی تک عورتین یہ سامان لیے آئین اور مردون کو دیکر کنارے ہوئین طفلان ماہ طلعت لونڈے نخلون کے لیکر بڑھے بان دار خاص بردار چوبدار پرے باندھ کر دو رویہ کھڑے ہوے نقیبون نے یکایک بسم اللہ کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جا کر ٹھہرے تھے کہ سلطان عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان برآمد ہوے مرو ہا پکارا بلی راج رہے دھرم کاج رہے دیگ تیگ کے مالک رہین جہان پناہ سلامت رہین نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سرداران کو سلام لیکر سرفراز شاہ نے فرمایا سینہ پر ہاتھ رکھ کر امیر کو اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر دوبارہ آداب بجا لا کر سوار ہوے اور چالیس قدم سرداری کے آگے بڑھ کر چلے پیچھے تمام سردار ہوے قلب لشکر مین تخت شاہی قائم ہوا ابو قشون قشون بہادر ساتھ چلے سترہ اٹھارہ سو سقے تمامی کی لنگیان باندھے مشکون کے دہانے پر فوارے چڑھائے چھینٹون سے گرد و غبار بٹھاتے روانہ ہوے زمین و زمان مین ایک تزلزل پڑ گیا شور طبل و بوق تا بہ گنبد سما پہونچا کہ **ابیات**

| | | |
|---|---|---|
| سیہ شد ہمہ کشور از گرد سم | بر آمد خروشیدن گاؤ دم | چنین راند در دست آن شہ سپاہ |
| در و دشت شد سرخ و زرد و سیاہ | دران جاے چون آن سپہ بر کشید | ہوا نیلگون شد زمین ناپدید |
| سپہ بود بر میمنہ چل ہزار | سواران ژوبین در و نیزہ دار | ابر میسرہ چل ہزار دگر |
| ہمہ ناوک انداز و پرخاش خر | بقلب اندرون نامور چل ہزار | چہ نیزہ گذارد چہ خنجر گذار |

اسی طرح جب میدان حرب مین پہونچے تبردارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ دی بیلدارون نے میدان صاف کیا سقے آبپاشی کر گئے میدان میدان اجل بنگیا اُدھر سے لقا اکیس ہاتھیون کے تخت پر سوار آیا ساٹھ لاکھ سوار کی جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر پر تخت کھنچوائے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار پر اجمائے رال گوگل اُڑاتے آئے روے دہر سحر کے دھوئین سے کالا تھا عالم زمانہ کا نرالا تھا ابر سحر چھائے تھے نقارے سحر کے بجتے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلگر نقابت کی کر کیٹ کرڈ کا کہنے لگے اسوقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت لقا کے آیا اور سجدہ کر کے طالب اجازت ہوا لقا نے کہا ید قدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا اے گوہر آگ کا کام ہے جلا دینا پانی کا کام ہے بہا دینا تلوار کا کام ہے کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے لڑنا اور خداوند آپ بھی اپنے ید قدرت کی شرم کیجیے گا اس گبر نے کہا ابکی خوب مستحکم تقدیر کی ہے شیطان نے کہا دونون مٹھیان اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہو کہ کھلجائین خداوند نے کہا تو مجھ سے بھی چہل کرتا ہے اسنے کہا آپ کی تقدیرات سے مین خوب باخبر ہون یہ تو اسطرح مضحکہ کر رہا ہے ادھر گوہر تخت پر بیٹھ کر اژدر اُڑا کر وسط میدان مین آیا اور پکارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان اب بھی کچھ نہین

گیا ہے آؤ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشہ زلیست تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی اجڑ کر شہر فنا بن جائیگا سرداران اسلام نے بجواب ان باتون کے لعن وطعن کر کے فرمایا کہ جو تجھ سے ہو سکے اُسمین کمی نہ کرنا خدا ہمارا نگہبان ہے یہ سننا تھا کہ اُسنے بغضب تمامتر ایک ناریل کمر سے نکال کر جانب آسمان مارا کہ وہ بلند ہوکر شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا فوراً ابر تیرہ و تار ہر سمت سے گھر آیا دُنیا سیاہ ہوگئی اندھیرا چھایا اور موتی برسنے لگے عیاران لشکر اسلام لشکر سے نکلکر رو بہ فرار لائے اور بہت سردار پکارے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون مگر پہلو پر ایک روشنی دکھائی دی جب اس طرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی یہ اُسکے شمع رخسار کی روشنی تھی امیر نے پردۂ قاف کی برسون سیر کی ہے لیکن ایسی شکل دیبا کسی پری کی بھی دیکھی تھی زلف پر پیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے مثل کافر تھی جادوگری سے خوب ماہر تھی برون مین کلوا بیر تھی جعلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی مانگ اُسکی راست بازون کو اپنے عشق کی کجروی سکھاتی کہکشان ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سُناتی پیشانی آئینہ صورت نمائے نیرنگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ تیر کہ ہر طائر دل جس سے نخچیر آنکھ ہر ایک فتنہ پرداز غمزہ کا ساحرانہ انداز حدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان ساحری کے دو پھول غارتگری خانمان خاطر عشاق جسکا معمول دہن تنگ پوشیدہ مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن و خوبی کی دفتر سینہ پر چھاتیان سرکش وخود سر اسی طرح از سر تا پا قیامت کا ٹکڑا غضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ کہ بموجب نظم

بہ بالا چو سرو و بسینہ چو سیم
زگوہر بیاراستہ موی موے
درو لعل و بینی چو سیمین قلم
بخستی بنوک مژہ روے ماہ
دین و ایمان رونمائی مین دو یالمؤلفہ

بدیدار رنگو چو در یتیم
بہ رخسارہ چون روز و گیسو چو شب
دو بیجادہ خندان و نرگس دژم

بہ ابرو کمان و بہ چہرہ نکوے
ہمی دُر ببارید گفتی ز لب
چو بار رزم کردی بگردون نگاہ

اُس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر نے عقل و ہوش کھو یا اسم اعظم پڑھنا گیا

بھولے قرآن جو اُسکا رخ روشن دیکھے
رکھدے پوتھی کو اگر پاتھہ برہمن دیکھے

اس کافر ادا کو خطاب کر کے پکارے کہ فردِ فتنہ زوے زمین آنکھون کا ہے تیرے غلام + خامہ غمزون کی تیرے گردش افلاک ہے + اس پریوش نے ہنس کر برق تبسم سے خرمن صبر کو جلا دیا اور کہا آپ میرے اگر شیدا و فریفتہ ہین تو میرے باغ مین آیئے دو گھڑی میرے گلزار حُسن کی سیر دیکھ کر چلے آیئے گا یہ کہکر آن و ادا دکھاتی کمر کو لے کو بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھا کر اُسکے پیچھے چلے اس اندھیرے اور ہنگامہ سحر مین کسی نے نہ دیکھا کہ امیر پر کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب زن سحر لشکر سے نکل گئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر آڑ کیا مگر وہ موتی جس کے سر پر گرا مع راکب و مرکب اُسکو پتھر کا کیا صف اول لشکر اسلام بالکل پتھر کی ہوگئی فلک سنگدل نے نرم دلون کو یہ سختی دکھائی بتخانہ آذری لشکر خلیلی کی صورت بنائی یہ نقشہ جو عیارون نے کنارے لشکر سے دیکھا دوڑ کر قریب سردارون کے آئے اور حباب بیہوشی مار کر اُنکو بیہوش کر کے

بیٹھ پر لاد کر کے بھاگے اسی طرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی فیروز بن عمر و بیہوش کر کے لے گیا اسوقت بختیارک نے قریب گوہر اپنے تئین پہونچایا تعریف سحر بہت کچھ کر کے کہا کہ مسلمانون کا دستور ہے اول بھاگ جاتے ہین پھر آکر اپنا بدلہ لیتے ہین ان کو جانے نہ دو اور گھیر کر مارو گوہر نے ساحرون کو حکم محاصرہ کرنے کا دیا اور لقا بکار اکہ ہان ان بندگان معتوب کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا ادھر بادشاہ اور سردارون کے چلے جانے سے لشکر اسلام مین بھگدر پڑی منچلون نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ مین ہنر شجاعت کر دکھائے کہ جان بیچ کر لشکر حریف پر جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے دہاوہ بگیر و بکش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحرون نے مہلت نہ دی طائران سحر بڑھ کر آگے آئے لکہاے ابر رنگ برنگ کے اڑنے لگے گڑگڑاہٹ کی آوازین آنے لگین پیکان و تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ زد ہوئی گولے گرنے لگے بجلیان کڑکنے لگین جنگل سے اژدر و قیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کرنے لگے اسوقت تو تمام لشکر مین بھگدر پڑ گئی کفار عقب مین چلے جابجا غار زمین مین پڑ گئے لشکریان **لقا** ایسے وقت مین ببان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزار ہا مسلمان مارے گئے تھے صدہا خاک و خون مین پڑے تڑپ رہے تھے کفن پوش بستر خاک بیکسی سے ہر ایک ہلاک کہ **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| لپس پشت او اندر آمد سیاہ | شدہ مہر از پر پیکان سیاہ | بجستند خرطوم پیلان بہ تیر |
| زخون شد دو دشت چون آبگیر | سر سروران شد بخاک اندرون | بریزاندرش جاے شد غرق خون |
| شد آن تاجور شاہ چندین سپاہ | ہمان تخت زرین و زرین کلاہ | چنین سست کردار گردان سپہر |
| نہ تا مہر بانیش پیدا نہ مہر | | |

جب یہ آفت لشکر اسلام پر آئی ملکہ گردیہ بانو و زبیدہ شیر گیر کہ محلات مین یہ دونون بجاے امیر ہین جیسے امیر سپہ سالار ہین ویسے ہی یہ عورات مین افسر ہین اور ملکہ مہر گیر تاجدار دختر نوشیروان ہمشیرہ مہر نگار مرحومہ بانوے بانوان ہے غرضکہ ان دونون افسرون نے عورات کے جملہ عورات ملازم کو مردانہ لباس پہنایا اور نقابین اپنے چہرون پر ڈالکر سب کو نقاب پوش بنا کر جملہ شہزادیون کو فنس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکلکر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے گردیہ و زبیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا فنسون پر سایہ کیے روانہ ہوئین جب یہ گروہ اس طرح سے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے ان کو جاتے دیکھا وہ سب بھی بانہاے عیاری پکڑ پکڑ کر ان کے ہمراہ ہوے ادھر بہت سے عیار لپٹا لیے سردارون اور بادشاہ کے لیے آئے باقی بارگاہ سلیمانی و اسائۂ صاحبقرانی سب چھوٹ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہان تک کہ یہ سب بھاگ کر دس کوس پر وہان سے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلۂ کوہ پر چڑھ گئے سردارون اور بادشاہ کو فرش خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار نہ کیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو جائین گے لڑنے سے باز نہ آئین گے غرض گرد تمام سردارون کی عورتین بال کھولکر با موے پریشان با سر عریان درگاہ باری تعالیٰ مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ اے خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچالے اور ہماری عصمت پر نگاہ رکھ کہ **نظم**

| | |
|---|---|
| بغلطید در پیش یزدان پاک | ہمی ریختہ بر سر و روے خاک |

خدایا درین رزم آرام دہ
ازین جنگ ما گیتی آباد کن
برین ساحران مرد را کام دہ
پراگندہ گردان عدو را سپاہ
مرا و سپاہ مرا شاد کن
نگونسار باشد ہمہ روسیاہ

عیار سب گمھاٹیان پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لے کر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا استادہ ہوے یہان تو یہ سب سامان تھا ادھر تمام لشکری تباہ و برباد ہوے بہت بھاگ کر جنگل مین گئے اور کوہ و مغاک مین متواری ہوے اور ہزارون بارش گوہرہاے سحر سے پتھر کے ہو گئے دشت لاشون سے بھر گیا ہر جگہ لاشون کے ڈھیر تھے ساحران نابکار و لشکریان لقاے غدار خندہ زنان بہ فتح و فیروزی قتل و غارت کرتے ہوے پڑاو پر آئے مال و اسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی مین لقا آکر اترا اور گنجور سے اپنے تحتہاے یاقوت نگار و تاج مرصع کار و خلعت زرتار مع فرمان کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اس مقام پر کرون اُسوقت بختیارک نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیئے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ ہین عیار آفت روزگار باقی ہین دوم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہین گا ہے چنین گا ہے چنان کبھی ادھر کبھی اودھر تھالی کے بیگن ہین بس لازم ہے کہ ڈھونڈکر ان مسلمانون کو قتل کرو اور اطمینان سے بعد اُن کے فیصلہ کرنے کے بعشرت تمامتر بیٹھو گوہر نے یہ تقریر سُنکر کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو لقا بھی پکارا کہ یہ تقدیر ہزار برس پیشتر کی ہے کہ آج جملہ بندگان باغی ہلاک کیے جائین گے گوہر نے فوراً طائران سحر خبر کو بھیجے کہ یہ سب باغی کدھر گئے ہین اُنکی خبر لائین طائر اُڑ کر گئے اور کچھ دیر مین آکر مخبر ہوے کہ فلان پہاڑ پر سب ہین یہ سنتا تھا کہ گوہر فوج اپنی لیکر اُسی طرف روانہ ہوا پیچھے اُسکے لقا بھی مع لشکر کوہیان و سنجانی باختری وغیرہ کے ہنستا ہوا فیل پر سوار ہو کر چلا اور بہ سم یلغر قریب اُس پہاڑ کے جسپر اہل اسلام پناہ گزین تھے پہونچا اور حکم محاصرہ کرنے کا چار سمت سے پہاڑ کا دیا کہ تمام لشکر گرد کوہ کے ہو گیا اُسوقت ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائین عیاران اسلام مرنے پر کمر باندھ کر حقہ ہاے نفتی بیہوشی آمیز لیکر بڑھا اور ایک باڑھ حقون کی ماری کہ تمام میدان دامن کوہ پرانز دود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوے اور بہت ساحرون کے جسم مین آگ لگی رہوارون نے الف ہو کر بہتون کو گرا دیا عیارون نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑون کو واصل جہنم کیا مُنھ ساحرون کا پھرا اور ایسا گھبرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوے بختیارک نے کہا اے گوہر کسی ساحر کی مجال نہین جو اوپر جا سکے تم یہین سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ پتھر کے ہو جائین پھر پہاڑ پر جا کر قتل و غارت کرنا ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ عیار ایک جگہ پر نہین ہین پوشیدہ اور منتشر ہین مین کچھ دیر سحر پڑھ کر ایسا جادو کرون کہ یہ عیار سب آپس مین لڑ کر اپنی جان دیدین یہ کہہ کر دامن کوہ مین لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ نصب ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اُتری اسی اثنا مین دن تمام ہو گیا تھا لشکر انجم خسرو نجم پر تاخت لایا اور خورشید عرصۂ افلاک سے بھاگ کر مثل اسلامیان کوہ مغرب مین گیا۔

نظم

شب تیرہ خرگاہ بردن کشید
چو بنمود شب ابر خاک تیرہ روے
ہمانگہ چو خورشید شد ناپدید
گریزان شدہ مہر از جنگ اوے

سر شام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ مین آکر سحر خوانی مین مصروف ہوا اور لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے اور

شراب پینے مین مشغول ہوا جلسۂ عشرت اُسنے جمایا اُدھر پہاڑ پر سب عورتین گریہ و بکا کرتی ہین درگاہ خدا مین دعا کرتی ہین اُنکو
اس حال مین چھوڑ کر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیئے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت مین بیٹھا داد عیش و کامرانی دے رہا تھا کہ
ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرد سے بھاگے ہوے در بارگاہ پر آئے اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے اُن کو سامنے بُلوا کر
ماجرا استفسار فرمایا انھون نے جملہ کیفیت بربادی طلسم گوہر کی بیان کر کے کہا کہ اب نبیرہ کا حمزہ تیغہ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر
کی طرف گیا ہی یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ ملک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے
کہ شہزادہ قاسم سے تیغہ گوہر نگار چھین کر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سُنکر ایک ساحر عذار بت پرست تیرہ باطن جادو کہ حاضر دربار
تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جاکر اُس باغی کو لاتا ہون یہ کہہ کر تخت سحر تیار کر کے عازم روانگی
ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بُلا کر اُس کے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کر کے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر
اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوے اور بہت جلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر
اس ساحر سے علیحدہ ہو کر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر روان
تھے کہ اثنائے راہ مین ایک صحرائے سبزہ زار وادی پُر بہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور و
وحش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بت
رم خوردہ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکر سے
کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہر کر دم لینے لگا سپاہ بھی پیچھے رہ گئی تھی بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت
ایک ساحر ڈانٹتا سامنے سے آیا اور پکارا کہ اے اجل رسیدہ کیون تو اس بیشۂ پر نیرنگ مین قدمزن ہوا شہزادہ نے
اول تو اُس سے بہت عذر ناواقفی کیا جب اُسنے نہ مانا تو آمادۂ حرب ہوا اور تیغہ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُس وقت
پہلو کی طرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نہایت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ اے شہزادہ یہ ساحر
وابستۂ طلسم ہے اس تیغہ سے نہ مارا جائیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بیضۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مار کر بیہوش کیا تیغہ
اور لوح لیکر تخت سحر پر ڈالکر اپنا راستہ پکڑا۔ اب خاکسار جاہ اس جلد کو تمام کرتا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار
باقی رہی اور ناظریان والا تبار نے قدردانی فرمائی تو آیندہ جلد چہارم بھی لکھیگا اور اُس جلد مین نتیجہ ان تینون
جلدون کی ہر داستان کا بیان کریگا یعنی شہزادہ قاسم کا حال اور لشکر امیر و لقا کی کیفیت بران کے چھوٹنے کا ذکر
کہ زندان طلسمات سے کیونکر رہائی ہوئی پل پریزادان کا ٹوٹنا حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا شہزادہ اسد کا گنبد نور پر سے
چھوٹنا شہزادہ جہانگیر کا طلسم کوکب کے مرحلے توڑنا خواجہ کی چاپک عیار سے عیاریان کرنا بران کا کشتۂ
سحر ہونا بیابان گلریز سے معمار قدرت کا نہر تالاب بنانا اُسمین نعش بران کا رکھنا سیتور بن تمیز اور جمشید
بن کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شرکت عمرو کی کرنا صنعت وزیرہ کا مارا جانا کوہ زلازل
کا بیان شہر داؤدیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد جادو کا مسلمان ہونا عمرو کا کتاب سامری افراسیاب کے
ہاتھ سے دُھلوانا آخر طلسم ہوشربا کا ٹوٹنا سب کچھ لکھا جائیگا اب امید ناظرینان قدردان سے یہ ہے کہ نظر

اس سراپا تقصیر کی غلطیون پر نہ فرمائین دامن عفو مین چھپائین کہ بڑے انتشار و پریشانی مین اس جلد کو مین نے لکھا ہے اولاد کا غم دل کو رہا ہے بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور دماغ ہوا اُسپر بھی اپنا طریقہ تحریر نہ چھوڑا اس قسم لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اُسکو صاف بھی نہین کیا جو ایکبار قلم سے نکلگیا وہی لکھا ہر جلد کا طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم و بزم سراپاے معشوقان و باغ و صحرا وغیرہ کا بیان ہر چند کہ ایک بات ہے مگر اس حقیر نے الگ الگ سب کا بیان کیا اُسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین کہ طول بہت دیا سنئے ظاہر ہے کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق اس طرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گوناگون لگا ہے الحق مرطول ہی دینا مزا ہے قصۂ کوتاہ کا + فی الجملہ حضرات سخن سنج داد سخن دینگے اور مجکو بہ نیکی یاد کرینگے اور مین خدا چاہے گا تو آئندہ قصہ بیان کرنے کی نسبت بذریعہ اشتہار اطلاع دونگا خداوندا جبتک طلسم عالم آباد رہے پڑھنے والون کو اس فسانہ کے اور سُننے والون کو آباد و دلشاد رکھ میرے دوست بھی بعزت و حرمت مسرور و صحیح و سالم رہین اور مجھ ہیچمدان کی بھی مرادین دلی بر آئین ایمان و امان رہے آبرو و عزت سے بسر ہو آمین



## قطعہ

### قطعہ تاریخ تصنیف کتاب نتیجۂ طبع احقر العباد خاک راہ سخن سنجان مؤلف

واقعی ہوش ربا ہے یہ طلسم
شعر جو اس مین ہے لاثانی ہے
کہین ہے خشکی صحرا کا بیان
واہ کیا حسن زباندانی ہے
سحر و نیرنگ و طلسمات کی سیر
وصف گل مین جو گل افشانی ہے
ہے کہین ہجر و مصیبت کا بیان
اپنی بیکار ثنا خوانی ہے

جس کے ہر لفظ مین سو معنی ہین
کیا فصاحت کا مرقع ہے کھنچا
کہین دریاؤن کی طغیانی ہے
عرصۂ جنگ مین پریون کا جماؤ
رزم سازی و فسون خوانی ہے
ہے کہین وصل مین عاشق کو مزا
صورت آئینہ حیرانی ہے
فکر تاریخ تھی ہاتف نے کہا

نثر یہ اُسکے دل و جان قربان
دیکھکر ڈھنگ جسے مانی ہے
چہچہلے کرنا وہ معشوقون کا
رزم بھی بزم سلیمانی ہے
ہے وہان باغ بلاغت کی بہار
عیش و عشرت کی فراوانی ہے
خود سمجھ لینگے زمانے کے فصیح
جاہ کیون اتنی پریشانی ہے

سن ہجری مین لکھو یہ مصرع
زینت بزم سخندانی ہے
۱۳۰۶ھ

## اعلان

افسانۂ طلسم ہوشربا سات جلد و نمین تمام ترتیب دیا گیا ہے کل ساتون جلد کا مجموعہ بھی موجود ہے اور علیحدہ علیحدہ جلدین خریداران کو بہم پہونچ سکتی ہین ہر ایک شہر کے کتب فروشان سے اور بھی مطبع نولکشور لکھنؤ و کانپور سے

بوستان خیال - جلد دوم ۸/صہ
" جلد سوم للعہ/
" جلد چہارم لعہ/
" جلد پنجم ہے/
" جلد ششم ۸/ہے
" جلد ہفتم ۸/ہے
" جلد ہشتم ے/
" جلد نہم للعہ/
سوانحعمری عمرو عیار - نہایت دلچسپ قصہ ۶/عہ

جادۂ تسخیر ہمرنگ فسانۂ عجائب - ۱۲/عہ
سنگاسن بتیسی - ۴/
گل بکاؤلی - ۳/
قصہ گل و صنوبر - ۲/
قصہ اگر گل - ۴/
ایک روسی زمیندار کا قصہ - ۶/
سیر مقبول - ۱۲/
لطائف ہندی - نہایت دلچسپ لطیفے - ۲/
فسانۂ معقول - ۱/

# دلچسپ ناول

## مسٹر رینالڈ کے ناولوں کے ترجمے

فسانہ آلہ دین و لیلی - ۱۲/عہ
فریب حسن - ۱۲/عہ
فسانۂ سوزن عشق - ۶/عہ
فسانۂ لارنس و روبقہ - ۱۲/عہ
فسانۂ حسرت وصل - ۵/
مارگیرٹ - ۶/
روز الیمبرٹ للعہ/
ناول اسرار - ۶/
ڈیگزولنیڈا - ۱۲/عہ
شام جوانی حصۂ اول - ۵/عہ
" حصۂ دوم - ۹/
دھوکا یا طلسمی فانوس - ۲/عہ

## دیگر مصنفوں کے انگریزی ناولوں کے ترجمے

تسخیر - ۵/
خون ناحق - ۶/
شاہد طرار - ۸/
طلسم خیالات - ۱۱/
ثمرۂ نیکی - ۶/
قصہ حاجی بابا اصفہانی - ۶/عہ
کرشمۂ تقدیر - ۷/
لال کپتان - ۵/
نیرنگ فرنگ - ۱۴/
شہید جفا - ۶/عہ
سیتا - ہے/
ہنگامۂ عشق - ۷/

## ناول ترجمہ سید وجاہت حسین

خوبی قسمت - ۱۱/
بوالہوس - ۱۲/
جوش خون - ۱۴/
چابک سوار معشوقہ - ۱۲/
بادشاہ سلامت - ۱۵/
خلق مجسم - ۱۴/
حور عین حصۂ اول - ۱۴/

## متفرق ناولوں کے ترجمے

تگڈم - ۹/
الو کی دم فاختہ - ۵/
کلجگ کی کھونٹی - ۵/

## بنگالی ناولوں کے ترجمے



## اورجنل ناول



المشتہر
منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرت گنج - لکھنؤ

آمد آمد لشکر حریف برے جائے ہوا بدل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان نیزہ و سنان زہر اُگلنے لگی یعنی
ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار بیرق اُڑتی نظر آئی آئے سب کے مقراض اژدہون پر تخت کھچوائے سوار پشت ابر
تین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکاتے صورتین ہیبناک بنائے آئے تھالیان کُجی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم
ہوتا کہ آسمان پیتل کا تہ فلک پیدا ہوا ہے ہر طرف نارنج و ناریل اُچھلتا تھا جی جی کا ساحری کے غل پڑا تھا
ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پر سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے
بجلیان سحر کی کڑک کڑک کے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے
آئے گرد و غبار خس و خاشاک اُڑا لے گئے ابر سحر برسا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھکر
للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان اے مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہے خبردار سر کٹے جان جائے
مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دل کا بڑھا رہے چاہے مرمٹے جب نقیب رغبت جنگ دلا کر پیچھے ہٹے مقراض نے پکار کر
سمندر سے کہا کہ بھیا ان نمک حرامون سے لڑائی کا طول دینا بیکار ہے تم چار سمت سے ان کو گھیر لو مین
ایک ہی سحر مین ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دون جیسے یہ صف باندھ کر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی
ہین ویسے ہی یہ حرف غلط دم بھر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکل گئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے
وہ بھی کنارہ کر گئے سب کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہے ادھر سمندر نے کہنا ساحرہ
مقراض کا جو سُنا کہا اے ملکہ آپ سچ کہتی ہین جلدان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہے آپ ملکہ حیرت
کو بُلا لیجیے کہ وہ آکر اپنے دشمنون کا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا
کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون معظمہ شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصہ جنگ
مین میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجوا کر گیا جب وہ مارا گیا تب مجکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی
لوگ کہتے ہون گے کہ بی بی شاہ جادوان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے اور درستی فوج وغیرہ
کے لیے یہان بحکم بادشاہ اُتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجکو بُلانا اور سچ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے
لڑتا ہے نہ کہ ادنی سے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے
یہ باتین سُنکر کہا کہ بہتر ہے مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ منھ کر کے پکارا کہ اے
نمکحرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادو گرون نے جواب دیا کہ ارے او خیرہ سر بیحیا
کیا گو کھاتا ہے قضا تیرے اُس افراسیاب کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمک حرام ہے او محسن کش ہے
بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو تھا جسکی پشتینون سے حکومت اس طلسم پر چلی آتی
تھی یہ افراسیاب ملازم تھا اُس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے
نمک حرام وہ ہے یا ہم ہین اے کافر دھمکاتا کیا ہے جو تجھ سے ہو سکے اُٹھا نہ رکھ خدا ہمارا حامی و مددگار ہے
یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اُسکے ناک اور منھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین

دریائے زخار وقہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کر چار طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ہوگیا بیچ میں یہ سب دریا دل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ اب عدم کیطرح نابود نہوتا تھا گویا اجرام ارض اور موالید ثلاثہ سب پانی ہوگئے تھے زمین کو عارضہ استسقا نے آلیا ہوا تھا کشتی آسمان ڈوبا چاہتی تھی چشمہ مہر تک پانی پہونچا چاہتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھیں دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا اسطرح جوش و خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش میں آتا ہے پانی پہاڑون کی بلندی سے بھی بلند ہوا یقین تھا کہ بحر خضر فلک سے جاکر دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان کے پیچ کھاکر بہونگے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسیطرح یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا نظم

| | | |
|---|---|---|
| بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی | آشوب پہ چشم ابر تر تھی | مانند سرشک بادل اُمڈے |
| جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے | بادل کی گرج ہوا کے جھونکے | موج باد صبا کے جھونکے |
| گھنگھور گھٹائیں آرہی تھیں | بام گردون پہ چھا رہی تھیں | بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور |
| کوندے کی لپک وہ رعد کا شور | | |

اس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آرہا دریا نہ تھا طوفان نوح تھا بند راستہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین واثق ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے ان ساحرون نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو روک کر تنہا اژدر ابنا بڑھا یہان ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیئے ہے پہچانتی ہو ہزار در ہزار بلا مین اسمین مخفی ہین اسنے کھینچکر اُس کو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہوگیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا ہے کہکر لشکر کے دست راست وچپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی و قلزم حسن و محبوبی گھٹنون تک پانی مین ڈوب گئے ہین سحر کی چھتری اور بنگلے سب بیکار ہین کوئی کام نہین دیتے ہین حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کھوگئے ہین دل سینون مین پانی ہے بدن سب کا بھیگا ہے اُوس گلستان وناز پر پڑ گئی ہے غمزہ وادا الجھیکا کیا بالکل کنارہ کر گئے ہین رُخ اُنکے دریا مین کنول کے پھول بنگئے ہین یاس وحرمان سے رنگ ورخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا بتخانہ آذر ہی کنارے دریا کے کلمہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدہ نمرودی انکے حق مین تھا ایک جگہ لڑنیوالے بہادر جمے کھڑے تھے دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھتے تھے موت کے گھاٹ پر پہونچ گئے تھے خدا ہی انکا بیڑا پار لگانیوالا ہے وگرنہ ہر موجہ سیف کی روانی دکھاتا ہے یہ حال کثیر الاختلال اپنے لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ مین جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ